

رفع الیدین پر علمی تحقیقی کتاب

نُورُ الْعَبْدِینِ

فِي مَسْأَلَةِ

رَفْعِ الْيَدَيْنِ

عَنْ الرُّكُوعِ وَتَرْكِهِ فِي الصَّلَاةِ



حافظ زبیر علی زئی

مکملہ اسلامیہ

فہرست عنوانات

۱۰	تقدیم	❁
۱۳	مصنف کا مختصر تعارف	❁
۱۴	اردو تصانیف	❁
۱۶	عربی تصانیف	❁
۱۸	سنت کی اہمیت اور تقلید کی مذمت	❁
۳۲	مقدمہ	❁
۳۵	حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے مغالطے	❁
۳۹	حسن بن زیاد اللؤلؤی	❁
۴۰	یثیم بن عدی	❁
۴۳	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی	❁
۴۵	محمد بن اسحاق بن یسار	❁
۴۹	غیر جانب دارانہ تحقیق	❁
۴۹	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث	❁
۵۰	سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث	❁
۵۲	ابتدائیہ	❁
۵۲	ابو احمد الحاکم الکبیر کا تعارف	❁
۵۴	رفع الہیدین پر کتابیں	❁
۵۴	امام بخاری کا تعارف	❁
۵۹	بنیادی اصول کا تعارف	❁
۵۹	مقابلہ	❁

نور العینین ﷺ رفع الیدین 4

- صحیح حدیث کی تعریف ۶۰
- ضعیف حدیث کی تعریف ۶۰
- تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ۶۱
- جرح و تعدیل میں ائمہ محدثین کا اختلاف ۶۱
- صحت کتاب ۶۱
- اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا تحقیقی معیار ۶۲
- ایک ہی شخص کے اقوال میں تعارض ۶۲
- معمولی جرح ۶۳
- مسلمی تفاوت صحت حدیث کے خلاف نہیں ۶۳
- اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ ۶۴
- حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جدول ۶۴، ۶۵
- مسند الحمیدی اور حدیث رفع الیدین ۶۸
- مسند حمیدی / نسخہ دیوبندیہ کا عکس ۶۹
- مسند حمیدی / مخطوطہ ظاہریہ کا عکس ۷۰
- مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس ۷۱
- بلاد عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس ۷۲
- المستخرج لابن نعیم الاصبہانی کا عکس ۷۳
- مسند ابی عوانہ اور حدیث رفع الیدین ۷۶
- مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس ۷۷
- مسند ابی عوانہ / مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس ۷۸
- مسند ابی عوانہ سندھی مخطوطہ کا عکس ۷۹
- المدونۃ الکبریٰ کی ایک روایت ۸۱
- عبداللہ بن عون الخراز کی روایت ۸۳
- ترفع الایدی والی روایت ۸۸

نور العینین ﷺ رفع الیدین 5

- ۸۹ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا تعارف
- ۹۰ محمد بن ابی لیلیٰ اور حنفی وغیر اہل حدیث حضرات
- ۹۱ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ والی روایت کی دوسری سند
- ۹۲ رفع الیدین پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث
- ۹۳ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کا تعارف
- ۹۶ سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۹۹ تا ۹۷ جدول
- ۱۰۰ سنن النسائی کی سجدوں میں رفع الیدین والی حدیث
- ۱۰۲ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۰۲ سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کا تذکرہ
- ۱۰۳ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۰۶ تخریج حدیث ابی حمید رضی اللہ عنہ فی رفع الیدین (جدول)
- ۱۰۷ عبدالحمید بن جعفر کا تعارف (جدول)
- ۱۰۹ محمد بن عمرو بن عطاء کا تعارف
- ۱۰۹ عطاء بن خالد کی روایت
- ۱۱۰ اضطراب کا دعویٰ
- ۱۱۲ سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات
- ۱۱۲ نقاب کشائی
- ۱۱۳ ایک زبردست دلیل
- ۱۱۳ ایک اور نکتہ
- ۱۱۵ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۱۵ سند کی تحقیق
- ۱۱۷ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث
- ۱۱۸ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث

نور العینین ﷺ رفع الیٰطین 6

- ۱۱۸ سند کی تحقیق
- ۱۱۹ سیدنا ابو بکر الصدیق اور عبداللہ بن الزبیر i کی حدیث
- ۱۲۰ سند کی تحقیق
- ۱۲۲ احادیث مذکورہ کا خلاصہ
- ۱۲۴ (احادیث مذکورہ کا) جدول
- ۱۲۵ تارکین رفع الیدین کے شبہات
- ۱۲۵ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
- ۱۲۹ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ
- ۱۳۲ امام ابو داؤد اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ
- ۱۳۴ سفیان ثوری کی تدلیس
- ۱۳۷ مدلس کا عنعنہ
- ۱۳۸ طبقہ ثانی کی بحث
- ۱۴۳ (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا) جدول
- ۱۴۴ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ
- ۱۱۴ جدول
- ۱۴۵ یزید بن ابی زیاد کا تعارف
- ۱۵۱ حدیث محمد بن جابر الجعفی الیمامی
- ۱۵۲ محمد بن جابر الیمامی جرح و تعدیل کی روشنی میں
- ۱۵۴ (پانچواں شبہ) موضوع روایات
- ۱۵۵ (چھٹا شبہ) عدم ذکر
- ۱۵۵ (ساتواں شبہ) دعویٰ نسخ
- ۱۵۷ تحقیق کا خلاصہ
- ۱۵۹ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین
- ۱۶۱ صحابہ کرام کا رفع الیدین کرنا

- ۱۶۱ سند کی تحقیق
- ۱۶۳ تارکین و مانعین کے آثار
- ۱۶۳ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۵ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۵ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۷ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۷۱ ابوبکر بن عیاش والی روایت کا جدول
- ۱۷۲ ایک دوسری سند (محمد بن الحسن الشیبانی والی)
- ۱۷۴ آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین
- ۱۷۵ (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیدین
- ۱۷۷ ائمہ کرام اور رفع الیدین
- ۱۷۷ امام مالک بن انس رحمہ اللہ
- ۱۷۹ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ
- ۱۷۹ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
- ۱۸۰ امام اوزاعی رحمہ اللہ
- ۱۸۱ رفع الیدین کرنا ضروری ہے
- ۱۸۲ مشرح بن ہاعان کا تعارف
- ۱۸۳ دوسرا رخ
- ۱۸۳ کعبہ پر نصب منجیق کا مسئلہ
- ۱۸۵ اس حدیث کا مفہوم
- ۱۸۶ نور العینین قدیم کا اختتام بعد از مراجعت
- ۱۸۷ زیادات (تحقیقی مضامین کا اضافہ)
- ۱۸۹ سجدوں میں رفع الیدین کا مسئلہ
- ۱۹۳ مع کل تکبیرۃ

نور العینین ﷺ رفع الیطین 8

- رفع الیدین کا حکم اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۹۵
- رفع الیدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحدثین؟ ۲۰۵
- رفع الیدین قبل الركوع وبعده، ایک تحقیقی مضمون ۲۱۲
- مخالفین رفع الیدین کے شبہات کا مدلل رد ۲۱۶
- طاہر القادری اور رفع الیدین کا مسئلہ (المنہاج السوی کے ایک باب کا جواب) ۲۲۱
- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر اور ترک رفع الیدین ۲۳۸
- محمد بن مروان السدی کا تعارف ۲۳۹
- محمد بن السائب الکلی کا تعارف ۲۴۲
- ابوصالح بازام کا تعارف ۲۴۵
- سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ۲۴۷
- نور البصر فی توثیق عبد الحمید بن جعفر ۲۴۹
- عبد الحمید بن جعفر رحمہ اللہ ۲۵۰
- محمد بن عمرو بن عطاء ۲۵۲
- سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۲۵۵
- ایک روایت کا جائزہ ۲۵۷
- ایک عظیم الشان دلیل ۲۵۹
- ایک اور دندان شکن دلیل ۲۶۰
- ایک اور دلیل ۲۶۱
- ایک اور دلیل ۲۶۳
- محمد بن اسحاق بن یسار کا حدیث میں مقام ۲۶۳
- نام نہاد اضطراب کا دعویٰ ۲۶۵
- امام محمد بن یحییٰ الذہلی کا اعلان ۲۶۸
- چند اہم نکات و فوائد ۲۶۸
- ایک اہم نکتہ ۲۷۱

نور العینین ﷺ رفع الیدین 9

- ۲۷۴ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی کا اللہ تعالیٰ پر بہتان
- ”حدیث اور اہل حدیث“ کتاب کے باب ”ترک رفع الیدین...“
- ۲۷۵ کا مکمل جواب
- ۲۷۷ پیش لفظ
- ۲۷۹ مسئلہ رفع الیدین اور ”حدیث اور اہل حدیث“
- ۳۰۱ اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعد الرفع منه
- ۳۰۴ انوار خورشید صاحب اور آثار صحابہ
- ۳۱۱ آثار صحابہ اور رفع الیدین کا اثبات
- ۳۱۲ آثار تابعین اور ترک رفع الیدین
- ۳۱۶ اثبات رفع الیدین اور تابعین
- ۳۱۷ ترک رفع الیدین اور علماء
- ۳۲۱ ائمہ مسلمین اور رفع الیدین
- ۳۲۲ عجیب شرطیں
- ۳۲۳ ایک مکروہ مغالطہ
- ۳۲۷ نماز الت تک صلوٰۃ حتی القی اللہ تعالیٰ
- ۳۲۸ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت
- ۳۲۸ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف
- ۳۲۹ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رفع الیدین
- ۳۳۰ سند کا تعارف
- ۳۳۲ ابن جریج کی تدلیس کا اعتراف
- ۳۳۳ الاختصار
- ۳۳۴ جدول
- ۳۳۶ حتی فارق الدنيا
- ۳۳۹ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جدول



- ۳۴۰ سندھ کا مناظرہ اور اوکاڑوی صاحب کی شکست ❁
- ۳۴۱ تین ساتھیوں کا اہل حدیث ہونے کا اعلان ❁
- ۳۴۲ نور العینین پڑھ کر اہل حدیث ہو گئے ❁



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مصنف کا مختصر تعارف

﴿مصنف کے قلم سے﴾

نام: حافظ زبیر علی زئی

[بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان علی زئی]

پیدائش: ۲۵ جون ۱۹۵۷ء (حضر، ضلع اٹک)

تعلیم: 1- فارغ التحصیل از جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

2- فارغ التحصیل از وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد

3- ایم اے عربی (پنجاب یونیورسٹی)

4- ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)

بعض اساتذہ:

1- مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجپانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ)

2- مولانا ابوالقاسم محبت اللہ شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۵ھ)

3- مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۶ھ)

4- مولانا ابوالفضل فیض الرحمن الثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ)

5- مولانا ابوالرجال اللہ دتہ السوہدروی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۲ھ)

6- مولانا حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ، وغیرہم

نرینہ اولاد:

1- طاہر

2- عبداللہ

3- معاذ

اردو تصانیف

- 1- نور العینین فی اثبات رفع الیدین (اس کا بھی جدید ایڈیشن معتبر ہے)
- 2- القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح (ماہنامہ الحدیث حضور میں مطبوع ہے)
- 3- نور القمرین (اسی کتاب کے آخر میں، بعد از مراجعت مطبوع ہے)
- 4- الکواکب الدریہ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام/مطبوع)
- 5- جنت کا راستہ (مطبوع)
- 6- ہدیۃ المسلمین (مطبوع از مکتبہ اسلامیہ لاہور/فیصل آباد)
- 7- تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ (مطبوع)
- 8- نور المصانح (مطبوع)
- 9- تخریج احادیث الرسول کا تک تراہ (مطبوع)
- 10- ماسٹر امین اوکاڑوی کا تعاقب (مطبوع)
- 11- القول الثین فی الجہر بالتائین (مطبوع)
- 12- عبادات میں بدعات اور سنت سے ان کا رد [ترجمہ و تحقیق] (مطبوع)
- 13- شرح حدیث جبریل (مطبوع)
- 14- نصر الباری فی تحقیق و ترجمہ جزء القراءة للبخاری (مطبوع)
- 15- ترجمہ و تحقیق جزء رفع الیدین (مطبوع)
- 16- اکاذیب آل دیوبند (غیر مطبوع)
- 17- تخریج نماز نبوی (مطبوع)
- 18- تسہیل الوصول فی تخریج احادیث صلوٰۃ الرسول (مطبوع)
- 19- نصر المعبود فی الرد علی سلطان محمود (ایک بریلوی کارڈ/مخطوط)
- 20- تخریج ریاض الصالحین (مطبوع از دار السلام لاہور)

- 21- تخریج فتاویٰ اسلامیہ (غیر مطبوع)
- 22- توضیح الاحکام (کتابی صورت میں غیر مطبوع)
- 23- تلخیص الاحادیث المتواترہ (مخطوط)
- 24- عصر حاضر کے چند کذا بین کا تذکرہ (مخطوط)
- 25- التأسيس فی مسئلۃ التدلیس (مطبوع در محدث لاہور)
- 26- ترجمہ و تحقیق کتاب الانوار للبغوی (تحت الطبع)
- 27- ترجمہ شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر (مطبوع در ماہنامہ الحدیث حضرو)
- 28- نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (تحت الطبع)
- 29- دین میں تقلید کا مسئلہ (مطبوع)
- 30- حاجی کے شب و روز، ترجمہ و تحقیق وفواند (مطبوع)
- 31- تحقیق و ترجمہ اثبات عذاب القبر للہیثمی (تحت الطبع)
- 32- مجموعہ مقالات (تحت الطبع ان شاء اللہ)
- 33- ترجمہ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (مخطوط)
- 34- یمن کا سفر (مطبوع در ماہنامہ الحدیث حضرو)
- 35- اور علمی و تحقیقی دنیا میں عظیم انقلاب، ماہنامہ الحدیث حضرو کا اجراء۔ والحمد للہ



عربي تصانيف

- ١: تحقيق و تخريج جزء علي بن محمد الحميري (مطبوع)
- ٢: تحفة الأقوياء في تحقيق كتاب الضعفاء (مطبوع)
- ٣: الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين (تحت الطبع)
- ٤: تحقيق مسائل محمد بن عثمان بن أبي شيبة (تحت الطبع)
- ٥: تحقيق و تخريج مسند الحميدي (مخطوط)
- ٦: نيل المقصود في تحقيق و تخريج سنن أبي داود (مخطوط)
- ٧: تسهيل الحاجة في تحقيق و تخريج سنن ابن ماجه (مخطوط)
- ٨: عمدة المساعي في تحقيق و تخريج سنن النسائي (مخطوط)
- ٩: تحقيق و تخريج سنن الترمذي (مخطوط)
- ١٠: تخريج النهاية في الفتن والملاحم (مطول ، مخطوط)
- ١١: تخريج كتاب النهاية في الفتن والملاحم (مختصر، مخطوط)
- ١٢: تخريج كتاب الجهاد لابن تيمية (مخطوط)
- ١٣: العقدالتمام في تحقيق السيرة لابن هشام (مخطوط)
- ١٤: الأسانيد الصحيحة في أخبار الإمام أبي حنيفة (مخطوط)
- ١٥: تحقيق و تخريج أحاديث اثبات عذاب القبر للبيهقي (مخطوط)
- ١٦: تخريج أحاديث منهاج المسلم (مخطوط)
- ١٧: تحقيق و تخريج موطأ إمام مالك (مخطوط)
- ١٨: تحقيق و تخريج بلوغ المرام
- ١٩: أضواء المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح (مخطوط)
- ٢٠: أنوار الصحيفة في الأحاديث الضعيفة من السنن الأربعة مع الأدلة

(تحت الطبع)

- ٢١: أنوار السنن في تخريج و تحقيق آثار السنن (مخطوط)
- ٢٢: تحقيق و تخريج كتاب الأربعين لابن تيمية (مخطوط)
- ٢٣: تخريج شعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم (مخطوط)
- ٢٤: تخريج جزء رفع اليدين للبخاري (مخطوط)
- ٢٥: أنوار السبيل في ميزان الجرح والتعديل (مخطوط)
- ٢٦: السراج المنير في تخريج تفسير ابن كثير (مفقود)
- ٢٧: تلخيص الكامل لابن عدي (مخطوط)
- ٢٨: كلام الدارقطني في سننه في أسماء الرجال (مخطوط)
- ٢٩: في ظلال السنة / الحديث وفقهه
(مطبوع في سياحة الأمة / إسلام آباد)
- ٣٠: تخريج الأنوار في شمائل النبي المختار (مخطوط)
- ٣١: صحيح التفاسير (غير كامل)
- ٣٢: فضل الإسلام للشيخ محمد بن عبد الوهاب (تخريج)
- ٣٣: التقبيل و المعانقة لابن الأعرابي ، تحقيق و تخريج (مخطوط)
- وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سنت کی اہمیت اور تقلید کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ [ال عمران: ۱۶۴]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا والوں کی ہدایت کا سبب بنایا اور جن لوگوں نے آپ کی پیروی اور اطاعت اختیار کی تو وہ گمراہیوں کی اتھاہ تاریکیوں سے نکل کر فلاح و ہدایت کی روشن شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی اتباع ہدایت کا سبب ہے اور آپ کو چھوڑ کر کسی اور کی اتباع اختیار کرنا گمراہی ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾

اے نبی! لوگوں سے کہہ دو اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا

معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کرلو پھر اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ناممکن ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔

[ال عمران: ۳۲، ۳۱]

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا شرط ایمان ہے کیوں کہ ایمان کی وادی میں قدم رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط﴾

اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ [البقرة: ۱۶۵]

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعوے دار ہے تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اختیار کرنا لازم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر ایک شخص کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اپنے اس دعوے پر ثبوت پیش کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے تو وہ رسول ﷺ کی اتباع کر کے اس کا ثبوت فراہم کرے گا ورنہ اس کا یہ دعویٰ ہی سرے سے جھوٹا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ایمان والوں کے لیے اطاعت رسول فرض ہے اور اطاعت رسول سے اعراض کرنا کفر کے مترادف ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ

وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

درحقیقت تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

[الاحزاب: ۲۱]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مومنوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انہیں جو کچھ ملے، وہ اسے مضبوطی سے تھام لیں کیوں کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ [الحشر: ۷]

رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہدایت پر قائم رہنے کا ذریعہ ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴾

اور ان (رسول اللہ ﷺ) کی پیروی اختیار کرو تا کہ تمہیں ہدایت نصیب ہو۔ [الأعراف: ۱۵۸]

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّبِعُونِ ط هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴾

اور میری پیروی اختیار کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ [الزمر: ۶۱]

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کے بجائے کسی اور طریقے کو اختیار کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اسے اختیار کر کے وہ راہ ہدایت پالیں گے تو وہ خام خیالی میں مبتلا ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والا گمراہ ہے اور قیامت کے دن بھی وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔ [النور: ۶۳]

”فتنہ“ کی مختلف صورتوں کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے (اور یہ صورت تاریخ کے ناقابل تردید دلائل سے بالکل واضح ہے) کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر مختلف

اماموں کی تقلید اختیار کر لیں گے اور یہ تفرقہ بازی ان میں شدید نفرت اور اختلافات پیدا کر دے گی اور آخر کار ان میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ﴾

وہ (نبی) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

[النجم: ۳۰]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین میں اگر کسی شخص کی نفسانی خواہشات محترم ہو سکتیں تو یہ مقام رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہونا چاہیے تھا، لیکن رسول کی خواہشات کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین قرار نہیں دیا بلکہ صاف اعلان فرما دیا کہ میرا یہ نبی اپنی خواہشات سے بولتا ہی نہیں بلکہ یہ جب بھی کلام کرتا ہے وحی کی زبان میں کلام کرتا ہے۔ مقام غور ہے کہ جب نبی ﷺ کی خواہشات اور رائے کی پیروی بھی لازم قرار نہ پائے تو پھر کسی اور شخص یا امام کی ذاتی ”آراء“ کس طرح دین بن سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ﴾

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

[النساء: ۸۰]

بتائیں کہ یہ مقام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور انسان یا کسی امام کو حاصل ہو سکتا ہے کہ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت قرار دے اور پھر کسی امام کی اتباع ہی نہیں بلکہ اس سے بھی چند قدم اور آگے بڑھ کر اس کی تقلید اختیار کر لی جائے؟

اتباع علم کی بنیاد پر جب کہ تقلید جہالت کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ اتباع بالدلیل ہوتی ہے اور یہ علم ہے جب کہ تقلید ایسے عمل کا نام ہے جو کسی کی بات پر بغیر دلیل کے کیا جائے۔ پھر تقلید میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اندھا دھند کسی کے پیچھے چلنے کو تقلید کہا جاتا ہے

اور مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے۔ نہ تو وہ خود اس مسئلہ کی تحقیق کر سکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے۔ ایسی جہالت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔
[تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حافظ ابن حزم کی الاحکام فی اصول الاحکام اور حافظ ابن قیم کی اعلام الموقعین]
اس سلسلہ کی چند احادیث و آثار بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ مسئلہ پوری طرح نکھر کر سامنے آجائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى)) قِيلَ وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، پوچھا گیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

[بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۱ حدیث ۷۲۸۰، مشکوٰۃ المصابیح ۵۱/۱ ج ۱ ص ۱۴۳ طبع بیروت]

ایک موقع پر جب تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے اعمال و سنن کو کم سمجھتے ہوئے عبادت میں زیادہ محنت و مشقت کا ارادہ ظاہر کیا یعنی ایک نے پوری رات جاگنے، دوسرے نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور تیسرے نے نکاح کو خیر باد کہہ کر پوری زندگی عبادت کرنے کا تہیہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

پس جو شخص میری سنت سے بے رغبتی اختیار کرے گا (اور اسے استخفافاً و عناداً چھوڑ دے گا) تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔

[بخاری ج ۲ ص ۷۵۷، ۷۵۸، حدیث: ۵۰۶۳، مسلم ج ۱ ص ۴۴۹ حدیث: ۱۴۰۱]

مطلب یہ ہے کہ تم اعمال میں چاہے کتنی ہی مشقت کیوں نہ اٹھاؤ لیکن اگر کسی شخص کا عمل میری اتباع اور فرمانبرداری سے خالی ہوگا تو ایسے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (المتوفاة ۵۷ھ) روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت فرمائی ہے۔ (ان چھ آدمیوں میں سے ایک)

((وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي)) اور میری سنت کو ترک کرنے والا ہے۔

[مستدرک ج ۱ ص ۳۶ وقال الحاكم: صحيح الاسناد ووافقه الذهبي، سنن الترمذی حدیث: ۲۱۵۴ وسندہ حسن]

سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۵ھ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَصُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے۔ اس سے چمٹے رہو اور اپنی داڑھوں کے ساتھ (مضبوطی سے) پکڑے رکھو اور تم (دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[احمد ۱۲۶/۴، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهُ أَنْ أَزِيعَ

میں کسی ایسے کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے مگر یہ کہ میں اس پر عمل پیرا رہوں گا کیوں کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نبی ﷺ کے کام میں سے کسی چیز (سنت) کو چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

[صحیح بخاری: ۳۰۹۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اجتہادی حکم کے مقابلے میں فرمایا تھا: ”مَا كُنْتُ لِأَدَّعِ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ“

میں کسی شخص کے کہنے سے نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ [صحیح بخاری: ۱۵۶۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول آیت: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ کی بہترین تفسیر ہے، آیت آگے آرہی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ“

اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ [صحیح مسلم: ۶۵۴]

نبی ﷺ کے ہر امتی پر آپ کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے۔ یہاں تک کہ جب قرب قیامت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی (آسمان سے نازل ہو کر) آئیں گے تو وہ آپ ﷺ کی سنت کے خود بھی پابند ہوں گے اور لوگوں کو بھی آپ کی سنت پر چلائیں گے اور نبی ﷺ کی سنت کے مقابلے میں کسی اور نبی کی سنت کو اختیار کرنا بھی گمراہی اور ضلالت ہے چہ جائیکہ کسی امام کی تقلید کو اختیار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ہر حال میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان
لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں
نزاع (اختلاف) ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ
اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے
اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ [النساء: ۵۹]

اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت غیر مشروط اور اولوالامر کی اطاعت مشروط
ہے۔ چنانچہ اولوالامر کی بات اگر کتاب و سنت کے مطابق ہوگی تو ان کی اطاعت بھی لازم
ہے، لیکن اگر ان کا حکم کتاب و سنت کے خلاف ہوگا تو پھر ان کی اطاعت درست نہیں ہے۔
اس سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ إِمَامٍ إِلَّا طَاعَةٌ فِي الْمَعْرُوفِ))

(اللہ اور رسول کی) نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت جو کچھ بھی ہے

معروف میں ہے۔ [بخاری: ۷۲۵۷، مسلم: ۱۸۴۰]

نبی ﷺ کی اطاعت اس لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ
کے احکامات کو انسانوں تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے اور پھر وہ معصوم بھی ہیں اور وحی
کی رہنمائی بھی آپ کو حاصل ہے جب کہ غیر نبی میں یہ تمام باتیں مفقود ہوتی ہیں اور اس
سے غلطیوں کا صدور ایک لازمی امر ہے لہذا ہر مسئلہ میں اس کی تقلید کرنا اور اس کے قول کو
حجت سمجھنا گمراہی کا سبب ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی امام کے قول کو
پیش کرنا تو سخت ترین گمراہی ہے۔ بھلا جس امام پر خود اللہ اور رسول کی اطاعت لازم ہو اور
جو اتباع کے لیے سنتِ رسول کا متلاشی ہو، خود اس کی تقلید کرنا کیسے لازم ہو جائے گی؟
یہ حقیقت ہے کہ ان ائمہ کرام نے بھی اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے۔

[تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں حافظ ابن قیم کی شہرہ آفاق کتاب ”اعلام الموقعین“ اور ”فتاویٰ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ“ ج ۲۰ ص ۱۱۰]

سوال یہ ہے کہ جب ائمہ کرام نے لوگوں کو تقلید سے منع کیا ہے تو پھر تقلید پر اصرار کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ تقلید پر اصرار بعد کے لوگوں کی اختراع ہے ورنہ اہل علم نے تو ہر دور میں تقلید کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً حافظ ابن کثیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے، لیکن وہ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے (مختلف اقوال کو ذکر کرنے کے بعد) ارشاد فرماتے ہیں:

”لیکن یہ یاد رہے کہ پچھلے اقوال سب کے سب ضعیف ہیں۔ جھگڑا صرف صبح اور عصر کی نماز میں ہے اور صحیح حدیثوں سے عصر کی نماز کا صلوٰۃ وسطیٰ ہونا ثابت ہے۔ پس لازم ہو گیا کہ سب اقوال کو چھوڑ کر یہی عقیدہ رکھیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔“

امام ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی نے اپنی کتاب فضائل شافعی میں روایت کی ہے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے:

”كُلُّ مَا قُلْتُ فَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِلَافِ قَوْلِي مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ أَوْلَى وَلَا تُقْلِدُونِي“

میرے جس کسی قول کے خلاف (نبی ﷺ کی) کوئی صحیح حدیث مروی ہو تو حدیث ہی اولیٰ ہے خبردار میری تقلید نہ کرنا۔

[آداب الشافعی لابن ابی حاتم ص ۶۹ نحو المعنی وسندہ حسن]

امام شافعی کے اس فرمان کو امام ربیع، امام زعفرانی اور امام احمد بن حنبل بھی روایت کرتے ہیں اور موسیٰ ابوالولید بن جارد امام شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَآنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِي وَقَائِلٌ بِذَلِكَ“

میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اپنی اس بات سے رجوع کرتا ہوں

اور صاف کہتا ہوں کہ میرا مذہب وہی ہے جو حدیث میں ہے۔

یہ امام صاحب کی امانت اور سرداری ہے اور آپ جیسے ائمہ کرام میں سے بھی ہر ایک نے یہی فرمایا ہے کہ ان کے اقوال کو دین نہ سمجھا جائے۔ رَحِمَهُمُ اللہُ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔ اس لیے قاضی ماوردی فرماتے ہیں:

”امام صاحب کا صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں یہی مذہب سمجھنا چاہیے کہ وہ عصر ہے گو امام صاحب کا اپنا قول یہ ہے کہ وہ عصر نہیں ہے۔ مگر آپ کے فرمان کے مطابق حدیث کے خلاف اس قول کو پا کر ہم نے چھوڑ دیا۔“

[تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۱۸، اردو ترجمہ نور محمد کا رخانہ کتب کراچی]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی سنت کے مقابلے میں کسی کے قول کو اہمیت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خلفائے راشدین کی سنت کو رد کر دیتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مُلک شام کے ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے متعلق دریافت کیا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حلال ہے۔ اس شامی نے کہا مگر آپ کے والد محترم (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اگر میرے والد نے اس سے منع فرمایا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہو تو تمھارا کیا خیال ہے؟ (تم میرے والد کے فعل کو حجت سمجھو گے یا رسول اللہ ﷺ کے فعل کو؟) میرے والد کے طریقہ کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ (سنت) کی۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا تھا۔

[سنن الترمذی: ۸۲۴۰ وقال: حدیث حسن صحیح]

سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہی بات سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہی، یعنی

عمرؓ نے حج تمتع سے منع کیا ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ (حج تمتع) کیا ہے اور ان کے ساتھ ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے بھی کیا ہے۔

[ایضاً، ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے]

[ایک صحیح روایت میں ابن مسعودؓ نے صاف طور پر تقلید سے منع کیا ہے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۰۰ سندہ صحیح]

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں: ”أَمَّا الْعَالِمُ إِنْ اهْتَدَى فَلَا تُقْلَدُ وَهُ دِينُكُمْ“
عالم اگر سیدھے راستے پر بھی ہو تو اس کی تقلید نہ کرو۔

[جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۱۱ سندہ حسن صحیحہ الدارقطنی]

سیدنا معاذ بن جبلؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ دینی مسائل میں کسی کی تقلید اختیار کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے اور اسلام میں تقلید کا کوئی جواز موجود نہیں ہے اور اگر کسی کی راہنمائی اختیار کرنا ہی لازم ہو تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی فرمانبرداری اختیار کی جائے اور ایک روایت میں نبی ﷺ نے بھی سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کی فرمانبرداری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فرمانبرداری بھی کتاب و سنت کے ساتھ مشروط ہے۔

کسی نے غالباً اسی لیے کہا ہے:

فَاهْرَبْ عَنِ التَّقْلِيدِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ إِنَّ الْمُقَلَّدَ فِي سَبِيلِ الْهَالِكِ
تقلید سے دور بھاگو کیونکہ یہ گمراہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مقلد ہلاکت کی
راہ پر گامزن ہے۔

(حافظ ابن عبد البر وغیرہ علماء نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ تقلید جہالت کا دوسرا نام ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔ [دیکھئے جامع بیان العلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، و اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷، ج ۲ ص ۱۸۸])

امام ترمذی، سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث کہ ”نبی ﷺ نے قربانی کے

جانور کو اشعار کیا یعنی نشان لگایا، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”امام وکیع نے جب یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ اس میں اہل الرائے کے قول کی طرف نظر نہ کرو، کیوں کہ اشعار سنت ہے اور اہل الرائے کا قول بدعت ہے۔ ابوالسائب کہتے ہیں کہ ہم امام وکیع کے پاس تھے کہ قیاس کرنے والوں (اہل الرائے) میں سے ایک شخص سے امام وکیع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے (جانوروں کے کان، ناک وغیرہ اعضا کا ٹٹنے کو مثلہ کہتے ہیں) اس شخص نے کہا اور جو روایت کی گئی ہے کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا: اشعار مثلہ ہے۔ کہتے ہیں میں نے امام وکیع کو دیکھا کہ وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گئے اور کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ اشعار کرو) اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی نے کہا (میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پیش کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی نے یوں کہا ہے) تم اس قابل ہو کہ تمہیں قید کیا جائے اور جب تک تم اپنے قول سے باز نہ آ جاؤ اس وقت تک تمہیں نہ نکالا جائے۔ [سنن الترمذی ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹]

امام وکیع، امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور ان کے متعلق بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے، لیکن یہ واقعہ ان حضرات کے دعوے کو رد کرنے کے لیے بہت ہی کافی و شافی ہے۔ (اس طرح کی بہت سی مثالیں اعلام الموقعین اور ایقاظ ہم اولی الابصار میں بھی موجود ہیں۔)

مقلدین حضرات عموماً نبی ﷺ کی احادیث کو تقلید کی عینک سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ سنت اور حدیث کو اپنے مقرر کردہ اصول و قواعد کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور جب کوئی حدیث ان کے خود ساختہ اصولوں پر پوری طرح فٹ نہیں بیٹھتی تو وہ اسے کھینچ تان کر اس اصول کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث ان کے مذہب کے بالکل خلاف ہو تو پھر اس حدیث میں کیڑے نکالنا شروع کر دیتے ہیں اور احادیث صحیحہ کا وہ پوسٹ مارٹم کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ!

چنانچہ دوسرے بہت سے مسائل کے علاوہ رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعت سے اٹھتے وقت رفع الیدین کے ساتھ مقلدین کا جو رویہ رہا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے کیوں کہ جہاں ایک طرف مقلدین حضرات احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں وہاں دوسری طرف رفع الیدین کو لوگوں کی نگاہوں میں قابلِ نفرت عمل بنانے کے لیے انھوں نے عجیب و غریب کہانیاں مشہور کر رکھی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ عظیم الشان سنت آج جاہل لوگوں کی نگاہوں میں ایک قابلِ نفرت فعل بن کر رہ گئی ہے۔ سنتِ رسول ﷺ سے نفرت کا اظہار کرنا یا دل میں اس کے خلاف قابلِ نفرت جذبات رکھنا ایمان کے منافی عمل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(اے محمد ﷺ!) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ تسلیم کر لیں۔ [النساء: ۶۵]

(بعض نام نہاد ”حنفیوں“ نے رفع الیدین پر اہل حدیث کی تکفیر بھی کر رکھی ہے۔

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

”اصل بات یہ تھی کہ بعض حنفیوں نے اہل حدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع الیدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا اور یہ سخت ترین غلطی تھی، بڑی گمراہی تھی۔“

[تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۲، ۱۳۳]

لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اس سنت کی اہمیت کے واضح ہو جانے کے بعد اب وہ پابندی سے اسے ادا کریں اور لومۃ لائم کی کوئی پروا نہ کریں کیوں کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّيْ))

نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

[بخاری کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین اذا كانوا جماعة ح ۶۳۱]

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے علم و تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے محنت شاقہ کے ذریعے رفع الیدین کا مسئلہ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے اور حق و انصاف اور پوری دیانت داری کے ساتھ رفع الیدین کے دونوں پہلوؤں یعنی رفع الیدین اور عدم رفع الیدین کو پوری عرق ریزی اور محدثین و سلف صالحین کی تصدیقات و حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے اور ناقابل تردید دلائل کے ساتھ جہاں رفع الیدین کا سنت متواترہ ہونا ثابت کیا ہے وہاں دوسری طرف عدم رفع الیدین کے متعلق اہل الرائے والقیاس کے بودے اور کمزور دلائل کا تانا بانا بھی بیان کر دیا ہے اور جمہور محدثین، محققین اور حدیث کے ناقدین سے ان دلائل کی اصل حیثیت اور ان کے ناقابل عمل ہونے کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے اور موجودہ دور کے بعض اہل الرائے والقیاس والتقلید کے جھوٹ و فریب کے پردوں کو بھی چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے علم، عمل اور عمر میں اضافہ فرمائے اور انھیں باطل فرقوں کے خلاف ہر محاذ پر سرخرو فرمائے اور باطل فرقوں کو ہر محاذ پر ہزیمت اور ذلت و رسوائی سے دوچار فرمائے، آمین۔

اس کتاب کے بعد ان شاء اللہ عنقریب مسئلہ آمین بالجبر، فاتحہ خلف الامام اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق بھی موصوف کی کتب شائع ہوں گی اور نماز پر ایک جامع اور مکمل کتاب بھی زیر ترتیب ہے۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں بھی کچھ لٹریچر طباعت کے انتظار میں ہے۔ [بحمد اللہ کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں]

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامنوی
(یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ)



مقدمہ

ہمارے امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت رفع الیدین کے خلاف اس پر فتن دور میں بعض ”اہل الرائے والا ہواء“ نے چند کتابچے اور کتابیں لکھی ہیں۔ بے شمار دسیسہ کاریوں، شعبدہ بازیوں اور مغالطہ دہیوں کے علاوہ انھوں نے صحیحین اور محدثین کا مرتبہ و عزت گھٹانے کی نامسعود اور قابلِ مذمت کوشش بھی کی ہے حالانکہ ان کی یہ ساری کوششیں مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور اور فضول ہیں۔

(دیوبندیوں اور بریلویوں کے معتمد علیہ) شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں: ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے، جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔“ [حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۴۲ مترجم: مولوی عبدالحق حقانی]

مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھا دھند حملے کریں گے۔

مثلاً سرفراز صفر صاحب دیوبندی (حیاتی) نے صحیحین کے بعض درج ذیل راویوں پر عملِ جراحی چلایا ہے:

- | | | |
|---------------------|------------------------|--------------------|
| نام راوی | کتاب جس کا راوی ہے | سرفراز صفر کی کتاب |
| 1- مکحول | صحیح مسلم | احسن الکلام (۸۶/۲) |
| 2- العلاء بن الحارث | صحیح مسلم | احسن الکلام (۸۵/۲) |
| 3- ولید بن مسلم | صحیح بخاری و صحیح مسلم | احسن الکلام (۸۵/۲) |

4- سعید بن عامر صحیح بخاری و صحیح مسلم احسن الکلام (۱۳۲/۲)

5- العلاء بن عبد الرحمن صحیح مسلم احسن الکلام (۲۴۰/۱)

تفصیل کے لیے مولانا ارشاد الحق اثری کی مایہ ناز کتاب ”توضیح الکلام“ کا مطالعہ کریں۔ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے بھی صحیحین کے راویوں پر تیشہ چلایا ہے۔ مثلاً:

نام راوی کتاب جس کا راوی ہے حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب

1- ابن جریج بخاری و مسلم نور الصباح مقدمہ (ص ۱۸)

2- ولید بن مسلم بخاری و مسلم نور الصباح (ص ۱۸۱)

3- یحییٰ بن ایوب الغافقی المصری بخاری و مسلم نور الصباح (ص ۲۲۱)

یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں میں صحیحین کی عزت میں کمی کی کوشش کریں گے مگر چاند کی طرف تھوکنے والے کا تھوک اس کے منہ پر ہی پڑتا ہے۔ ان شاء اللہ ان بدعتیوں کی یہ کوششیں بالکل ہی رائیگاں جائیں گی۔

صحیح بخاری کی اُمتِ اسلامیہ میں جو پذیرائی ہوئی اس کا اندازہ ترجمان دیوبند ”القاسم“ کے درج ذیل بیان سے بھی صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے:

”صحیح بخاری عجیب شان کی کتاب ہے اور اسے اللہ نے عجیب و غریب مقبولیت بخشی ہے۔ ہر عالم و عامی قرآن کے بعد جب نظر اٹھاتا ہے تو صحیح بخاری پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال سے دنیا (ئے) اسلام میں اس کتاب کو کتاب اللہ کے بعد جو فوقیت اور مرجعیت حاصل رہی ہے اس کی وجہ سے اس کی بھاری بھر کم حیثیت اور اس کے مؤلف کی عظیم شخصیت اسلامی تاریخ پر چھا گئی۔“

[القاسم اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۳۳ بحوالہ للمحات ج ۱ ص ۳۲]

اور مزید لکھتے ہیں:

”امام بخاری کی دینی خدمت، علمی ثقاہت اور شان و جلالت کی بدولت ان کی شخصیت ایک ایسا مرعوب کن تاریخی باب بن گئی جس کی سلوٹوں میں بہت سی اہم

علمی و دینی خدمات کا طول و عرض اور متعدد جلیل القدر شخصیتوں کا قد و قامت دبا ہوا محسوس ہوتا ہے۔“

[القاسم شمارہ مذکورہ بحوالہ اللغات الی مانی انوار الباری من الظلمات ج ۳۲، ص ۳۳]

یہ ایک مخالف کا اعتراف حقیقت ہے، ظاہر ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے خلاف ان بدعتیوں کا لکھنا خود ان کی شرمندگی اور جگ ہنسائی کا باعث بن رہا ہے۔

انوار الباری کے غالی مصنف (جو ماشاء اللہ دیوبندی ہیں) اپنی کتاب کی جلد ۲ کے صفحہ ۵۲ پر اعتراف کرتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ امام بخاری کی شخصیت اتنی بلند و برتر ہے کہ ہم نے یا ہم سے قبل دوسروں نے ان پر یا ان کی ”صحیح بخاری“ و دیگر تالیفات پر جتنا نقد کیا ہے اگر اس سے دس بیس گنا مزید بھی تنقید کی جائے تو اس تمام سے بھی امام بخاری کی بلند شخصیت یا صحیح بخاری کی عظمت مجروح نہیں ہو سکتی۔“

[بحوالہ شمس الضحیٰ، جواب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۲۸]

عرض ہے کہ حبیب اللہ ڈیروی صاحب (حیاتی دیوبندی) نے اپنے پیش روؤں کی کورائے تقلید میں کچھ زیادہ ہی سرگرمی دکھائی ہے۔ ان کی کتاب ”نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح“ اس سلسلے میں میرے پیش نظر ہے۔ اس کتاب کا مدلل اور مسکت جواب حکیم محمود سلفی صاحب نے ”شمس الضحیٰ“ نامی کتاب میں دے دیا ہے جس میں انھوں نے ڈیروی صاحب کی چیرہ دستیوں اور مغالطات قارئین کرام کے سامنے بے نقاب کر دیئے ہیں تاکہ عام لوگوں پر اس ادیب کی حقیقت واضح ہو جائے۔

چونکہ رفع الیدین کے مسئلہ پر میری یہ کتاب ایک مستقل تصنیف ہے جس میں جمہور محدثین کی تحقیقات کے مطابق اس مسئلے کا غیر جانب دارانہ جائزہ لیا گیا ہے لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے مقدمہ میں مختصراً ڈیروی صاحب کے چند مغالطات اور کذب بیانیوں کا جائزہ قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ جو زندہ رہے وہ دلیل

دیکھ کر جیئے اور جسے مرنا ہے وہ دلیل دیکھ کر مرے۔

1- پہلا مغالطہ

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں: لَهُ أَوْهَامٌ (تقریب)
اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذہبی میزان ص ۳۲ ج ۳ میں فرماتے
ہیں: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔“

[نور الصباح، مقدمہ طبع دوم ص ۱۹، بترقی، نمبر ۱۵]

جواب: یہ سارا بیان غلط ہے۔

- ① عثمان بن الحکم کو کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا۔
- ② حافظ ابن حجر کی بات آدھی نقل کی گئی ہے، ان کا پورا کلام آگے آ رہا ہے۔ اوہام سے کون پاک ہے؟ اس روایت میں ان کا وہم ثابت کریں تو اور بات ہے ورنہ صرف لہ اوہام کی وجہ سے ایک صدوق راوی کی روایت کو کیوں کر رد کیا جاسکتا ہے؟
- ③ امام ذہبی نے عثمان مذکور کو لیس بالقوی نہیں کہا بلکہ میزان کے بعض نسخوں میں ہے کہ ابو عمر نے کہا ہے (ج ۳ ص ۳۲) یہ ابو عمر (یہاں) غیر متعین ہے اور اس عبارت کی صحت بھی مشکوک ہے۔ تیسرے یہ کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قوی بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

عثمان بن الحکم الجذامی المصری کو امام احمد بن صالح المصری نے ثقہ قرار دیا ہے (تہذیب التہذیب ۱۰۲/۷) ابن یونس مؤرخ مصری نے کہا کہ وہ فقیہ اور متدین تھا (ایضاً) ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے (کتاب الثقات ۲۵۲/۸) ابن ابی مریم نے کہا: کان من خيار الناس (صحیح ابن خزیمہ ۳۴۵/۱) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے استدلال کیا۔ (ایضاً) (نیز دیکھیں لسان المیزان ۲۲۷/۱) ابن حجر نے کہا: صدوق له أوہام (التقریب ص ۲۳۳)

ان کے مقابلے میں ابو حاتم نے فرمایا: لَيْسَ بِالْمُتَّقِينَ ، لَيْسَ بِالْمُتَّقِينَ
 [تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال] ابو عمر نے کہا: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ [میزان الاعتدال ۳۲۳]
 معلوم ہوا کہ عثمان بن الحکم جمہور کے نزدیک ثقہ اور صدوق ہے لہذا اسے خود بخود بغیر
 قوی دلیل کے ضعیف قرار دینا علم و انصاف کا خون کر دینے کے مترادف ہے۔ یاد رہے کہ
 عثمان مذکور حدیث ابی ہریرہ میں منفر نہیں بلکہ یحییٰ بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔

2- دوسرا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے لکھا ہے کہ
 ”حضرت امام شافعی جب حضرت امام ابو حنیفہؒ کی قبر کی زیارت کے لیے پہنچے تو
 وہاں نمازوں میں رفع الیدین چھوڑ دیا تھا کسی نے امام شافعیؒ سے اس کی وجہ
 پوچھی تو فرمایا: اس قبر والے سے حیا آتی ہے۔“ [نور الصباح ص ۲۹]
 جواب: یہ واقعہ جعلی اور سفید جھوٹ ہے۔ شاہ رفیع الدین کا کسی واقعہ کو بغیر سند کے نقل
 کر دینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔ شاہ رفیع الدین اور امام شافعی کے درمیان کئی
 سو سال کا فاصلہ ہے جس میں مسافروں کی گردنیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔
 ڈیروی صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس واقعہ کی مکمل اور مفصل سند پیش کریں
 تاکہ راویوں کا صدق و کذب معلوم ہو جائے۔ اسناد دین میں سے ہیں اور بغیر سند کے کسی
 کی بات کی ذرہ برابر بھی حیثیت نہیں ہے۔
 [بحمد اللہ ابھی تک ڈیروی صاحب یا ان کے کسی ساتھی نے اس واقعہ کی سند پیش نہیں
 کی ہے (۱۴۲۰ھ) جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس من گھڑت واقعہ کی ان لوگوں
 کے پاس کوئی سند موجود نہیں ہے۔ ۱۴۲۷ھ!]

3- تیسرا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے کہا:

”حضرت امام ابوحنیفہ..... رفع الیدین کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لسان المیزان ج ۲ ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں: قتیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں رفع الیدین کرتا رہا۔ جب امام ابوحنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہا کہ اے ابو مقاتل شاید کہ تو بچے والوں سے ہے“ [نور الصباح ص ۳۱]

جواب: آپ لسان المیزان کا مذکورہ صفحہ نکالیں، وہاں لکھا ہے کہ قتیبہ نے اس قصہ کے راوی ابو مقاتل کو بہت کمزور قرار دیا ہے۔ ابن مہدی نے کذاب کہا، حافظ سلیمانی نے کہا: یہ حدیث بناتا تھا، وکیع نے اسے کذاب کہا، ابوسعید النقاش اور الحاکم نے کہا: اس نے موضوع احادیث بیان کی ہیں۔ [لسان المیزان ۳۲۲، ۳۲۳ ملخصاً]

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ ایک کذاب و وضاع کی روایت پر ڈیروی صاحب اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھ رہے ہیں، کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

دوسرے یہ کہ اس عبارت سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ امام صاحب نے ابو مقاتل کو رفع الیدین سے منع کیا تھا۔

4- چوتھا مغالطہ

مزید لکھتے ہیں:

”حضرت امام شعبیؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے..... عن اشعث عن

الشعبي.....“ [کتاب ڈیروی ص ۴۵]

جواب: اشعث سے مراد اشعث بن سوار الکندی الکوفی ہے۔

دلیل: وہ عامر الشعبی کا شاگرد ہے۔ [تہذیب الکمال للرمی ۳/۲۶۵ ط]

اشعث بن سوار مختلف فیہ راوی ہے۔ اسے درج ذیل ائمہ حدیث نے ضعیف اور

مجروح قرار دیا:

(۱) احمد بن حنبل (۲) ابوزرعہ (۳) نسائی (۴) دارقطنی (۵) ابن حبان

(۶) ابن سعد (۷) الحلی (۸) عثمان بن ابی شیبہ (۹) بندار (۱۰) اور ابوداؤد وغیرہم ابن معین نے ایک دفعہ ثقہ اور دوسری دفعہ ضعیف کہا لہذا ان کے دونوں قول ساقط ہو گئے۔ [ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۰۸، ۳۰۹]

صحیح مسلم میں اس کی روایات متابعہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں فیصلہ کیا ہے کہ (اشعث بن سوار) ضعیف ہے۔

5- آٹھواں مغالطہ

ڈیروی صاحب تحریر کرتے ہیں:

”حضرت اسود بن یزید التابعی اور حضرت علقمہ التابعی دونوں ترک رفع الیدین کرتے تھے۔“ [کتاب ڈیروی ص ۷۷ طبع دوم ۱۴۰۶ھ]

جواب: اس کی سند ڈیروی صاحب نے اس طرح لکھی ہے:

”عن جابر عن الاسود وعلقمة....“

جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی الکوفی ہے۔

دلیل: جابر جعفی شریک بن عبداللہ کا استاد ہے۔ [تہذیب الکمال ۴/۲۶۶ ط]

اور یہ روایت اس سے شریک نے بیان کی ہے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۷]

جابر جعفی مختلف فیہ راوی ہے۔ بعض نے اس کی توثیق کی ہے۔ زائدہ نے کہا: اللہ کی قسم یہ جھوٹا تھا اور رجعت علی پر ایمان رکھتا تھا۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: میں نے اس سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ نسائی نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی نے کہا: کذاب ہے۔ زائدہ نے مزید بتایا کہ رافضی تھا اور اصحاب النبی ﷺ کو گالیاں دیتا تھا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سعید بن جبیر تابعی نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ احمد بن خداش نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ جھوٹ بولتا تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ سبائی تھا (عبداللہ بن سبا یہودی کا ایجنٹ تھا)

[ملخصاً من تہذیب التہذیب ۴/۲۶۶-۲۶۷]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: ”ضعیف رافضی“ یہ ضعیف (اور) رافضی ہے۔

[تقریب التہذیب: ۸۷۸]

اس ضعیف و کذاب و مدلس رافضی کی روایت سے ڈیروی صاحب استدلال کر رہے ہیں۔ کیا یہ کذب نوازی نہیں ہے؟

6- چھٹا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے کہا: ”حضرت امام حسن بن زیادؓ اور حضرت امام زفرؓ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“ [نور الصباح ص ۳۳]
جناب ڈیروی صاحب کے (مدوح) ”حضرت الامام“ (حسن بن زیاد اللؤلؤی) کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

حسن بن زیاد اللؤلؤی

ابن معین نے کہا: کذاب ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے کہا: ابن جریجؓ پر جھوٹ بولتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا: کذاب غیر ثقہ ہے۔ محمد بن رافع النیسابوری نے کہا: یہ شخص امام سے پہلے سراٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا۔ حسن الحلو انی نے بتایا کہ میں نے اسے دیکھا اس نے سجدہ کی حالت میں ایک لڑکے کا بوسہ لیا۔ ابو ثور نے کہا: میں نے اس سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا، نماز کی حالت میں وہ ایک نو عمر لڑکے جس کی داڑھی مونچھ نہیں تھی، کے رخسار پر ہاتھ پھیرتا تھا۔ یزید بن ہارون نے تعجب سے کہا: کیا یہ مسلمان ہے؟ اسامہ اسے خبیث کہتے تھے۔ یعقوب بن سفیان، عقیلی اور الساجی نے کہا: کذاب ہے۔

[ملخص من لسان المیزان ۲/۲۰۸، ۲۰۹]

ایسا گنداشخص ڈیروی صاحب کا ”حضرت امام“ ہے۔

[تنبیہ: حسن بن زیاد اللؤلؤی کے بارے میں تفصیلی اور تحقیقی مضمون کے لیے دیکھئے

ماہنامہ الحدیث حضور: ۱۶ ص ۳۰ تا ۳۷ نصب العمدانی تحقیق الحسن بن زیاد]

7- ساتواں مغالطہ

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”امام بیہم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقادہؓ ۳۸ھ میں فوت ہوئے

[دیکھئے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶۸] “ [نور الصباح ص: ۲۰۷]

جواب:

ڈیروی صاحب کے امام بیہم بن عدیؒ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

بیہم بن عدی

بخاری نے کہا: لَيْسَ بِثِقَةٍ كَانَ يَكْذِبُ۔ ابوداؤد نے کہا: كذاب۔ نسائی وغیرہ

نے کہا: متروك الحديث۔ [میزان الاعتدال ۳۲۴/۴]

العجلی نے کہا: كذاب ہے، میں نے اسے دیکھا ہے۔ ابوحاتم نے کہا: متروك الحديث

ہے۔ الساجی نے کہا: وہ جھوٹ بولتا تھا۔ [لسان المیزان ۶/۲۵۳ طدار الفکر بیروت]

حافظ بیہمی نے کہا: كذاب۔ [مجمع الزوائد ۱۰/۱۰۱]

غرض اس کذاب شخص کو ڈیروی صاحب نے اپنا امام قرار دیا ہے۔

تنبیہ: بیہم بن عدیؒ کے قول کو حافظ ابن کثیر نے ”زعم“ کہہ کر ذکر کیا ہے اور

”وهذا غريب“ کہہ کر اس کے غلط و باطل ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

[البدایہ والنہایہ ۷/۷۸]

8- آٹھواں مغالطہ

ڈیروی صاحب نے لکھا ہے:

”ابن جریجؒ ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے منہ و زنا کیا تھا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ وغیرہ) ایسے راوی کی روایت کو عبدالرشید انصاری نے

الرسائل میں بار بار لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:
دیکھئے الرسائل....“ [نور الصباح، مقدمہ ص ۱۸ بترقی]

جواب:

ڈیروی صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر ابن جریج کی روایت کو بطور حجت پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوڑ دینے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں۔
حضرت عطاء بن ابی رباح کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ
قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ..... ابن جریج فرماتے ہیں....“

معلوم ہوا کہ خود ڈیروی صاحب مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ایک راوی پر سخت جرح کرتے ہیں اور پھر اسی کی روایت کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں:

”اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے....“

لہذا عبدالرشید انصاری (صاحب) بے چارے پر الزام تراشی کس لیے ہے؟
ابن جریج صحاح ستہ کا مرکزی راوی ہے۔ ابن معین، ابن سعد، ابن حبان اور العیسیٰ نے کہا: ثقہ ہے، احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کی تعریف کی ہے۔ [التهذيب ۱/۳۵۷ تا ۳۶۰]
حافظ ذہبی نے کہا: ثقة حافظ۔ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۲۶]

رہا متعہ کا مسئلہ تو یہ کئی لحاظ سے مردود ہے:

- ① اس کی مکمل سند پیش کی جائے۔
 - ② حافظ ذہبی سے ابن جریج تک سند نامعلوم ہے۔
 - ③ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اسے ابن جریج کی اجتہادی غلطی تصور کیا جائے گا۔
- سیدنا ابن عباس سے بھی متعہ کا جواز مروی ہے اور اکابر صحابہ نے ان پر اس مسئلہ میں

سخت تنقید کی ہے۔ [تفصیل کے لیے صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۸۲/۹، ۱۸۸، ۱۹۰ کا مطالعہ کریں۔]

یاد رہے کہ متعہ حرام ہے اور اسے نبی ﷺ نے قیامت تک حرام قرار دیا ہے لہذا نبی ﷺ کے مقابلہ میں ہر شخص کا فتویٰ مردود ہے۔

[۴] اگر بطور تنزل ابن جریج سے اس مسئلہ کو ثابت بھی مان لیا جائے تو بقول حافظ ابن حجر، صحیح ابی عوانہ میں ابن جریج کا رجوع کرنا ثابت ہے۔

[فتح الباری ج ۳ ص ۱۷۳ تلخیص الحیر ۱۶۰/۳]

رجوع کرنے والے کے خلاف پروپیگنڈا جاری رکھنا دیوبندیوں کی کس عدالت کا

انصاف ہے؟]

تنبیہ: تذکرۃ الحفاظ وغیرہ میں ”زنا“ کا لفظ بالکل نہیں ہے۔ یہ لفظ ڈیروی صاحب نے اپنی طرف سے گھڑ کر بڑھا دیا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء میں حافظ ذہبی نے ”تزوج“ (نکاح کیا) کے الفاظ لکھے ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۱/۶]

9- نواں مغالطہ

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”مثلاً مسند ابی حنیفہ ج ۱ ص ۳۵۵ میں جو روایت آئی ہے اس میں بھی عاصم بن

کلیب ”نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے۔“ ابو حنیفہ عن حماد عن

ابراہیم عن الاسود ان عبد اللہ ابن مسعود۔۔۔ الخ“

[نور الصباح ص ۷۹]

جواب

مسند ابی حنیفہ محمد بن محمود الخوارزمی (متوفی ۲۶۵ھ) کی جمع کردہ ہے۔ الخوارزمی کی

عدالت وثقاہت نامعلوم ہے۔ اس نے یہ روایت ابو محمد البخاری عن رجاء بن عبد اللہ الحبشلی

عن شقیق بن ابراہیم عن ابی حنیفہ کی سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔ [ج ۱ ص ۳۵۵]

ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری (متوفی ۳۴۰ھ) کا تعارف
یہ شخص وضع حدیث کے ساتھ متم ہے۔

[ملاحظہ فرمائیں الکشف الحثیف عن رمی بوضع الحدیث لبرہان الدین الحلیمی ص ۲۴۸]

ابو احمد الحافظ اور امام حاکم نے بتایا کہ وہ حدیث بناتا تھا۔

[کتاب القراءات للبخاری ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۸۷۸ ج ۳۸۸ و سندہ صحیح]

ابوسعید الرواس نے کہا: اس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔

احمد السلبمانی کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سند اور متن دونوں گھڑتا تھا۔ ابو زرہ
احمد بن الحسین الرازی نے کہا ضعیف ہے۔ خلیل نے اسے کمزور اور مدلس قرار دیا ہے۔

خطیب نے بھی جرح کی ہے۔ [دیکھئے لسان المیزان ۳/۳۴۸، ۳۴۹]

کسی نے بھی اس شخص کی توثیق نہیں کی لہذا ایسے شخص کی تمام روایات موضوعات اور مردود
ہیں۔ حافظ ذہبی دیوان الضعفاء والمترکین میں ابو محمد الحارثی کو ذکر کر کے لکھتے ہیں: ”یأتی

بعجائب واهية“ وہ عجیب (اور) کمزور روایتیں لاتا ہے۔ [ص ۷۶ رقم ۲۲۹۷]

اس کا استاد رجاۃ النہشلی نامعلوم ہے اور شقیق بن ابراہیم بھی متکلم فیہ ہے۔

حافظ ذہبی نے کہا: لا یحتج بہ۔ [دیوان الضعفاء ص ۱۴۵ رقم ۱۸۹۶]

خلاصہ یہ کہ یہ روایت موضوع ہے۔

تنبیہ: میری تحقیق کے مطابق ”جامع المسانید“ میں الخوارزمی سے امام ابو حنیفہ تک
ایک روایت بھی باسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے، جسے اس بات سے اختلاف ہے۔ وہ

صرف ایک سند ہی پیش کر دے جو جمہور کے نزدیک صحیح یا حسن ہو۔ واللہ اعلم و علمہ اتم [۱۴۱۰ھ]

[ابھی تک کسی شخص نے ایک بھی صحیح سند پیش نہیں کی۔ ۱۴۲۰ھ والحمد للہ۔ ۱۴۲۷ھ!]

10- دسواں مغالطہ

ڈیروی صاحب آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے لکھتے ہیں:

”محمد بن ابی لیلیٰ۔۔۔ پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے۔“ [ص ۱۶۴]
 جواب: آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے (ص ۸۹) کہ ابن ابی لیلیٰ کو اکتیس (۳۱)
 سے زیادہ محدثین و علماء نے ضعیف وغیرہ قرار دیا ہے اور صرف سات (۷) سے اس کی
 توثیق ملتی ہے۔ اکتیس (۳۱) کی بات جمہور ہے یا سات (۷) کی؟
 محمد بن طاہر المقدسی فرماتے ہیں: اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔
 [تذکرۃ الموضوعات ص ۲۴، ۹۰]

غالباً یہ اجماع المقدسی کے زمانے میں ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم
 انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے کہا:

”فہو ضعیف عندی کما ذهب إلیہ الجمهور“
 (ابن ابی لیلیٰ میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)
 [فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸]
 آپ فیصلہ کریں کہ کاشمیری صاحب کی بات سچ ہے یا ڈیروی صاحب کا دعویٰ جمہوریت
 جھوٹ ہے؟

بوصیری نے کہا: ”هو محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى ضعفه الجمهور“
 وہ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ہے، اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [زوائد ابن ماجہ: ۸۵۴]

11- گیارہواں مغالطہ

صفحہ ۱۸۰ پر ڈیروی صاحب نے سوار بن مصعب کی ایک روایت پیش کی ہے اور لکھا ہے:
 ”غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحاق کذاب اور دجال کی روایت سے تو کسی
 طرح یہ کم نہیں ہے۔“

جواب: سب سے پہلے سوار بن مصعب کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:
 یحییٰ نے کہا: لیس بَشِيءٌ۔ بخاری نے کہا: منکر الحدیث۔ (کہا جاتا ہے کہ) ابوداؤد
 نے کہا: لیس بثقة۔ نسائی وغیرہ نے کہا: متروک الحدیث۔ [میزان الاعتدال ۲/۲۳۶]

احمد بن حنبل، ابو حاتم اور ابو نعیم اصہبانی نے کہا: متروک الحدیث۔

[لسان المیزان ۱۵۴/۳، کتاب الضعفاء لابن نعیم رقم: ۹۴۰]

ابو عبد اللہ الحاکم نے بتایا کہ اس نے عطیہ بن سعد سے موضوعات بیان کی ہیں اور وہ متروک الحدیث بمرة یعنی بالکل متروک الحدیث ہے۔ [المدخل للحاکم ص ۱۴۶ رقم ۷۸]

اس کی یہ روایت بھی عطیہ سے ہے لہذا موضوع ہے۔

ابن عدی نے کہا: ہو ضعیف۔ [لسان المیزان ۱۵۴/۳]

دارقطنی نے کہا: متروک الحدیث۔ [کتاب الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ۳۱/۲]

بیہقی نے کہا: متروک۔ [مجمع الزوائد ۱۶۳/۱]

حافظ ابن حبان نے فرمایا: کان ممن یأتی بالمناکیر عن المشاہیر حتی یسبق (إلی) القلب أنه کان المتعمد لها “ [المجر و جین ۳۵۶/۱]

اسے کسی نے بھی ثقہ یا صدوق وغیرہ نہیں کہا لہذا وہ بالاجماع ضعیف و متروک ہے۔ اس کے برعکس امام محمد بن اسحاق بن یسار التابعی رحمہ اللہ صحیح مسلم وغیرہ کے راوی ہیں۔ انھیں درج ذیل علماء نے ثقہ و صدوق، صحیح الحدیث یا حسن الحدیث وغیرہ قرار دیا ہے:

- (۱) امام بخاری (۲) سفیان بن عیینہ (۳) زہری (۴) ابن مبارک (۵) شعبہ (۶) علی بن المدینی (۷) احمد (۸) یحییٰ بن معین (۹) ابن حبان (۱۰) العجلی (۱۱) الذہبی (۱۲) البیہقی (۱۳) الحاکم (۱۴) ابن خزیمہ (۱۵) ابوزرعہ الرازی (۱۶) ابن البرقی (۱۷) ابوزرعہ الدمشقی (۱۸) ابن عدی (۱۹) ابن سعد (۲۰) الخلیلی (۲۱) ابن نمیر (۲۲) الترمذی (۲۳) البیہقی (۲۴) الخطابی (۲۵) ابن حزم (۲۶) المنذری (۲۷) الذہبی (۲۸) محمد بن نصر الفراء (۲۹) ابن قیم (۳۰) السبکی (۳۱) البیہقی (۳۲) حافظ ابن حجر عسقلانی (۳۳) ابن حجر مکی [مبتدع] (۳۴) خفاجی (۳۵) ابن علان (۳۶) السخاوی (۳۷) ابن کثیر (۳۸) القرطبی (۳۹) شوکانی (۴۰) نواب صدیق حسن خاں (۴۱) احمد شاہ (۴۲) عبد الرحمن مبارک پوری (۴۳) شمس الحق عظیم آبادی (۴۴) بشیر احمد سہسوانی (۴۵) ابن ہمام حنفی (۴۶) عینی حنفی

(۴۷) زیلعی حنفی (۴۸) ملا علی قاری حنفی (۴۹) عبدالحی لکھنوی حنفی (۵۰) سلام اللہ حنفی (۵۱) شارح منیہ (۵۲) امیر علی حنفی (۵۳) نیوی حنفی (۵۴) انور شاہ کاشمیری دیوبندی (۵۵) محمد یوسف بنوری دیوبندی (۵۶) محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی (۵۷) ظفر احمد عثمانی دیوبندی (۵۸) خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (۵۹) کوثری (۶۰) ابو نعیمہ الکوثری [تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں ”توضیح الکلام“ ج ۱ ص ۲۶۵ تا ۲۹۳]

ان کے علاوہ:

(۶۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۶۲) ابن خلکان (۶۳) السیوطی (۶۴) السہیلی (۶۵) نور محمد ملتانی (۶۶) ابن عبد البر (۶۷) احمد رضا خاں بریلوی (۶۸) اور محمد حسن وغیرہ نے بھی اسے ثقہ و صدوق قرار دیا ہے۔ [حوالہ مذکورہ] (۶۹) طحاوی حنفی نے معانی الآثار میں اس کی ایک حدیث کے بارے میں ”فہذا حدیث متصل الإسناد صحیح“ کہا ہے۔ [شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۰۸ کتاب الحجۃ فی فتح رسول اللہ ﷺ مکة عنوة، دوسرا نسخہ ۲۲/۳] (۷۰) تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے بھی تبلیغی نصاب، فضائل ذکر صفحہ ۱۱/۵۹۵ پر محمد بن اسحاق کو ”ثقة مدلس“، تسلیم کیا ہے۔

[توضیح الکلام طبع جدید چورانوے (۹۴) علماء کے نام باحوالہ لکھے ہوئے ہیں جن سے محمد بن اسحاق کی توثیق و تعریف مروی ہے۔] اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق کو جمہور علماء ثقہ و صدوق قرار دیتے ہیں۔ علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

”وابن إسحاق الأ كثر علی توثيقه و ممن و ثقہ البخاري“

ابن اسحاق کو اکثر نے ثقہ کہا ہے اور توثیق کرنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔

[نصب الراية ۷/۷۴]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں: ”إن ابن إسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور“

کہ جمہور کے نزدیک ابن اسحاق بڑے ثقات میں سے ہیں۔ [عمدة القاری ۷/۲۷۰]

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے۔“ [سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶]

علامہ سہیلی فرماتے ہیں: ”ثبت فی الحدیث عند اکثر العلماء“

اکثر علماء کے نزدیک وہ حدیث میں ثبت (ثقة) ہیں۔ [الروض الانف ج ۱ ص ۴]

مؤرخ ابن خلکان نے لکھا ہے: ”کان ثبتاً فی الحدیث عند اکثر العلماء“

یعنی وہ حدیث میں اکثر علماء کے نزدیک ثبت (ثقة) ہیں۔ [وفیات الاعیان ج ۱ ص ۶۱۲]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

”و ابن إسحاق إذا قال حدثني فهو ثقة عند أهل الحديث“

اور ابن اسحاق اگر سماع کی تصریح کریں تو وہ اہل الحدیث کے نزدیک ثقة ہیں۔

[فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۸۵]

اور مزید لکھتے ہیں:

”إذا قال حدثني فحديثه صحيح عند أهل الحديث“

وہ سماع کی تصریح کرے تو اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک اس کی حدیث صحیح

ہے۔ [فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۸۶] (ملخصاً من توضیح الکلام)

غرض جمہور علماء محمد بن اسحاق کو ثقة کہتے ہیں مگر سرفراز صفدر اینڈ پارٹی برابر ”کذاب“

”کذاب“ کی رٹ لگا رہی ہے۔

تنبیہ: فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کا داروددار محمد بن اسحاق پر ہرگز نہیں ہے۔ دیگر بہت سی

صحیح احادیث اس مسئلہ پر نص قطعی ہیں۔ مثلاً ابو قلابہ تابعی کی حدیث عن انس (اس کی سند

بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے) اور محمد بن ابی عاصمہ التابعی عن رجل من اصحاب النبی ﷺ

(اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے) نافع بن محمود التابعی جو کہ ثقة عند الجمہور ہیں، کی حدیث

(اکثر محدثین کی شرط پر صحیح یا حسن ہے) وغیرہ

تفصیل کے لیے مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب ”توضیح الکلام

فی وجوب القراءة خلف الامام، جلد اول اور راقم الحروف کی کتاب ”الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام فی الجہریۃ“ کا مطالعہ فرمائیں۔

مختصر یہ کہ ڈیروی صاحب نے اپنی اس کتاب میں علم و انصاف کا خون کیا ہے۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵۴ پر ڈیروی صاحب نے باب باندھا ہے:

”حضرت امام بخاری کی بے چینی“

اور پھر امام المحدثین و امام الفقہاء: بخاری رحمہ اللہ پر اپنی جہالت کی وجہ سے تنقید کی ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے عبداللہ بن ادریس کی روایت کو سفیان ثوری کی روایت پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے:

- 1- سفیان ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں۔
 - 2- ابن ادریس بالا جماع ثقہ ہیں۔
 - 3- ایک جماعت ان کی متابعت ہے۔
 - 4- ابن ادریس کی روایت کے صحیح ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔
 - 5- ثوری کی روایت کو جمہور علماء نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے۔
 - 6- بعض علماء نے بتایا ہے کہ ثوری کو اس روایت میں وہم ہوا ہے۔
- آپ فیصلہ کریں کہ ان وجوہات کی روشنی میں اگر ابن ادریس کی روایت کو ثوری کی روایت پر ترجیح دی جائے تو کون سے قاعدے کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔
- محمد بن جابر کے مقابلے میں امام بخاری نے سفیان ثوری کی روایت کو جو ترجیح دی ہے تو اس کی بھی کئی وجوہ ہیں:

- 1- ثوری ثقہ مدلس ہیں جب کہ محمد بن جابر ضعیف متروک اور مختلط ہے۔
- 2- محمد بن جابر کی اس روایت پر دیگر محدثین نے بھی سخت جرح کی ہے۔
- 3- ثوری کی معنوی متابعت حفص، مغیرہ اور حصین وغیرہ نے بھی کی ہے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶ وغیرہ]

لہذا امام بخاری کا فیصلہ بالکل صحیح ہے مگر ڈیروی صاحب کی بے چینی ناقابل فہم ہے۔ جو شخص اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر حجاج بن ارطاة کو ضعیف، مدلس، کثیر الخطا اور متروک الحدیث کہتا ہو اور اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸ پر اسی حجاج بن ارطاة کی روایت کو پیش کر کے اسے ”صحیح حدیث“ قرار دیتا ہو علمی دنیا میں اس کا کیا مقام ہو سکتا ہے؟

[یاد رہے کہ مسند احمد (۳/۴) میں اس کے بعد والی جو روایت ہے اس کا حجاج کی حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ تشہد کے بارے میں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ مسند حمیدی ج ۲ ص ۳۸۷ رقم ۸۷۹ میں سفیان کی یہ روایت موجود ہے جس میں ”یدعو فی الصلوٰۃ ہکذا“ کے الفاظ ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے زیاد بن سعد سے صرف یہی ایک روایت یاد رکھی ہے جو تشہد کے بارے میں ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں مجمع الزوائد ۱۰/۲ ص ۱۰۱]

غیر جانب دارانہ تحقیق

قارئین کرام! اس کتاب (نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین) میں ”اصول“ کو سختی کے ساتھ مد نظر رکھا گیا ہے۔ راویوں کی توثیق و تضعیف اور کسی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں جمہور محدثین کی تحقیقات کو لازمی ترجیح دی گئی ہے۔ جو روایت جمہور علمائے مسلمین کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہے اسے صحیح یا حسن تسلیم کر کے استدلال کیا گیا ہے اور جو روایت علمائے مسلمین کے نزدیک ضعیف و منکر و غیرہ ہے اسے ضعیف و منکر و غیرہ قرار دے کر رد کر دیا گیا ہے۔ اسماء الرجال کے میدان میں خواہشاتِ نفسانیہ کو مد نظر بالکل نہیں رکھا گیا۔ مثلاً: رفع الیدین کے حق میں دو روایتوں کو پیش نہیں کیا گیا۔

1- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث

یہ حدیث امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۲۱ پر موجود ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں مگر علت یہ ہے کہ ابوالزبیر اسے جابر رضی اللہ عنہ سے ”عن“ کے ساتھ

روایت کر رہے ہیں۔ ابوالزبیر جہور محدثین کی تحقیق کے مطابق مدلس ہیں لہذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔

[اس تحقیق کے کافی عرصہ بعد ابوالعباس محمد بن اسحاق الثقفی السراج النیسابوری کی المسند (قلمی مصور) میں ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مل گئی۔ ص ۲۵ لہذا یہ حدیث بھی صحیح ہے، والحمد للہ۔ (مصنف)]

امام بیہقی جو غالباً ابوالزبیر کو مدلس تسلیم نہیں کرتے، ابوالزبیر کی اس روایت کو ”الخلاfiات“ میں ”هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ“ کہتے ہیں۔

امام حاکم بھی ابوالزبیر کا مدلس ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ [معرفۃ علوم الحدیث ص ۳۴]

2- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث

یہ حدیث امام ابویعلیٰ الموصلی کی مسند (ج ۶ ص ۴۲۲، ۴۲۵، رقم ۳۷۹۳) میں موجود ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس میں علت یہ ہے کہ حمید الطویل اسے سیدنا انس سے ”عن“ کے ساتھ روایت کر رہے ہیں۔ حمید الطویل مدلس ہیں لہذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔ بعض علماء حمید کے عنعنہ کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ابن خزیمہ نے یہ حدیث اپنی ”صحیح“ میں روایت کی ہے۔ [دیکھئے تلخیص الخیر ج ۱ ص ۲۱۹]

ابن الملقن نے البدر المنیر میں کہا: ”إسناده صحيح على شرط الشيخين“

ابن دقیق العید نے الامام میں کہا: ”رجالہ رجال الصحیحین“

[جلاء العینین للشیخ بدیع الدین راشدی ص ۴۱ مع حاشیہ الشیخ فیض الرحمن الثوری رحمہما اللہ تعالیٰ]

بعض لوگوں نے سجدوں میں رفع الیدین کی (ضعیف) روایات پیش کر کے یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے۔

① سجدوں میں باسند صحیح رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

② ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ رفع الیدین منسوخ ہے بلکہ ہم اس لیے نہیں کرتے کہ نبی ﷺ

سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیحین وغیرہما کی صحیح و صریح روایات

سے ثابت ہے۔ رکوع والے رفع الیدین کے خلاف صحیح صریح ایک روایت بھی نہیں ہے۔
۴) حافظ ابن حجر نے الدرر النورانی تخریج احادیث الہدایہ ص ۱۵۲ پر اس قیاس کی زبردست تردید کی ہے اور اسے نص کے مقابلے میں فاسد قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ بعض علماء ہر اونچے نیچے (سجدوں) میں بھی رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔
حافظ صاحب کا یہ جواب اجماع کے موہوم دعویٰ کی تردید کے لیے کافی ہے۔



ابتدائیہ

نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانے کو رفع الیدین کہتے ہیں۔ اہل الحدیث (کثر اللہ أمثالہم) اس رفع الیدین کو سیدنا امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی غیر منسوخہ و غیر متروکہ سنت کہتے ہیں اور اس پر ایماناً و احتساباً عامل ہیں حتیٰ کہ ان کے بعض جلیل القدر علماء نے رفع الیدین کو اہل الحدیث کا شعار قرار دیا ہے۔

امام ابو احمد الحاکم (۳۷۸ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”شعار اصحاب الحدیث“ ہے۔ اسے مکتبہ طاہریہ، شام کے مخطوطہ سے شائع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۴۷ پر امام ابو احمد رفع الیدین کا باب باندھتے ہیں اور رفع الیدین کی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رفع الیدین تمام محدثین (اہل الحدیث) کا شعار ہے۔

امام ابو احمد الحاکم الکبیر کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق ہے۔ آپ نیشاپور کے مایہ ناز فرزند ہیں۔ آپ کی ”کتاب الکئی“ ہر طرف (علمائے حدیث میں) مشہور ہے۔ آپ کے بارے میں حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۶۷۳-۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

”الإمام الحافظ العلامة الثبت محدث خراسان“

[سیر اعلام النبلاء ۱۶/۳۷۰]

نیشاپور کے امام ابو عبد اللہ الحاکم نے آپ کو ”إمام عصره في هذه الصنعة كثير التصانيف مقدم في معرفة شروط الصحيح والأسامي والكنى“ قرار دیا ہے۔ یعنی آپ علم حدیث میں زمانے کے امام تھے۔ بے شمار تصانیف کے مصنف، صحیح حدیث، نام اور کنتیوں کی معرفت میں مقدم تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۳/۹۷۷]

حافظ ابن الجوزی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے کہا: ”القاضي إمام عصره في صناعة الحديث“ [المنتظم في تاريخ الملوك والأمم ۱۴۶/۷]

حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے ان کو ”إمام كبير و معروف بسعة الحفظ“ کے ساتھ موصوف کیا۔ [لسان المیزان ۵/۷]

مؤرخ ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحسنبی (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے کہا:

”الحافظ الثقة المأمون أحد أئمة الحديث“ [شذرات الذهب في أخبار من ذهب ۹۳/۳]

خلاصہ یہ کہ آپ ثقہ، مامون اور عالم کبیر تھے۔

فائدہ: کسی شخص کے ساتھ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرہ نسبتوں کے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص مقلد ہے۔

[تقریرات الرافعی ج ۱۱ پر ابوبکر القفال، ابوعلی اور قاضی حسین سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: ”لسنا مقلدين للشافعي بل وافق رأينا رأيه“ ہم امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں، بلکہ ہماری رائے ان کی رائے کے (اتفاقاً یا اجتہاداً) موافق ہو گئی ہے۔ نیز دیکھئے التحریر والتقریر ج ۳ ص ۴۵۳۔ النافع الکبیر ص ۷]

احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مشہور حنفی عالم ہیں۔ ان کی کتب پر حنفیوں کا دار و مدار ہے۔ ان سے ایک شخص نے کہا: ”ما ظننتك إلا مقلداً“

میرا گمان یہ تھا کہ آپ مقلد ہیں تو انھوں نے کہا: ”و هل يقلد إلا عصبي -- أوفي“

تقلید صرف وہی کرتا ہے جو متعصب یا جاہل ہو۔ [لسان المیزان ۲۸۰/۱]

ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزبیلی مشہور حنفی عالم ہیں۔ ان کی کتاب ”نصب الراية لأحاديث الهداية“ کا نام زبان زد عام ہے۔ زبیلی حنفی (المتوفی ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

”فالمقلد ذهل والمقلد جهل“ مقلد غافل ہو جاتا ہے اور مقلد جہالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (جاہل ہوتا ہے۔) [نصب الراية ۲۱۹/۱]

یعنی حنفی فرماتے ہیں:

”فالمقلد ذهل والمقلد جهل و آفة كل شيء من التقليد“
 پس مقلد غافل ہوتا ہے اور مقلد جہالت کا مرتکب ہوتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت
 تقلید کی وجہ سے ہے۔ [البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج ۱ ص ۲۲۲ و فی نسخہ ص ۳۱۷]
 عقل مند کے لیے یہ چند مثالیں ہی کافی ہیں اور جاہل کے لیے دلائل کے انبار بھی
 ناکافی ہیں۔

رفع الیدین پر کتابیں

اہل حدیث (نور اللہ وجوہہم یوم القیامۃ) اپنی قدیم و جدید سب کتابوں
 میں رفع الیدین کا اثبات اور سنت ہونا نقل کرتے آئے ہیں۔
 شیخ الاسلام، امام الدینی فی فقہ الحدیث، امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری نے
 رفع الیدین کے اثبات پر ایک کتاب ”جزء رفع الیدین“ لکھی ہے۔

امام بخاری کا تعارف

آپ کی امامت، عدالت اور ثقاہت پر اہل السنۃ والجماعۃ (اہل حدیث) کا اجماع
 ہے۔ آپ کی کتاب ”صحیح بخاری“ ساری دنیا میں مشہور ہے۔ آپ کے اساتذہ و تلامذہ
 سب آپ کی تعریف و ثناء میں رطب اللسان تھے۔
 [امام ترمذی نے فرمایا: میں نے علل، تاریخ اور معرفتِ اسانید میں محمد بن اسماعیل (بخاری)
 رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم نہ عراق میں دیکھا اور نہ خراسان میں۔

[کتاب العلل للترمذی مع شرح ابن رجب ۳۲۱]
 امام مسلم نے فرمایا: (اے امام بخاری) آپ سے صرف حسد کرنے والا شخص ہی بغض کرتا
 ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔

[الارشاد للخللی ۳/۹۶۱ و سندہ صحیح]
 امام ابن خزیمہ نے فرمایا: میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ بڑا
 حدیث کا عالم نہیں دیکھا۔ [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۷۷ ح ۱۵۵ و سندہ صحیح]

حافظ ابن حبان نے کہا: آپ لوگوں میں بہترین انسان تھے، آپ نے احادیث جمع کیں، کتابیں لکھیں، سفر کیا اور (احادیث) یاد کیں۔ آپ نے مذاکرہ کیا، اس کی ترغیب دی اور اخبار و آثار یاد کرنے میں بہت زیادہ توجہ دی۔ آپ تاریخ اور لوگوں کے حالات کو خوب جانتے تھے۔ آپ اپنی وفات تک خفیہ پرہیزگاری اور عبادتِ دائمہ پر قائم رہے۔ رحمہ اللہ (کتاب الثقات ۱۱۳۹، ۱۱۴۰)

علمائے حدیث کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری زبردست ثقہ امام اور عظیم بے مثال عالم، فقیہ بلکہ فقیہ گرتھے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ”وكان إماماً حافظاً رأساً في الفقه والحديث مجتهداً من أفراد العالم مع الدين والورع والتأله“ (الكشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة ۱۸/۳)

[امام بخاری سے جزء رفع الیدین کے راوی محمود بن اسحاق بن محمود القواس ہیں ان سے دو ثقہ شخص روایت کرتے ہیں۔ (محمود بن اسحاق کا تذکرہ تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۵ ص ۸۳۔ الارشاد فی معرفة علماء الحدیث للخللی ج ۳ ص ۹۶۸ میں موجود ہے ان کی وفات ۳۳۲ھ میں ہوئی رحمہ اللہ)

① احمد بن محمد بن الحسین الرازی (تاریخ بغداد ۴۱۱/۱۳، وفی نسف ۴۳۸/۱۳، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۲۹/۳) خطیب نے کہا: ثقہ حافظ تھے، احمد بن محمد العتقی نے کہا: ثقہ مامون تھے۔ (تاریخ بغداد ۴۳۵/۴)

② ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ البخاری الملاحی [النبلۃ ۸۶/۱۷]

حافظ ابن جوزی نے کہا: ”وكان من أعيان أصحاب الحديث و حفاظهم“ (المنتظم ۲۳۰/۷) حافظ ابن کثیر اور ابوالعلاء نے اسے حفاظ میں سے قرار دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۳۵۸/۱۱، سیر اعلام النبلاء ۸۷/۱۷)، حافظ ذہبی نے کہا: ”وكان ثقة يحفظ و يفهم“ (العبر فی خبر من غبر ۱۸۷/۲) ابن عماد نے کہا: ”وكان حافظاً ثقة“ (شذرات الذہب ۱۴۵/۳) معلوم ہوا کہ دو ثقہ حافظ محمود بن اسحاق کے شاگرد ہیں اور دو

یادو سے زیادہ ثقہ (مشہور) راوی اگر کسی سے روایت کریں تو اس کی جہالت عین رفع ہو جاتی ہے۔

[الکفایہ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۸۸، ۸۹ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴۶، اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ص ۹۲ تقریب النووی مع تدریب الراوی ص ۱۷۱ قواعد فی علوم الحدیث لظفر احمد تھانوی ص ۱۳۰ لسان المیزان ۲/۲۲۶] ظفر احمد تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ”ولیس بمجهول من روی عنه ثقتان“ [اعلاء السنن ۱/۱۱۴]

رہی اس کی جہالت حال تو عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل علم نے اس کی توثیق کی ہے۔ [التکلیل بمافی تانیب الکوثری من الاباطیل ۱/۴۷۵] شیخ معلیٰ کی تائید درج ذیل علماء کے اقوال سے ہوتی ہے، جنہوں نے جزء رفع الیدین کو بطور جزم امام بخاری سے منسوب کیا ہے۔

① النووی (المجموع شرح المہذب ۳/۳۹۹)

② ابن حجر (فتح الباری ۲/۱۷۴) وغیرہما

لہذا معلوم ہوا کہ

① محمود بن اسحق مجہول العین نہیں ہے۔

② علماء کا جزء رفع الیدین کو بطور جزم بخاری کی تصنیف قرار دینا اس کی توثیق ہے۔

③ کسی امام نے بھی اسے مجہول یا ضعیف نہیں کہا ہے۔

④ حافظ ابن حجر نے محمود بن اسحق کی سند سے ایک روایت نقل کر کے اسے ”حسن“ کہا

ہے۔ [موافقة الثمر الخیر ج ۱ ص ۴۱۷]

لہذا محمود مذکور حافظ ابن حجر کے نزدیک صدوق ہے۔

⑤ احمد بن علی بن عمرو السلیمانی نے بھی محمود بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ دیکھئے

تذکرۃ الحفاظ (۳/۱۰۳۶ تا ۹۶۰) لہذا معلوم ہوا کہ محمود بن اسحاق کے تین شاگرد ہیں۔

والحمد للہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر المروزی (متوفی ۲۹۴ھ) نے چار جلدوں میں ایک کتاب ”رفع الیدین فی الصلوٰۃ“ لکھی ہے۔

[ذکرہ الصفدی فی الوافی ۱۱۱/۵، کذا فی مقدمۃ ”اختلاف العلماء“ ص ۱۵ نیز ملاحظہ فرمائیں: التہذیب لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر ۲۱۳/۹، والاستذکار ۲/۲۵، مختصر قیام اللیل ص ۸۸]

محدث ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البرزازی صاحب المسند الکبیر المعلن (متوفی ۲۹۲ھ) نے مسئلہ رفع الیدین پر ایک کتاب لکھی ہے۔

[التخیر فی الجمع الکبیر لابن سعد السمعی ۱/۹۷-۱۸۲، بحوالہ جلاء العینین لابن محمد السندی ص ۸ وراجع الاستذکار ۲/۱۲۵]

حافظ ابو نعیم الاصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء نے بھی رفع الیدین پر ایک کتاب لکھی ہے۔ [ملاحظہ فرمائیں سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۰۶]

تقی الدین السبکی کا جزء رفع الیدین مطبوعہ ہے۔ [نیز ملاحظہ فرمائیں طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۶/۲۱۴] حافظ ابن قیم الجوزیہ نے بھی اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ [ذیل طبقات الحنابلہ ۲/۴۵۰، الوافی بالوفیات للصفدی ۲/۲۷۱، الدرر الكامنة ۳/۴۰۲، البدرا الطالع ۲/۱۴۴، کشف الظنون ۱/۹۱۱]

خلاصہ یہ کہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ نے رفع الیدین کے اثبات میں متعدد کتابیں اور رسالے تصنیف کیے ہیں۔ کسی نے بھی رفع الیدین کے خلاف یا انکار میں کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔

بعض جہمیہ، مرجئہ اور اہل الرائے نے عصر جدید میں رفع الیدین کی سنت کے خلاف بعض رسالے یا کتابیں لکھ ماری ہیں مگر بحمد اللہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ (اور دیگر علماء) ان کی تدلیسات و اغلوطات سے مسلسل پردہ اٹھا رہے ہیں۔

مثلاً شیخ الاسلام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی ”التحقیق الراخ فی ان الاحادیث رفع الیدین لیس لہا ناخ“ المعروف ”مسئلہ رفع الیدین پر محققانہ نظر“ مولانا عبد اللہ

روپڑی کی ”رفع الیدین اور آمین“ الاستاذ بدیع الدین الراشدی کی ”جلاء العینین“ مولانا رحمت اللہ ربانی کی ”مسئلہ رفع الیدین مع آمین بالجہر“ حکیم محمود سلفی صاحب کی ”شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح“ مولانا خالد گرجا کھی کی ”جزء رفع الیدین“ حافظ عبدالمنان نور پوری کی ”مسئلہ رفع الیدین، تحریری مناظرہ“ عبدالرشید انصاری صاحب کی ”الرسائل“ اور شیخ مولانا حافظ محمد ایوب صابر صاحب سابق مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحديث حیدرآباد کی ”حصول الفلاح بر رفع الیدین عند الافتتاح بعد الافتتاح“ وغیرہ۔

ہم اس کتاب میں اختصار کے ساتھ صحیح احادیث اصول حدیث اور اصول فقہ کی روشنی میں اس معرکہ آراء مسئلہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلے وہ اصول لکھے جاتے ہیں جن کو اس کتاب میں پیش نظر رکھا گیا ہے۔

○=○ اصول (۱) ○=○

(ہر) خاص (دلیل ہر) عام (دلیل) پر مقدم ہوتی ہے۔ مثلاً مرد عموماً حرام ہے اور مچھلی خصوصاً حلال ہے لہذا مرد عموماً کا عمومی حکم مچھلی کے خاص حکم پر نہیں لگتا۔

[نیز دیکھئے ارشاد الفحول للشوکانی ص ۱۴۳ و کتب الاصول]

○=○ اصول (۲) ○=○

عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں ہے۔ یعنی کسی آیت یا حدیث میں کسی بات کے نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بات ہوئی ہی نہیں جب کہ دیگر آیات یا احادیث سے وہ بات ثابت ہو۔

ہمارے استاد حافظ عبدالمنان نور پوری فرماتے ہیں: کسی شے کا مذکور و منقول نہ ہونا اس شے کے نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔

○=○ اصول (۳) ○=○

قرآن (وسنت) کی تخصیص خبر واحد صحیح کے ساتھ جائز ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ)

ائمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے۔ [الاحکام للامدی ج ۲ ص ۳۴۷ وغیرہ، حاشیہ البنانی علی جمع الجوامع ج ۲ ص ۲۷ شرح تنقیح الفصول فی اختصار الحصول فی الاصول للقرانی ص: ۲۰۸]

==○ اصول (۴) ○==

اثبات نفی پر مقدم ہے۔

بنیادی اصول کا تعارف

1- معیار حق

کتاب اللہ اور حدیث رسول حجت اور معیار حق ہیں بشرطیکہ وہ حدیث مقبول ہو یعنی متواتر یا صحیح یا حسن ہو۔

دلیل: قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولوالامر (اصحاب اقتدار) کی، پھر جب کسی چیز میں تمہارا تنازعہ (اختلاف) ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو، یہی بہتر اور اچھی تفسیر ہے۔ [۴: النساء: ۵۹] [تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۶۳، ۳۶۶]

اجماع بھی حجت ہے۔

[دیکھئے الرسالہ للشافعی و عام کتب اصول و ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۴]

2- مقابلہ

اللہ اور رسول کے مقابلے میں ہر شخص کی بات مردود ہے چاہے کہنے والا کتنا ہی بزرگ اور بڑا کیوں نہ ہو۔

3- صحیح حدیث کی تعریف

” أما الحديث الصحيح فهو الحديث المسند الذي يتصل إسناده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط إلى منتهاه ولا يكون شاذاً ولا معللاً -- فهذا هو الحديث الذي يحكم له بالصحة بلا خلاف بين أهل الحديث “

صحیح حدیث وہ حدیث ہوتی ہے جو باسند ہو، عادل ضابط عن عادل ضابط آخر تک متصل ہو، شاذ اور معلول نہ ہو۔ اس حدیث کی صحت کے حکم میں اہل الحدیث (محدثین) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ (اجماع ہے)

[مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقي ص ۲۰]

متصل کا مطلب یہ ہے کہ منقطع، معلق، معضل اور مرسل نہ ہو۔

شاذ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سے اوثق یا زیادہ ثقات کے خلاف نہ ہو۔

معلول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں علت قادحہ نہ ہو۔

① مختلط کا اختلاط کے بعد روایت بیان کرنا علت قادحہ ہے۔

② بدلس کا عن وغیرہ کے ساتھ بدون تصریح سماع روایت کرنا علت قادحہ ہے۔

③ علل حدیث کے ماہر محدثین کا کسی روایت کو بالاتفاق معلول و ضعیف قرار دینا

علت قادحہ ہے۔

4- ضعیف حدیث کی تعریف

ہر وہ حدیث جس میں صحیح حدیث یا حسن حدیث کی صفات موجود نہ ہوں تو وہ حدیث ضعیف ہوگی..... اور اس کی اقسام یہ ہیں مثلاً (ضعیف) موضوع، مقلوب، شاذ، معلل، مضطرب، مرسل، منقطع اور معضل وغیرہ

[ملخصاً من مقدمة ابن الصلاح ص ۲۰ طبع لمتان]

5- تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف

اگر کسی روایت کی تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ہو تو حدیث کے ثقہ مشہور اور ماہر اہل فن کی اکثریت کو لامحالہ ترجیح دی جائے گی۔
اگر کسی حدیث کے راوی ثقہ ہوں، سند بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہو مگر (تمام محدثین یا) محدثین کی اکثریت نے اسے ضعیف قرار دیا ہو تو اسے ضعیف سمجھا جائے گا۔

6- جرح و تعدیل میں ائمہ محدثین کا اختلاف

جس کو ائمہ محدثین ثقہ یا ضعیف کہیں تو وہ ہمیشہ ثقہ یا ضعیف ہی ہوتا ہے اور اگر ان کا اختلاف ہو اور جرح و تعدیل دونوں مفسر اور متعارض ہوں، تطبیق ممکن نہ ہو تو ائمہ محدثین (ثقہ، مشہور اور ماہر اہل فن) کی اکثریت کو ہمیشہ اور لامحالہ ترجیح ہوگی۔

① جرح مفسر، تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی۔

② تعدیل مفسر، جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

مثال ① دس نے کہا: ”الف“ ”ب“ میں ضعیف ہے۔

ایک نے کہا: ”الف“ ”ب“ میں ضعیف ہے۔

نتیجہ: ”الف“ ثقہ ہے اور ”ب“ میں ضعیف ہے۔

مثال ② دس نے کہا: ”ج“ ضعیف ہے۔

ایک نے کہا: ”ج“ ”د“ میں ثقہ ہے۔

نتیجہ: ”ج“ ضعیف ہے لیکن ”د“ میں ثقہ ہے۔

③ اگر جرح (مفسر) اور تعدیل (مفسر) باہم برابر ہوں تو جرح مقدم ہوگی۔

7- صحت کتاب

روایات وغیرہ کے صحیح ہونے کا علمی معیار یہ ہے کہ

اولاً: جن کتابوں میں یہ روایات درج ہیں ان کے مصنفین بذات خود ثقہ اور معتبر ہوں۔

[اللمحات ۳۱۷ شیخ محمد رئیس ندوی]

ثانیاً: ان کتابوں کا مصنفین تک انتساب بالنوازیہ یا بسند صحیح ہو۔ کتاب کے دیگر نسخوں کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

ثالثاً: ان مصنفین کی بیان کردہ اسانید، اقوال اور روایات باسند صحیح و متصل ہوں اور علتِ قادمہ سے خالی ہوں۔

8- اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا تحقیقی معیار

اصول نمبر ۷ کی تشریح میں مزید عرض ہے کہ اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا علمی اور تحقیقی معیار یہ ہے:

① اگر صاحب کتاب کا قول اس کی کتاب سے نقل کیا جائے تو اس کتاب کا تصنیف مصنف ہونا صحیح و ثابت ہو۔

② اگر صاحب کتاب کسی پہلے کا قول نقل کر رہا ہے تو اس سے قائل تک سند صحیح و متصل ہو۔ اگر یہ شرطیں مفقود ہوں تو اس قول کو کالعدم سمجھا جائے گا۔

9- ایک ہی شخص کے اقوال میں تعارض

اگر ایک ہی شخص (محدث، امام، فقیہ وغیرہ) کے اقوال میں تعارض ہو تو:

① تطبیق و توفیق دی جائے گی، مثلاً:

ایک دفعہ کہا: ثقة

دوسری دفعہ کہا: ثقة سی الحفظ یا سی الحفظ

نتیجہ: (عدالت کے لحاظ سے) ثقة اور (حافظ کے لحاظ سے) سی الحفظ ہے۔

② دونوں اقوال ساقط کر دیے جائیں گے، مثلاً:

عبدالرحمن بن ثابت بن الصامت پر امام ابن حبان نے جرح کی ہے اور اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے بتایا کہ ابن حبان کے دونوں اقوال ساقط

ہو گئے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۵۵۲/۲]

10- معمولی جرح

جس ثقہ یا صدوق عندا لجمہو ر راوی پر معمولی جرح یعنی بیہم، لہ اوہام، تخطئی وغیرہ ہو تو اس کی منفرد حدیث (بشرطیکہ ثقات کے خلاف نہ ہو اور محدثین نے خاص اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہ کہا ہو تو) حسن ہوتی ہے۔

جو کثیر الغلط، کثیر الاوہام، کثیر الخطاء اور سئی الحفظ وغیرہ (راوی) ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

11- مسلکی تفاوت صحت حدیث کے خلاف نہیں

مثلاً جس راوی کا ثقہ و صدوق ہونا ثابت ہو جائے، اس کا قدری، خارجی، شیعہ، معتزلی، جہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی بدعت کی طرف داعی و داعیہ نہ ہو اور اس کی بدعت بالا جماع مکفرہ نہ ہو۔

[نیز دیکھئے احسن الکلام، مصنفہ مولوی سرفراز صفدر صاحب دیوبندی ج ۳ ص ۳۰]

[تنبیہ: رائج قول یہی ہے کہ اگر راوی ثقہ و صدوق عندا لجمہو رہو تو اس کی غیر معلول روایت مطلقاً مقبول ہے چاہے وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا داعی ہو یا نہ ہو۔]



باب: اول

اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کے اثبات میں چند صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

[۱] عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلوة وإذا كبر للركوع وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وقال: ((سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد)) وكان لا يفعل ذلك في السجود.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع کی تکبیر کہتے (تو دونوں ہاتھ اٹھاتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے اور ((سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد)) کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

[صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۳۹۰ مشکوٰۃ المصابیح راضواء المصابیح: ۹۳ واللفظ له]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

صحیح ابن خزیمہ (۲۳۲/۱ ح ۴۵۶) صحیح ابن حبان (۱۸۵۸ ح ۱۶۸/۳)
صحیح ابی عوانہ (۹۰/۲) منشی ابن الجارود (ص ۶۹ ح ۱۷۸، ۱۷۹) جامع ترمذی (۵۹/۱)
ح ۲۵۵) وقال: "حدیث حسن صحیح" شرح السنۃ للبیہقی (۵۵۹ ح ۲۰۳)
قال: "هذا حدیث متفق علی صحته" الاستذکار لابن عبد البر (۱۲۵/۲)
وقال: "وهو حدیث لا مطعن لأحد فيه"

حافظ عراقی نے یہ حدیث ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

”فیہ فوائد: الأولى فیہ رفع الیدین فی ہذہ المواطن الثلاثہ عند تکبیرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع منه وبہ قال اکثر العلماء من السلف والخلف۔“

اس حدیث میں کئی فائدے ہیں: پہلا فائدہ یہ ہے کہ رفع الیدین ان تین مقامات پر (ثابت) ہے، نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور اسی پر اکثر علمائے سلف و خلف نے فتویٰ دیا ہے۔

[طرح التقریب فی شرح التقریب ج ۱ ص ۲۵۲]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو ان کے فرزند ارجمند سالم اور ان سے شیخ الاسلام ثقہ بالا جماع امام زہری نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت (رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین والی) امام زہری سے متواتر ہے۔ [لسان المیزان ۲۸۹/۵، ترجمہ محمد بن عکاشہ] اس حدیث کی مختصر تحقیق کا جدول اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تنبیہ:

جدول ملاحظہ کرتے وقت مندرجہ ذیل علامات کو مد نظر رکھا جائے۔

- 1 تکبیر تحریمہ والا رفع الیدین
- 2 رکوع والا رفع الیدین
- 3 بعد از رکوع والا رفع الیدین
- 4 بعد از رکعتین رفع الیدین
- 5 سجدوں میں نہ کرتے تھے

- 1- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 2- زبیر بن عتبہ 5321 (تکمیل)
- 3- زبیر بن عتبہ 5321 (تکمیل)
- 4- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 5- سعید بن مسعود 5321 (تکمیل)
- 6- محمد بن یحییٰ 5321 (تکمیل)
- 7- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 8- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 9- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 10- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 11- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 12- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 13- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 14- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 15- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 16- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 17- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 18- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 19- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 20- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 21- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 22- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 23- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 24- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 25- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 26- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 27- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 28- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 29- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 30- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 31- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 32- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 33- ابن کثیر 5321 (تکمیل)

سفیان بن عیینہ

- 1- مالک بن انس - عبد اللہ بن مسلمہ - یحییٰ بخاری 5321
- 2- یونس بن یزید - عبد اللہ بن المبارک - محمد بن قتال - یحییٰ بخاری 5321
- 3- شعیب - ابوالیمان - یحییٰ بخاری 5321
- 4- ابن جریر - عبد الرزاق - محمد بن راشد - یحییٰ مسلم 5321
- 5- ابن ابی اثیری 5321 (باختلاف بصر) - مسند احمد بن الحارث
- 6- مسمر 5321 (مسند احمد)
- 7- ابن زبیر 321 (ابوداؤد)
- 8- قتیل 5321 (اسن الکبریٰ للبیہقی)
- 9- محمد بن ابی حفصہ 5321 (مسند ابی حواء)
- 10- عبد اللہ بن عمر 5321 (مسند ابی حواء) 54321 (نسائی)
- 11- عبد اللہ بن عمر 321 (مصنف عبد الرزاق)
- 12- یحییٰ 321 (جزیع الیومین)
- 13- الازدلی 5321 - معلقا (أحمد 61/5)
- 14- یحییٰ بن سعید الانصاری 5321 - معلقا (أحمد 61/5)
- 15- سفیان بن عیینہ - ابن اثیری

قال أبو نعیم الأصبهانی فی معرفة الصحابة ص 21

حدثنا أبو بکر محمد بن جعفر: ثنا محمد بن أحمد بن أبي العوام: ثنا يزيد بن هارون: ثنا سفیان بن حسین عن الزهري عن سالم عن ابن عمر قال كان النبي ﷺ إذا كبر للصلوة رفع يديه حذو منكبيه وإذا ركع فعل مثل ذلك ولا يفعل ذلك بين المسجدين

- 1- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 2- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 3- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 4- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 5- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 6- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 7- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 8- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 9- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 10- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 11- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 12- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 13- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 14- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 15- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 16- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 17- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 18- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 19- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 20- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 21- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 22- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 23- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 24- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 25- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 26- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 27- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 28- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 29- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 30- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 31- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 32- ابن کثیر 5321 (تکمیل)
- 33- ابن کثیر 5321 (تکمیل)

ارطاة بن المنذر - الجراح بن طلحة - عبد الوهاب بن محمد - عبد الوهاب (الطبرانی في المعجم الاوسط 39/1)

ولفظه كان يرفع يديه عند التكبير للركوع وعند التكبير حين يهوي ساجداً

امام مالک کی بیان کردہ حدیث کا جدول

30	اسحاق بن ابراہیم الحنفی 531 (استہد 210/9)	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
29	عبداللہ بن نافع الزہری 531 (ایضاً)	—
28	ابو جندبہ احمد بن اسماعیل 531	—
27	کامل بن طلحہ 531 (ایضاً)	—
26	روح بن عبادہ 531 (ایضاً)	—
25	اسحاق بن الطباع 531 (ایضاً)	—
24	الشافعی 31 (ایضاً)	—
23	معمر بن عیسیٰ 531 (ایضاً)	—
22	سعید بن الحكم ابن ابی مریم 531 (ایضاً)	—
21	ابن کثیر 531 (ایضاً)	—
20	محمد بن الحسن 5321 (الموطا)	—
19	یحییٰ بن یحییٰ 531 (موطا یحییٰ)	—
18	قتیبہ 321 (نسائی)	—
17	عبداللہ بن مسلمہ 5321 (صحیح بخاری) 531	—
16	عبداللہ بن المبارک 5321 (صحیح ابن حبان)	—
15	عثمان بن عمر 5321 (دارمی)	—
14	ابن وہب 5321 (تہذیب)	—
13	ابو مصعب 531 (موطا) 5321 (شرح السنۃ للبخاری)	—
12	عبداللہ بن یوسف 5321 (جزء البخاری)	—
11	ابن القاسم 5321 (معلقاً استہد 210/9, 211) موطا ابن القاسم ص 113 ح 59	—
10	یحییٰ بن سعید القطان 5321 (ایضاً)	—
9	عبد الرحمن بن مہدی 5321 (ایضاً)	—
8	جویریہ بن اسماء 5321 (ایضاً)	—
7	ابراہیم بن طہمان 5321 (ایضاً)	—
6	خالد بن مخلد 5321 (ایضاً)	—
5	کلی بن ابراہیم 5321 (ایضاً)	—
4	عبداللہ بن نافع الصائغ 5321 (ایضاً)	—
3	ابو قرقہ موسیٰ بن طارق 5321 (ایضاً)	—
2	مطرف بن عبداللہ 5321 (ایضاً)	—
1	بشر بن عمر 5321 (ایضاً)	—

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
—
سلم بن عبداللہ بن عمر
—
ابن شہاب الزہری
—
مالک بن انس

- ① امام زہری سے عندالمرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔
- ② سفیان بن عیینہ سے عندالمرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔
- ③ مالک بن انس سے عندالمرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔

مسند الحمیدی کو اس کے معلق حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی ہندوستانی نے نسخہ دیوبندیہ (ہندوستانیہ) سے شائع کیا ہے اور اس کی تائید میں نسخہ سعیدیہ اور نسخہ عثمانیہ سے مدد لی ہے۔

[دیکھئے مقدمہ مسند الحمیدی ص ۳۲]

نسخہ عثمانیہ کی تاریخ نوشت ۱۱۵۹ھ سے پہلے۔ [ایضاً]

اعظمی ہندوستانی دیوبندی نے نسخہ دیوبندیہ کو اصل بنایا۔ [ایضاً ص ۳]

مسند الحمیدی کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نسخہ ظاہریہ کہتے ہیں۔ [مقدمہ ص ۴، ۲۵]

یہ نسخہ شام میں ہے اور اس کی تصاویر (Photostats) مکہ مکرمہ وغیرہ میں ہیں۔

نسخہ ظاہریہ کی تاریخ نوشت ۶۸۹ھ [مقدمہ مسند الحمیدی ص ۱۹]

نسخہ دیوبندیہ اصلییہ میں بے شمار غلطیاں ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو مسند الحمیدی ج ۱ ص ۱،

۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵

کئی مقامات پر تحریف بھی ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھئے: ج اص ۱۵ احاشیہ ۷ نیز ملاحظہ ہو ۱/۱۷

کئی مقامات پر اس (دیوبندی معلق) نے نسخہ ظاہریہ کو ترجیح دے کر نسخہ دیوبندیہ کی تصحیح

کی ہے مثلاً دیکھئے: ۲/۲۵، ۲۸۵، ۲۸۷، ۳۰۲ وغیرہ

بعض مقامات پر خود اعظمی دیوبندی نے اعتراف کیا ہے کہ یہاں اصل میں تحریف

ہے۔ دیکھئے مسند الحمیدی بتحقیق الاعظمی (ج ۱ ص ۱۵ حاشیہ عربی) وغیرہ۔

مسند حمیدی نسخہ دیوبندیہ کا عکس

مسند الحمیدی (احادیث عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا) ۲۷۷

ایہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان ابن ام مکتوم^۱ ۰

۶۱۲— حدثنا الحمیدی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزہری عن سالم عن ایہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا استاذنت احدکم امرأته الى المسجد فلا یمنعها^۲ قال سفیان: یرون^۳ انه باللیل ۰

۶۱۳— حدثنا الحمیدی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزہری وحدی (ولیس معی)^۴ ولا معہ احد قال: اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ایہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من باع عبدا وله مال فإله للذی باعه الا ان یشرط المبتاع، (ومن باع نخلا بعد ان تویر قمرها للبائع الا ان یشرطه المبتاع)^۵ ۰

۶۱۴— حدثنا الحمیدی قال: ثنا الزہری قال: اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ایہ قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حذو منکبیه، واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الركوع فلا یرفع ولا ین السجدة^۶ ۰

۶۱۵— حدثنا الحمیدی قال: ثنا الولید بن مسلم قال: سمعت زید بن

(۱) اخرجه البخاری من طریق نافع، و الترمذی من طریق سالم عن ابن عمر (ج ۱ ص ۱۷۹) ۰

(۲) اخرجه البخاری فی النکاح من طریق سفیان وفی الصلوۃ من طریق معمر وطریق آخر ۰

(۳) فی الاصل 'ترونه'، وفی ظ 'یرون' ۰

(۴) سقط من الاصل زدناه من ع و ظ ۰

(۵) ما بین القوسین سقط من الاصل زدناه من ع و ظ ۰

والحدیث اخرجه البخاری تاما من طریق اللیث عن الزہری عن سالم (ج ۵ ص ۳۲) ۰

(۶) اخرج البخاری اصل الحدیث من طریق یونس عن الزہری واما رواۃ سفیان عنه فاخرجها احمد فی مسنده و ابو داؤد عن احمد فی سننه لکن رواۃ احمد عن

[illegible]

مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس

حیدر بن حمید بن قیس قال سمعت رسول الله ﷺ يقول
 قال رسول الله ﷺ عن ابنه انه سمع رسول الله ﷺ يقول
 علم من علم علي بن ابي طالب من جوامع الجفوة قال رسول
 حيدنا الحميدي قال يا سفيان قال يا عبد الله
 رثا عن علي بن محمد عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال
 حيدنا الحميدي قال يا سفيان قال يا عبد الله
 امته واتوب السخني عن عمر نافع عن ابن عمر عن النبي
 صلى الله عليه وسلم انه قال حيدنا الحميدي قال حيدنا
 سفيان قال يا الزهري عن سالم عن ابنه قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلالا يؤذن بليل
 فيقول اذ استأذنتني سمعوا اذان ابن ابي نفوس
 حيدنا الحميدي قال يا سفيان قال يا الزهري
 عن سالم عن ابنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 اذا استأذنت احدكم امرا فامروا بالشيء فلا يمنعها قال
 سفيان دون ابنه بالليل حيدنا الحميدي قال حيدنا
 سفيان قال يا الزهري وحيد في ليس في ولا معه
 لحد قال اخبرني سالم عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قال فبايعوا معا او لم قال فوالله للذي
 باعه الا ان يشترطه المبتاع ومن باع نكلا بعد ان يتوثر
 فمهرها للبائع الا ان يشترطه المبتاع ومن باع نكلا
 ان يتوثر حيدنا الحميدي قال يا سفيان قال يا الزهري
 قال اخبرني سالم عن ابنه عن ابنه قال يا ابنه
 انه صلى الله عليه وسلم اذا افتخى العلاء رفع يديه حين
 عنقه واذا اراد ان يتركه واعد ما يرفع راسه
 من الرفع ويطرف به من الرفع حيدنا

بلاد عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس

۶۲۶- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، قال: أخبرني سالم بن عبد الله،

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ^(۱).

۶۲۷- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا (ع: ۱۸۳) الوليد بن مسلم قال: سمعت زید ابن واقد يحدث عن نافع،

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصْبَةً ^(۲) حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ ^(۳).

۶۲۸- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري قال: حدثني سالم عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ^(۴).

۶۲۹- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، عن سالم، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ» ^(۵).

(۱)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في الأذان (۷۳۵) باب: رفع اليدين في التكبير الأولى مع الإفتتاح سواء، ومسلم في الصلاة (۳۹۰) باب: استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبير الإحرام. وقد استوفينا تخريجها في «مسند الموصلي» برقم (۵۴۲۰، ۵۴۸۱، ۵۵۳۴، ۵۵۶۴)، وفي «صحيح ابن حبان» برقم (۱۸۶۱) و (۱۸۶۴، ۱۸۶۸، ۱۸۷۷) .

(۲)- حصبة: رماه بالحصا.

(۳)- إسناده صحيح، ونسبه الحافظ في الفتح ۲ / ۲۲۰ إلى البخاري في جزء رفع اليدين.

(۴)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في تقصير الصلاة (۱۰۹۱) باب: يصلي المغرب ثلاثاً في السفر - وأطرافه (۱۰۹۲، ۱۱۰۶، ۱۱۰۹، ۱۱۶۸....) -، ومسلم في صلاة المسافرين (۷۰۳) باب: جواز الجمع بين الصلاتين في السفر.

ولتمام التخريج انظر «مسند الموصلي» (۵۴۲۲، ۵۴۳۰، ۵۴۸۵).

(۵)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في فضائل القرآن (۵۰۲۵) باب: اغتباط صاحب القرآن، وفي التوحيد (۷۵۲۹)، ومسلم في صلاة المسافرين (۸۱۵) باب: فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه. =

المستخرج لابن نعيم الاصبهاني كالعكس

١٢ ————— الجزء الرابع من المسند المستخرج على صحيح مسلم

٦٨ - باب في رفع اليدين في الصلاة

٨٥٦- حدثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ،
وحدثنا فاروق ، ثنا أبو مسلم ، ثنا القعني ح ، وحدثنا أبو بكر الطلحي ، ثنا عبيد بن غنام ، ثنا أبو
بكر بن أبي شيبة ، وحدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ، ثنا أبو حصين ، ثنا يحيى بن عبد الحميد ح ،
وحدثنا محمد بن إبراهيم ، ثنا أحمد بن علي بن المتي ، ثنا زهير بن حرب ، وإسحاق بن أبي
إسرائيل ح ، وحدثنا أبو علي مخلد بن جعفر ، ثنا الفريابي ، ثنا قتيبة ح ، وحدثنا أبو محمد بن
عبدان ، ثنا عثمان بن أبي شيبة ، وأبو بكر بن خلاد وزيد بن الحريش ، وحدثنا أبو علي الصواف ،
ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني أبي ، قالوا : ثنا سفيان بن عينة ، ثنا الزهري ، أخبرني سالم
ابن عبد الله ، عن أبيه قال : « رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حلو متكبيه وإذا أراد أن
يركع ويعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدين »^(١) . اللفظ للحميدي .

رواه مسلم عن يحيى بن يحيى ، وسعيد بن منصور ، وأبي بكر بن أبي شيبة ، وعمرو الناقد ،
وزهير بن حرب ، وابن نمير كلهم عن سفيان .

٨٥٧- أخبرنا سليمان بن أحمد ، ثنا إسحاق ، ثنا عبد الرزاق ، عن ابن جريج ، حدثني
ابن شهاب ، عن سالم ، عن ابن عمر قال : « كان نبي الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يكونا
حلو متكبيه ثم يكبر فإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حتى
يرفع رأسه من السجود »^(٢) .

رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق .

٨٥٨- حدثنا أبو بكر بن خلاد ، ثنا أحمد بن إبراهيم بن ملحان ، ثنا يحيى بن بكير ،
ثنا الليث بن سعد ، حدثني عقيل ، عن الزهري ، عن سالم بن عبد الله أن عبد الله بن
عبيد قال : « كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى يكونا حلو متكبيه ثم
كبروا وإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حتى

= [٤١٩/٢] الحديث [٨١٥٩] .

(١) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [٢٩٢/١] الحديث [٣٩٠/٢١] . والنسائي في كتاب الصلاة [٣٥/٢] الحديث [٢٥٥] . والنسائي في كتاب افتتاح الصلاة [١٤٢/٢] باب : رفع اليدين للركوع حله للفتن .
رواه ماجه في كتاب إقامة الصلاة [٢٧٩/١] الحديث [٨٥٨] . والإمام أحمد في مسنده [١٢/٢] الحديث [٤٥٣٩] .

(٢) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [٢٩٢/١] الحديث [٣٩٠/٢٢] . والبيهقي في الكبرى في كتاب الصلاة [٣٦/٢] الحديث [٢٣٠١] .

مسند الحمیدی کے دونوں قلمی قدیم نسخوں میں لکھا ہوا ہے کہ
 رأیت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه وإذا
 أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدةتين.
 اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ دیوبندیہ میں فلا یرفع کا اضافہ ہندوستانی کا تب یا
 نسخ کا خود ساختہ ہے جیسا کہ حال ہی میں مصنف ابن ابی شیبہ کو کراچی میں جب بمبئی کے
 طبع شدہ نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا گیا تو اس میں بھی متعصب دیوبندی ناشر نے سیدنا واکل
 بن حجرؒ کی روایت کے آخر میں تحت السورة کے خود ساختہ الفاظ بڑھا دیئے۔
 مسند حمیدی کی اس روایت کی سند میں جلدی اور غلطی کی وجہ سے حدثنا سفیان کے
 الفاظ بھی چھوڑ دیئے گئے تھے جس کا احساس معلق کو بہت بعد میں ہوا کیونکہ غلطیوں کا جو
 چارٹ کتاب کے آخر میں ہے اس میں بھی اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا ہے۔
 نسخہ ظاہریہ تمام نسخوں سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے اور ایک دوسرے نسخے میں بھی
 یہ روایت نسخہ ظاہریہ کی طرح ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی (رفع یدین والی موقوف)
 روایت کو امام حمیدی نے ایک اور سند سے بھی بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا
 عبداللہ بن عمرؓ رفع یدین کو ضروری (واجب) سمجھتے تھے۔
 اسی روایت کے بعد امام الحمیدی کا عبداللہ بن عمرؓ کے اس عمل کا ذکر کرنا کہ ”وہ
 رفع الیدین کے تارک کو اس وقت تک کنکریوں سے مارتے تھے جب تک وہ رفع الیدین نہ
 کرنے لگتا۔“ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام الحمیدی، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی
 اثبات رفع الیدین کی حدیث اور پھر ان کا عمل ذکر کر کے گویا اس مسئلے پر مہر ثبت کرنا چاہتے
 ہیں اور اسی بنا پر امام الحمیدی خود بھی رفع الیدین پر عمل پیرا تھے۔
 اسی حدیث کو امام ابو عوانہ نے سفیان کے دوسرے شاگردوں سے نقل کرنے کے بعد
 امام حمیدی کی سند سے بھی اس حدیث کے ابتدائی الفاظ نقل کر دیئے اور پھر مشلہ کہہ کر اشارہ
 کر دیا کہ امام حمیدی کی حدیث کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ

فلا یرفع کے الفاظ غلط اور مردود ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ

- ① مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ کی متنازعہ عبارت محرف اور مصحف ہے۔
 - ② دیگر ثقہ راویوں نے اسے سفیان بن عیینہ سے رفع الیدین عند الركوع وبعده کے اثبات کے ساتھ روایت کیا ہے لہذا اگر یہ عبارت مسند الحمیدی کے تمام قلمی نسخوں میں بھی موجود ہوتی تو بلا شک و شبہ تصحیف و خطا فاحش تھی۔
 - ③ چونکہ ابتدائی صدیوں میں اس خود ساختہ روایت کا نام و نشان تک نہیں تھا اس لیے اسے کسی نے بھی پیش نہیں کیا۔
 - ④ جن لوگوں نے زوائد پر کتابیں لکھیں ہیں مثلاً المطالب العالیہ فی زوائد المسانید الشمائیہ لابن حجر (وفیہا مسند الحمیدی) اور اتحاف السادة المہرۃ الخیرۃ للبوصیری۔ ان میں سے کسی نے بھی اس روایت کو پیش نہیں کیا، اگر ہوتی تو پیش کرتے۔!
 - ⑤ مکتبہ طاہریہ کے مسند الحمیدی کے قدیم مخطوطے میں یہ حدیث علی الصواب (رفع الیدین عند الركوع وبعده کے اثبات کے ساتھ) موجود ہے۔
 - ⑥ حافظ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی نے مسند ابی عوانہ (ج ۲ ص ۹۱) میں اسے امام شافعی اور امام ابوداؤد کی روایت کے مثل قرار دیا ہے۔
- امام شافعی کی روایت عند الركوع اور بعده کے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ ”کتاب الام“ میں موجود ہے۔ [ج ۱ ص ۱۰۳ ط بیروت]
- ابوداؤد (غالباً الحرانی) کی بواسطہ علی (بن عبد اللہ المدینی) والی روایت ہمیں نہیں ملی مگر سنن ابی داؤد میں احمد بن حنبل والی روایت اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعده کے ساتھ موجود ہے۔ [سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۱۱ ح ۷۲۱]
- اور علی بن عبد اللہ (المدینی) والی روایت اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعده کے ساتھ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے۔ [ص ۲۱۷ ح ۲]

④ اس حدیث کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین باسند صحیح ثابت ہے۔ [دیکھئے سنن ترمذی ج ۲ ص ۳۹ حدیث ۲۵۶ تحقیق احمد شاکر]

⑤ امام حمیدی بھی رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے قائل ہیں۔ [جزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۵ ج ۱ تحقیق]

خلاصہ یہ ہے کہ مسند الحمیدی میں زہری عن سالم عن ابیہ والی روایت رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ ہے۔ نفی کے ساتھ نہیں ہے۔ لہذا نسخہ دیوبندیہ کی خود ساختہ اور خانہ ساز عبارت موضوع و باطل ہے اور اسے پیش کرنا انتہائی ظلم، پرلے درجے کی خیانت اور سب سے زوری ہے۔

⑥ اس تحقیق کے بعد المستخرج لابی نعیم الاصبہانی (ج ۲ ص ۱۲) دیکھنے کا موقع ملا، وہاں بھی یہ روایت مسند حمیدی کی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں اثبات رفع الیدین ہے، نفی نہیں۔ والحمد للہ

⑦ مسند حمیدی جو شام سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی رفع الیدین کرنے والی حدیث موجود ہے اور نہ کرنے کا کوئی نام و نشان نہیں۔ [دیکھئے ج ۱ ص ۵۱۵ ج ۲ ص ۶۲۶]

مسند ابی عوانہ اور حدیث رفع الیدین

اس سلسلہ میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب کا ایک کتابچہ ”مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ“ کافی عرصہ پہلے شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈیوی صاحب کے شبہات و اوہام کے مسکت اور تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔

چونکہ اس (حدیث) کو امام ابو عوانہ نے تین راویوں سے بیان کیا ہے۔ لہذا یہ تین حدیثوں کے حکم میں ہے۔ اس لیے امام ابو عوانہ (الاسفرائینی) نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ روایات کے اختلاف کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔ کسی نے کہا: ”یحاذی بہما“ (منکیہ) اور کسی نے کہا: ”حذو منکیہ“ اسی طرح کسی نے کہا: ”لا یرفعہما“

(بین السجدتین) اور کسی نے کہا: ”لا یرفع“ (بین السجدتین)
لیکن ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ امام ابو عوانہ نے کہا: ”والمعنی واحد“
یعنی معنی (مطلب) ایک ہی ہے۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ (جو کہ مسند ابی عوانہ والی
حدیث کے بنیادی راوی ہیں) سے چھ ثقہ راوی ”لا یرفعہما بین السجدتین“ کا لفظ
ذکر کرتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ ”لا یرفع بین السجدتین“ کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس

مسند ابی عوانہ ۹۰ ج ۲

مالک ابی عوانہ
عن ثابت عن انس قال ما طعت خلف احد خلف صلاة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وان كان يسبح بكاء الصبي فيصنف عاقبة ان
تقن له.

حدثنا يونس بن حبيب قال ابو داود قال ثنا حماد بن سلمة
عمر بن الخطاب عن انس قال ما طعت خلف احد خلف صلاة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في عام وكلفت صلاة ابى بكر متعارة فلما كان
عمر مدلى القبر.

فتاویٰ رفع البیضین

فی افتتاح الصلاة قبل التكبیر بخاء منکبیه والركوع و لرفع رأسه
من الركوع و انه لا یرفع بین السجدتین.

حدثنا عبد الله بن ايوب القري وسد ان بن عمرو وشبيب

ابن عمرو في آخرين قالوا ثنا سفیان بن عیینة عن الزهري عن سالم عن
ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع
يديه حتى يجاذي بهما قال بعضهم خلوص منکبیه واذا اراد ان يركع
ومعد ما رفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع

بین السجدتین والمعنی واحد، حدثنا الزهري عن سفیان بن عیینة عن الثعلبي عن
ابن عیینة بنحوه ولا قبل ذلك بین السجدتین حدثني ابو داود قال ثنا
علي قال ثنا سفیان ثنا الزهري عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يتله.

مسند ابی عوانہ ۹۱ ج ۲

حدثنا الصائغ بمكة قال ثنا الجدي قال ثنا سفیان عن
الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يتله.

حدثنا الربيع قال ثنا الثعلبي ان مالك (۸) اخبره عن ابن
شهاب عن سالم عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح
الصلاة رفع يديه حتى يركع ومنكبيه واذا رفع رأسه من الركوع
رفعهما وكان لا قبل ذلك في السجود.

حدثنا اسحاق بن ابراهيم الصائغ قال ابى عبد الرزاق قال
اخبرني ابن جريج قال حدثني ابن شهاب عن سالم ان ابن عمر
كان يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة
رفع يديه حتى تكو ناخذ ومنكبيه، ثم كبر واذا اراد ان يركع
قل مثل ذلك واذا رفع من الركوع قل مثل ذلك ولا قبله حين
يرفع رأسه من السجود.

حدثنا يوسف بن مسلم قال ثنا حجاج قال ثنا الليث عن
عقل عن ابن شهاب باسناد بهنوه وفيه رفع يديه ثم تكبير.
حدثنا ابو محمد يحيى بن اسحاق بن سافري واحد بن الوليد
الهام قال اننا زكريا بن عدی قال ابنا ابن المبارك عن يونس
ومسرور وعبد الله بن عمرو محمد بن ابی حفصة عن الزهري عن سالم
عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه اذا

كذا

ما علمت واما ما لم يحق خلافة ولا ايام من رسول الله صلى الله عليه
وآله وان جاز لمع بدا النبي فحقت خلافة ان يقتل منه
حدثا او من من حبيب اخر ما لم يدار اجزا ما دون شهيد عن ما بين ان
الاول ما علمت طاعت من الحق خلافة من رسول الله صلى الله عليه
وآله نام وذات خلافة من رسول الله صلى الله عليه وآله
عنه من يد العبد

[illegible]

حدثنا عبد الله بن ابي رجب الحرزي في نسخة من بعض شيوخه عن
 شيخه الحرزي قال اخبرنا عثمان بن عيسى عن الزهري عن سالم عن ابيه
 قال اتيته بولاءه صلى الله عليه وسلم اذ اتى فتح القلعة فرفع يديه حتى
 يجاذي بها وقال بعضهم هذا عليه واذا اريد ان يركع وتعد
 ما يركع منه من الارض وقال بعضهم لا يركع من السجدة
 والمبين العبد **حدثنا** ابراهيم بن سليمان عن ابي عبيد
 بن عيسى بن يحيى قال سئل عن السجدة **حدثنا** ابو داود
 اخبرنا يحيى بن عثمان قال اخبرنا الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه
 قال رأت رسول الله صلى الله عليه وسلم سجد **حدثنا** ابراهيم
 بن عيسى اخبرنا محمد بن عثمان قال اخبرنا الزهري قال اخبرني سالم عن
 ابيه رأت رسول الله صلى الله عليه وسلم سجد **حدثنا** ابراهيم

مسند ابی عوانہ سندھی مخطوطے کا عکس

تخصف الصلاة ۵ **حدیث** الصفاق بن ابی الدنیا مالا ساجیدہ عن ابی القریب
 ساجد بن زید والیہا عبد العزیز عن ابی القریب عن ابی ساجد عن ابی القریب عن ابی القریب
 وریثہ **حدیث** یوسف بن مسلم قال ما یحتاج من شعب من مشاہدہ عن ابی القریب عن ابی القریب
 عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 الناس صلاہ فی عام ۵ **حدیث** احمد بن محمد بن ابی بکر القندی عن عبد الوہاب بن عبد اللہ
 ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 صلاہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عام ۵ **حدیث** عمر بن زبیر عن ابی القریب
 قال ما زادہ عن الخضر عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 قلیکم ۵ **حدیث** عبد اللہ بن سعید بن خدیج عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 قال عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 ولا تقرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان شئت ایسبح بحمداً العلی فی حقیقۃ الخلق
حدیث ابو سعید خدری عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عام ۵ **حدیث** وحاتم بن اسود عن ابی القریب عن ابی القریب
بیان رفع البدن فی افتتاح الصلاة
 قبل التہنیر بحفا عند عبیدہ بن الجراح عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
حدیث عبد اللہ بن زبیر عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 سفین بن عبیدہ عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 الصلاة رفع بدنه حتی یرای ہما وقال عبیدہ عن ابی القریب عن ابی القریب
 رفع راسہ من الدعوی فکلمہ بریدہ ۵ **حدیث** ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
حدیث ابی سعید بن زبیر عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
حدیث ابو داود عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب
 صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب عن ابی القریب

مسند ابی عوانہ کی اس حدیث کے ایک راوی سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے۔ (سعدان تک سند بلا شک صحیح ہے)

اس میں ہے: ”رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع من الركوع ولا يرفع بين السجدين“ [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹]

لہذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے۔ اس لیے ”الحافظ الثقة الكبير“ امام ابو عوانہ اس کو باب ”رفع الیدین فی افتتاح الصلوة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع وأنه لا يرفع بين السجدين“ کے باب میں لائے ہیں۔

بعض نا سمجھ لوگوں نے ”لا يرفعهما“ کو کچھلی عبارت سے لگا دیا ہے حالانکہ دلائل ان کی واضح تردید کرتے ہیں:

① مسند ابی عوانہ کے مطبوعہ نسخہ سے عمدًا سہواً ”واو“ گرائی گئی ہے یا گر گئی ہے۔ یہ ”واو“ مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخوں اور صحیح مسلم وغیرہما میں موجود ہے۔ (علامہ سید احسان اللہ شاہ الراشدی پیر آف جھنڈا کے نسخہ میں یہ واو موجود ہے بلکہ مدینہ طیبہ کے نسخہ میں بھی واو موجود ہے۔ والحمد للہ)

② سعدان کی روایت بھی اثبات رفع الیدین کی تائید کرتی ہے۔

③ ابو عوانہ کی تبویب بھی اسی پر شاہد (گواہ) ہے۔

④ امام شافعی، امام ابو داؤد اور امام حمیدی کی روایات بھی اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعده کے ساتھ ہیں جن کے بارے میں ابو عوانہ نے ”نحوہ“.... ”بمثله“... اور ”مثله“ کہا ہے۔

⑤ اس حدیث کو سابقہ حنفی علماء مثلاً زلیعی (وغیرہ) نے عدم رفع الیدین کے حق میں پیش نہیں کیا۔ اس وقت تک یہ روایت بنی ہی نہیں تھی، لہذا وہ پیش کیسے کرتے؟!

معلوم ہوا کہ اس روایت کے ساتھ عدم رفع پر استدلال کرنا غلط، باطل اور چودہویں صدی کی ”بدعت“ ہے۔

مسند ابی عوانہ قدیم دور میں بھی مشہور و معروف رہی ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اس کی محولہ بالا عبارت کو ترک و عدم رفع الیدین کے بارے میں نہیں پیش کیا۔

مدونہ کبریٰ کی ایک روایت

سابقہ صفحات پر گزر چکا ہے کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے عند الرکوع وبعده کے رفع الیدین کی روایت کا اثبات تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔ [دیکھئے ص ۶۸]

بعض لوگوں نے اس کے خلاف ”المدونۃ الکبریٰ“ کی ایک روایت پیش کی ہے۔

عن ابن وهب وابن القاسم عن مالك عن ابن شهاب عن سالم عن

أبيه أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح

الصلوة

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (سیدنا) رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

[المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱ بحوالہ معارف السنن ج ۲ ص ۳۹۷ محمد یوسف بنوری کوثری دیوبندی، نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۶۰، ۶۱]

اس روایت کو کسی قابل اعتماد محدث نے رفع الیدین کے خلاف پیش نہیں کیا اور نہ کوئی عقل مند اسے پیش کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ استدلال کئی وجہ سے مردود ہے:

① یہ حدیث مختصر ہے۔ اس میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں اور عدم ذکر نفی ذکر کے لیے مستلزم نہیں ہوتا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② امام مالک سے رفع الیدین کی روایت متواتر ہے۔

③ ابن وهب عن مالك عن (ابن شهاب) الزهري والی روایت السنن الکبریٰ (۶۹/۲)

میں موجود ہے۔ اس میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کا اثبات ہے۔

ابن وہب تک بیہقی کی سند بالکل صحیح ہے۔

④ ابن القاسم کی روایت میں بھی عند الکرکوع وبعده رفع الیدین کا اثبات ہے (التمہید ۲۱۰/۹، ۲۱۱ معلقاً) ابن القاسم کی روایت موطاً امام مالک (روایت ابن القاسم) میں بھی موجود ہے۔ [ص ۱۱۳ ج ۵۹]

⑤ امام ابن شہاب الزہری سے رفع الیدین کے اثبات کی روایات متواتر ہیں (کما تقدم) لہذا اس ”عدم ذکر“ والی روایت سے دلیل پکڑنا باطل ہے۔

⑥ بذات خود کتاب مدونہ کبریٰ کی سند اور توثیق محل نظر ہے۔
”المدونة الكبرى“ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ ”سخون“ تک متصل سند نامعلوم ہے لہذا یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد بن صبیح بن الحداد المغربی (صاحب سخون) جو کہ مجتہدین میں سے تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲/۱۴۵/۲۰۵] انھوں نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ [ایضاً ص ۲۰۶]

وہ مدونہ کو ”مدودہ“ (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔ [العمر فی خبر من غیر ۲/۱۲۲] الشیخ ابو عثمان اہلسنت کے اماموں میں سے تھے۔ آپ ۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ اس بے سند کتاب کے دوسرے مسئلے بھی دیوبندی حضرات نہیں مانتے، مثلاً ج ۱ ص ۶۸ پر لکھا ہوا ہے:

☆ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سرّاً بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔

☆ بقول المدونۃ الکبریٰ: امام مالک کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ ہے۔ [ج ۱ ص ۷۶] ان مسائل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

عبداللہ بن عون الخراز کی روایت

بعض لوگوں نے درج ذیل روایت کو پیش کیا ہے:

”عن عبد الله بن عون الخراز: ثنا مالك عن الزهري عن سالم عن

ابن عمر أن النبي ﷺ كان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ثم لا يعود

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین اس وقت کرتے

جب شروع کرتے پھر رفع الیدین کرنے کے لیے نہ لوٹتے تھے۔“

[الخلافيات للبيهقي، بحوالہ نصب الراية ۴۰۴/۱، نور الصباح، تصنیف حبیب اللہ ڈیوی دیوبندی ص ۶۱، ۶۲]

اول:

۱: امام ابو عبداللہ الحاکم نے (اس روایت کے بارے میں) کہا:

”هذا باطل موضوع ولا يجوز أن يذكر إلا على سبيل القدر فقد

روينا بالأسانيد الصحيحة عن مالك بخلاف هذا“

یہ (روایت) باطل موضوع ہے۔ اس کا ذکر سوائے اسے بُرا کہنے (جرح کرنے)

کے جائز نہیں ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ صحیح اسانید کے ساتھ امام مالک سے اس کے

خلاف (اثبات رفع الیدین) ہم تک روایت کیا گیا ہے۔ [نصب الراية ۴۰۴/۱]

(امام حاکم کے بارے میں) حافظ ذہبی نے کہا:

”الإمام الحافظ الناقد العلامة شيخ المحدثين“ [سير اعلام النبلاء ۱۷۳/۱۷۴]

اور کہا:

”وصنف وخرج وجرّح وعدّل وعلّل وكان من بحور العلم على

تشيع قليل فيه“ [اليناص ۱۲۵]

خطیب بغدادی نے کہا: ”وكان ثقة“ [تاریخ بغداد ۴۷۳/۵]

امام حاکم صدوق ہیں، لیکن مستدرک میں وہ ساقط (موضوع وضعیف) احادیث کی

تصحیح کرتے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۶۰۸/۳]

امام حاکم متساہل تھے۔

[ذکر من یعتد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی ۱۵۹/۲، المتکلمون فی الرجال للسخاوی ص ۱۳۷]

متساہل جس روایت کو باطل و موضوع کہہ دے وہ (روایت عام طور پر) انتہائی پرلے درجے کی موضوع و باطل ہوتی ہے۔

حافظ ذہبی نے امام حاکم کو ”الحافظ الکبیر“ اور ”إمام المحدثین“ کہا۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۲۷ بحوالہ احسن الکلام ج ۱ ص ۱۰۴ طبع بار دوم مصنف سرفراز خان صفدر دیوبندی]

۲۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر الدمشقی المعروف بابن القیم الجوزیہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے کہا:

”ومن شہد روایح الحدیث علی بعد: شہد باللہ أنه موضوع“

جس نے حدیث کی خوشبودار سے بھی سونگھی ہے وہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہے

کہ یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے۔ [المنار المین فی الصحیح والضعیف ص ۱۳۸]

حافظ ابن قیم کے بارے میں علماء کی چند آراء ملاحظہ فرمائیں:

① ابن رجب الدمشقی نے کہا:

”وکان عارفاً بالتفسیر لا یجاری فیہ، وبأصول الدین، وإلیہ فیہما

المنتہی . والحدیث ومعانیہ وفقہہ ودقائق الإستنباط منه، لا یلحق

فی ذلک...“ [کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ ۲/۴۳۸]

② ابن کثیر الدمشقی نے کہا:

”صاحبنا الشیخ الإمام العلامة... وبرع فی علوم متعددة، لا سیما

علم التفسیر والحدیث والأصلین...“ [البدایہ والنہایہ ۱۴/۲۴۶]

③ ابن ناصر الدین الدمشقی نے کہا:

”الشیخ الإمام العلامة شمس الدین أحد المحققین...“

[الرد الوافر ۱۱۹]

④ ابن العماد الحنبلی نے کہا:

”الشیخ الحنبلی بل المجتہد المطلق المفسر النحوی الأصولی

المتکلم“ [شذرات الذہب ۱۶۸/۶]

نیز ملاحظہ فرمائیں: الدرر الکامیۃ للعسقلانی (۴۰۰/۳) والبدر الطالع للشوکانی (۱۴۳/۲)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ

”نوٹ: اکثر اہل بدعت حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی رفیع شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتے ہیں مگر حضرت ملا علی قاری الحنفی ان کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: وکانا من اکابر أهل السنة والجماعة ومن أولیاء هذه الأمة (جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۸ طبع مصر) اور حافظ ابن القیم کی تعریف کرتے ہوئے امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ پھولے نہیں سماتے (بغیۃ الوعاة)“ [المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص ۱۸۷]

۳: حافظ ربانی ابن حجر العسقلانی نے اس حدیث کے بارے میں کہا:

”وهو مقلوب موضوع“ [التلخیص الحیر ۲۲۲/۱]

حافظ ابن حجر کے بارے میں عبدالحی لکھنوی حنفی نے کہا: ”هو امام الحفاظ“

[غیث الغمام مع امام الکلام ص ۲۸]

حافظ ابن حجر کے بارے میں سرفراز صفدر صاحب لکھتے ہیں: ”حافظ الدنيا“

[راہ سنت ص ۳۹]

ابن العباد الحسنی نے کہا: ”شیخ الإسلام علم الأعلام أمير المؤمنين فی

الحديث حافظ العصر“ [شذرات الذہب ۲۷۰/۷]

کہا جاتا ہے کہ العراقی، اتقی الفاسی، البرہان الحلبي اور السخاوی وغیرہم نے ان کی

تعریف کی ہے۔ [ملاحظہ ہو ترجمہ ابن حجر مطبوع مع المطالب العالیین ج ۱ ص ۲۰۷]

الحاکم، ابن قیم اور ابن حجر نے متفقہ طور پر اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

حاکم سے (لے کر) ابن حجر تک کسی ایک محدث یا امام نے بھی اس حدیث کو صحیح نہیں کہا۔

حدیث کی تصحیح و تضعیف میں صرف محدثین کا قول ہی حجت ہے۔

(ثقة بالاجماع) عبدالرحمن بن مہدی نے کہا: معرفت حدیث الہام ہے۔

ابن نمیر نے کہا: ”ابن مہدی نے سچ کہا ہے۔ اگر میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے یہ بات کہاں سے لی ہے تو ان کے پاس جواب نہ ہوتا۔“

[علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹، وسندہ صحیح]

یہاں الہام سے مراد خاص پیشہ ورانہ تجربہ ہے، جس کی بدولت ایک جوہری و صراف فی البدیہہ طور پر جوہریازیورات کے بارے میں فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ اصلی ہیں یا جعلی۔ اس سے صوفیہ و مبتدعین کا الہام و کشف مراد نہیں جس سے وہ ”غیب کی خبریں“ اور قصص مکذوبہ لاتے ہیں، اس بات کو خوب سمجھ لیں۔

ابو حاتم نے کہا:

”مثل معرفة الحديث كمثل فص ثمنه مائة دينار و آخر مثله على

لونه ثمنه عشر دراهم“

حدیث کی پہچان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نگینہ ہے جس کی قیمت سو دینار ہے اور اسی جیسا اس کے رنگ پر ایک دوسرا نگینہ ہے جس کی قیمت دس درہم ہے۔

[علل الحدیث ۹/۱]

امام ابو حاتم نے کچھ روایات کو کذب و باطل اور (کچھ کو) صحیح کہا اور دلیل نہ بتا سکے۔ ابو زرہ نے انھی روایات کو باطل و کذب اور صحیح کہا تو سائل بڑا حیران ہوا۔ یہ پہچان ایسی ہے جیسے ایک جوہری سچے موتی اور جعلی موتی پہچان لیتا ہے۔

مفصل واقعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”تقدمة الجرح والتعديل“ [ص ۳۴۹، ۳۵۱]

غرض یہ کہ حدیث کی پہچان میں اس کے جوہریوں (محدثین) کا قول ہی حجت ہے۔

دوم:

امام بیہقی مصنف الخلفیات سے عبد اللہ بن عون الخراز تک سندنا معلوم ہے۔ عبد اللہ بن عون

الخراز ۲۳۲ھ کو فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۳۶۱/۱ و تقریب التہذیب: ۳۵۲۰]

امام بیہقی ۳۸۲ھ کو پیدا ہوئے۔ [الانساب للسمعانی ۴۳۹/۱ سیر اعلام النبلاء ۱۶۴/۱۸]

اگر کہا جائے کہ اسے بقول مغلطائی، امام بیہقی نے الخلافیات میں ”محمد بن غالب عن أحمد بن محمد البرقي عن عبد الله بن عون الخراز“ سے روایت کیا ہے۔ (کمانی/ ماتمس إلیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ تصنیف محمد عبد الرشید نعمانی دیوبندی ص ۴۸، تو جواب یہ ہے:

① مغلطائی بن قلیج الکجری کی عدالت نامعلوم ہے۔ بعض علماء نے اس کے ”اوام شنیعہ“ اور ”سوء فہم“ کی نشان دہی کی ہے۔ بعض شیوخ سے اس نے سماع کا دعویٰ کیا مگر کبار علماء نے اس کے دعویٰ کی تردید کی۔ [ملاحظہ ہولسان المیزان ۶/۷۷-۷۸]

ابن فہد المکی نے ”لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ“ صفحہ ۱۳۳ پر کہا: ”مغلطائی بن قلیج بن عبد الله البکجری الحنفی“ اور صفحہ ۱۳۶ پر کہا: ”وتکلم فیہ الجہابذہ من الحفاظ لأجل ذلك ببراهین واضحه“ مختصر یہ کہ اس متکلم فیہ، صاحب اوام شنیعہ، سنی الفہم اور غیر موثق شخص کی نقل احادیث متواترہ کے مقابلے میں مردود ہے۔

② محمد بن غالب اگر تہتمام ہیں تو ۲۸۳ھ کو فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۳/۱۴۶]

یعنی امام بیہقی کی ولادت سے ۱۰۱ سال پہلے فوت ہوئے۔ لہذا یہ منقطع روایت مردود ہے۔

سوم:

شیخ الاسلام امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ایک کتاب ”غرائب حدیث مالک“ لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ہر قسم کی (موضوع و باطل وغیرہ) روایات بھی اکٹھی کی ہیں مگر وہ اپنی اس کتاب میں مغلطائی کجری کی روایت نہیں لائے ہیں۔

[ملاحظہ ہونصب الرایۃ للریطبی ۴/۴۰۴]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت امام دارقطنی کے بعد وضع کر کے محمد بن غالب کے سر تھوپ دی گئی ہے۔

ترفع الایدی والی روایت

عن ابن أبي ليلى عن نافع عن ابن عمر (رفعه قال:) ترفع الأيدي في سبعة مواطن: عند افتتاح الصلوة واستقبال البيت والصفاء والمروة والوقفين والجمرتين “ [نصب الرأية ٣٩١/١]

رفع الیدین سات مقامات پر کیا جائے۔ ابتداء نماز کے وقت، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا اور مروہ پہاڑی پر قیام کے وقت، وقوف عرفہ اور مزدلفہ کے وقت، رمی الجمار کے وقت۔ [رفع الیدین کے خلاف ڈیروی صاحب کی کتاب ص ۶۸]

جواب:

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی ”محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ“ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى كاتعاف

بنيّة	جارج	جرح	ثبوت جرح	معدل	تعديل	ثبوت تعديل
1	شعبة	أفادني ابن أبي ليلى أحاديث فإذا هي	الجرح والتعديل	العجلي	صدوق ثقة	معرفة الثقات
2	زائدة	مقلوبة/ ما رأيت أحداً أسوأ حفظاً منه	322/7	يقوب بن سفيان	جائز الحديث	244,243/2
3	يحيى بن سعيد	(كان لا يروي عنه) (ترك حديثه)	// //	زائدة	ثقة عدل... ☆	تهذيب التهذيب بغير سند
4	أحمد بن حنبل	سَيِّئُ الحفظ مضطرب الحديث	(ص 323)	ترمذي	صحح له	الجرح 322/7
5	يحيى بن معين	ليس بذلك/ ضعيف	المجروح 245/2	الذهبي	حديثه في	ذيروي 165
6	أبو حاتم الرازي	محلّه الصدوق كان سَيِّئُ الحفظ	الجرح والتعديل	ابن القيم	وزن الحسن	تذكرة الخطا 171
7	أبو زرعة	إنما ينكر عليه كثرة الخطأ	// //	الهيثمي	حديثه حسن	ثيروي 165
8	الجزجاني	واهي الحديث سَيِّئُ الحفظ	أحوال الرجال: 86	ابن القيم	إن شاء الله	ثيروي 166
9	النسائي	ليس بالقوي في الحديث	الضعفاء للسنائي: 525			
10	ابن عدي	مع سوء حفظه يكتب حديثه	الكامل 2195/6			
11	سلمة بن كهيل	يكذب علي	الضعفاء للعللي 99/4			
12	الدارقطني	ثقة في حفظه شيء	السنن 124/1			
		ضعيف الحديث سَيِّئُ الحفظ	241/1			
		ردئ الحفظ كثير الوهم	263/2			
13	ابن حبان	ردئ الحفظ كثير الوهم	المجروحين 244/2			
		فاحش الخطأ... فاستحق الترك	//			
14	البيهقي	كثير الوهم	السنن الكبرى 24/1			
		ضعيف في الرواية لسوء حفظه	(334/5)			
		وكثرة خطائه				
15	زيبي	ضعيف	نصب الراية 318/1			
16	محمد بن طاهر المقدسي	أجمعوا على ضعفه	تذكرة الموضوعات 90,24			
17	الذهبي	صدوق سَيِّئُ الحفظ	ذويان الضعفاء 279			
		صدوق إمام سَيِّئُ الحفظ	ميزان الاعتدال 613/3			
18	ابن حجر	ضعيف	فتح الباري 214/4			
19	طحاوي	مضطرب الحفظ جداً	مشكل الآثار 226/3			
20	الهيثمي	ضعيف	مجمع الزوائد 78/1			
21	محمد بن إسحاق السعدي	يستحق أن يترك حديثه	المجروحين 246/2			
22	السايجي	سَيِّئُ الحفظ ☆	تهذيب بغير سند			
23	ابن جرير الطبري	لا يحتج به ☆	// //			
24	ابن خزيمة	ليس بالحافظ ☆	// //			
25	أبو أحمد الحاكم	عامّة أحاديثه مقلوبة ☆	// //			
26	ابن المديني	سَيِّئُ الحفظ واهي الحديث ☆	// //			
27	ابن القطان	سَيِّئُ الحفظ ☆	نصب الراية 182/2			
28	النووي	ضعيف	نصب الراية 84/4			
29	ابن الجوزي	كلهم ضعاف	نصب الراية 107/4			
30	المنذري	ثقة ردئ الحفظ كثيراً كذا قال	الترغيب 525/5			
		الجمهور فيه	بحواله ذيروي 165			
31	ابن حزم	سَيِّئُ الحفظ	المجلى 123/7			
32	السخاوي	سَيِّئُ الحفظ	القول المبدع 167,168			

ائمہ حدیث کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ علماء کی بہت بڑی اکثریت محمد ابن ابی لیلیٰ کو ضعیف، سی الحفظ اور کثیر الوہم کہتی ہے۔ بیہقی کے نزدیک وہ کثیر الخطاء تھے لہذا چند علماء کی توثیق مردود ہے۔ رہا بعض علماء کا اسے فقیہ قرار دینا تو یہ ثقاہت کی دلیل نہیں۔ زائدہ نے اسے فقیہ کہا اور پھر اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔

ذہبی اور بیہقی کے اقوال باہم متعارض ہیں لہذا ساقط ہیں۔ جن لوگوں نے اس کی توثیق کی ہے وہ اس کی ذات کے لحاظ سے ہے۔ یعنی ذاتی طور پر وہ سچا شخص تھا مگر بڑے حافظے اور کثرت اوہام و خطا کی وجہ سے ضعیف ٹھہرا۔

محمد بن ابی لیلیٰ اور حنفی وغیر اہل حدیث حضرات

ابن ابی لیلیٰ کو حنفی اور غیر اہل حدیث حضرات نے بھی مجروح قرار دیا ہے۔

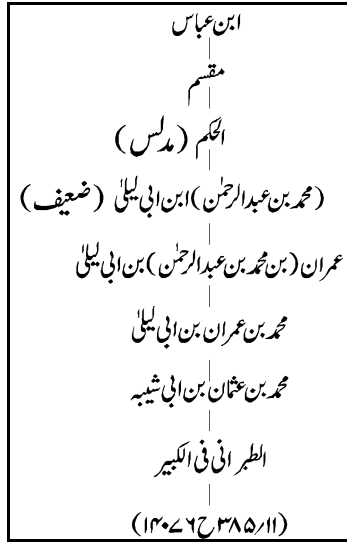
- ① طحاوی: مضطرب الحفظ جداً [مشکل الآثار ۳/۲۲۶]
- ② زیلعی: ضعیف [نصب الراية ۱/۳۱۸]
- ③ ابن الترمذی: ابن أبي ليلى متكلم فيه [الجوهر النقي ۷/۳۴۷]
- ④ النبیوی: ليس بالقوي [آثار السنن: ج ۳۲ کا حاشیہ]
- ⑤ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی: کثیر الوہم [بذل المجود ج ۳ ص ۳۷]
- ⑥ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب محمد ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فہو ضعیف عندی کما ذہب إلیہ الجمهور“

پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے اور جمهور کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ [فیض الباری ۳/۱۶۸]

- ④ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب بھی محمد ابن ابی لیلیٰ کو جمهور کے نزدیک ضعیف قرار دیتے ہیں۔ [معارف السنن ۵/۲۹۰]

محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ والی روایت کی دوسری سند



اسے محمد بن فضیل بن غزوان نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (ضعیف) سے موقوفاً بیان کیا

ہے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۹۶ ج ۱۵ ص ۷۷]

بعض راویوں نے ”رفع الییدی“ کے الفاظ بیان کئے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت مرفوعاً و موقوفاً ”لا ترفع“ اور ”ترفع“ سب الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے۔

متن پر بحث: اگر ہاتھ اٹھانا صرف ان سات مقامات پر ہی مقید ہے تو پھر

رفع الیدین کی مخالفت کرنے والے لوگ قنوت، عیدین اور دعائیں کیوں ہاتھ اٹھاتے ہیں؟

اگر ان مقامات کی تخصیص دیگر احادیث سے ثابت ہے تو رفع الیدین عند الرکوع

وعند الرفع منہ کی تخصیص صحیحین وغیرہا کی متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

خود سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح متواتر احادیث کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے

لہذا بعض الناس کا اس روایت باطلہ سے استدلال بھی باطل ہے۔

تنبیہ: رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے منع، نسخ یا ترک پر ایک بھی صحیح

(عند الجہور) صریح حدیث موجود نہیں ہے۔ رفع یدین کی مخالفت کرنے والے لوگوں کی پیش کردہ روایات یا تو ضعیف ہیں اور یا مجمل و مبہم، جن کی زد سے وہ خود بھی نہیں بچ سکتے۔

رفع الیدین پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث

[۲] وعن نافع أن ابن عمر كان إذا دخل في الصلوة كبر ورفع يديه

وإذا ركع رفع يديه وإذا قال: ((سمع الله لمن حمده)) رفع يديه وإذا

قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر إلى النبي ﷺ.

نافع (تابعی رحمہ اللہ) روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع

کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں

ہاتھ اٹھاتے اور جب سمح اللہ لمن حمدہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں

سے اٹھتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابن عمر اپنے اس عمل کو رسول اللہ ﷺ تک

مرفوع بیان کرتے۔

[صحیح بخاری ۱۰۲/۱ حدیث ۷۳۹، مشکوٰۃ ص ۷۵ ح ۷۹۴ شرح السنۃ للبخاری ۲۱/۳ ح ۵۶۰ وقال: ”هذه الحديث

صحیح“ / وحجۃ ابن تیمیہ فی الفتاویٰ الکبریٰ ۱۰۵/۲، و مجموع فتاویٰ ۲۲/۲۵۳ نیز محمد یوسف بنوری دیوبندی نے بھی

اسے صحیح قرار دیا ہے (معارف السنن ۲/۴۵۷) اور ابن خزیمہ سے اس کی تصحیح نقل کی ہے۔]

عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کا تعارف

نمبر شمار	معدل	تعدیل	ثبوت تعدیل	جارج	جرح	ثبوت جرح
1	یحییٰ بن معین	ثقة	الجرح والتعديل 28/6	ابن سعد	لم یکن بالقوي	طبقات 290/7
2	أبو زرعة الرازي	ثقة		فی الحدیث	
3	أبو حاتم	صالح الحدیث			
4	العجلي	بصري ثقة	معرفة الثقات 68/2			
5	ابن حبان	كان قدراً متقناً في	الثقات 131,130/7			
6	بخاري	الحدیث غیر داعية إليه				
7	مسلم	صحیح بخاری کا راوی ہے۔				
8	الذهبي	صحیح مسلم کا راوی ہے۔				
9	ابن حجر	صدوق قوي الحدیث	سير أعلام النبلاء 243/9			
☆	ابن نمير	ثقة	تقريب التهذيب ص 298			
10	بغوي	ثقة	التهذيب مقطوعاً 96/6			
11	ابن خزيمة	صحیح حدیثہ	شرح السنة 21/3			
12	الترمذي	صحیح حدیثہ	صحیح ابن خزيمة: 399			
13	ابن تيمية	حسن له	سنن الترمذي: 1158, 251			
14	البهقي	صحیح له	الفتاوى الكبرى 105/2			
		ثقة	(السنن الكبرى 137/2)			

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کے نزدیک عبدالاعلیٰ ثقہ ہے۔ صرف ابن سعد کا تب الواقدي نے اس پر جرح کی جس کو حافظ ابن حجر نے مردود قرار دیتے ہوئے کہا:

”هذا جرح مردود غير مبين السبب ولعله بسبب القدر وقد احتج به الأئمة كلهم“

یہ جرح مردود ہے، غیر واضح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مسئلہ تقدیر کے سبب یہ بات کی گئی ہو اور تمام اماموں نے عبدالاعلیٰ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔

[ہدی الساری ص ۴۱۵]

حافظ ذہبی نے الکاشف (۱۳۰/۲) میں اسے ”ثقة لكنه قدري“ لکھا اور سیر اعلام النبلاء میں کہا: ”تقرر الحال أن حديثه من قسم الصحيح“ یہ بات اس پر ٹھہر گئی ہے کہ عبدالاعلیٰ کی حدیث صحیح حدیث کی قسم سے ہوتی ہے۔ [۲۴۳/۹]

عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کی روایت کے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں:

شاہد نمبر ۱: عفان وحجاج بن منهال عن حماد بن سلمة عن أيوب عن نافع

- عن ابن عمرہ - [تعلیق العلین لابن حجر ۲/۳۰۵ و السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۳۰۷]
- حماد ثقہ تھے۔ [الجرح والتعذیل ۱۴۲/۳ عن ابن معین وسندہ صحیح] ان سے عفان و حجاج بن منہال کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے۔ [تہذیب الکمال للزیری مطبوع ۷/۲۵۸، ۲۵۷]
- لہذا عفان و حجاج کا ان سے سماع اختلاط سے پہلے کا ہے۔ پس اختلاط کا الزام مردود ہے۔
- آپ صحیح مسلم و سنن اربعہ کے مرکزی راوی ہیں مثلاً دیکھئے صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۶ ح ۵۹/۱۱۰ و ترقیم دار السلام: ۲۱۴، و ج ۱ ص ۵۷ ح ۷۵/۱۸۷ و ج ۱ ص ۹۱ ح ۲۵۹/۱۶۲ وغیرہ، حماد بن سلمہ پر جرح مردود ہے۔
- امام یحییٰ بن معین نے کہا: ”حماد بن سلمة ثقة“ حماد بن سلمہ قابل اعتماد راوی ہیں۔ [الجرح والتعذیل ۱۴۲/۳ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے تاریخ الدارمی: ۳۷ و سوالات ابن الجبید: ۲۷ اوقال: ثقہ ثبت]
- العجلی المعتدل نے کہا: ”بصري ثقة، رجل صالح، حسن الحديث“ [التاریخ بترتیب الیشی والسیکی: ۳۵۴]
- یعقوب بن سفیان الفارسی یا حجاج (بن منہال) نے کہا: ”وہو ثقة“ [کتاب المعرفة والتاریخ ۲/۶۶۱]
- انھیں درج ذیل محدثین نے بھی ثقہ و صحیح کہا ہے:
- ۱: احمد بن حنبل [سوالات ابن ہانی: ۲۱۳۰، ۳۱۳۱ و موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل ۱/۲۹۹]
 - ۲: ابن حبان [کتاب الثقات ۲/۶۱۶ و صحیح ابن حبان الاحسان: ۲۲، ۵۰۔۔۔]
 - ۳: ابن شہین [ذکر من اختلف العلماء و نقاد الحدیث فی ص ۴۱]
 - ۴: الترمذی [۷۲، ۷۳، ۳۰۷، ۱۲۳۸۔۔۔]
 - ۵: ابن الجارود [۲۶، ۱۰۷، ۱۲۴۔۔۔]
 - ۶: الحاکم [۶۰۸/۲ ح ۴۲۰۵ وغیرہ]
 - ۷: ابن خزیمہ [۲۰۸/۱ ح ۴۰۰ و ۳۶۰ ح ۱۴۱۲]
 - ۸: الساجی: ”کان حافظاً ثقة مأموناً“ [تہذیب التہذیب ۱۵/۳]
- حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ”الإمام الحافظ شيخ الإسلام“ [تذکرۃ الحفاظ ۲۰۲/۱ ت ۱۹۷]

”ولم ينحط حديثه عن رتبة الحسن“ اور اس کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گری ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۴/۲۴۶]

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: ”ثقة عابد أثبت الناس في ثابت ، وتغير حفظه بأخرة“

ثقة عابد تھے، ثابت (البنانی) سے روایت کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں، آپ کا حافظہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ [تقریب التہذیب: ۱۴۹۹]

صحیحین میں جس غلط و متغیر الحفظ راوی سے استدلال کیا گیا ہے اس کی دلیل ہے کہ اس کے شاگردوں کی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں (الایہ کہ تخصیص ثابت ہو جائے)۔

[دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح ص ۲۶۶ دوسرا نسخہ ۴۹۹]

خلاصہ یہ کہ روایت مذکورہ پر اختلاط کی جرح مردود ہے کیونکہ یہ اختلاط و تغیر سے پہلے کی ہے والحمد للہ

شہادہ نمبر ۲: ابراہیم بن طہمان عن ایوب بن أبی تمیمۃ و موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر بہ مختصراً . [تعلیق التعلیق ۳۰۶/۲ والسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۰۲]

مختصراً کا مطلب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ اور ابراہیم بن طہمان کی روایتوں میں تین مقامات پر رفع الیدین کا ذکر ہے۔ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں اور یہ مسلم ہے کہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔

ابراہیم بن طہمان ثقہ تھے۔ [میزان الاعتدال ۳۸۱]

محدث اسماعیلی کا بعض مجہول و نامعلوم مشائخ سے اس روایت کی تضعیف کرنا مردود ہے۔ صحیح بخاری کی روایات کو ضعیف کہنے کے لیے ”بڑی دلیری“ کی ضرورت ہے۔!

امام دارقطنی نے کتاب العلل میں عبدالاعلیٰ کی روایت کو ”الأشبه بالصواب“ قرار دیا ہے۔ [فتح الباری ۲/۷۶۲]

تنبیہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین بالکل ثابت نہیں ہے۔ ابوبکر بن عیاش

وغیرہ کی روایات وہم کی وجہ سے ضعیف و مردود ہیں، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

[۳] عن أبي قلابه أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ثم رفع يديه وإذا أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا.

ابوقلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ (سیدنا) مالک بن الحویرث (رضی اللہ عنہ) جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

[صحیح البخاری ۱۰۲/۱ ج ۳ ص ۷۷۷ مسلم ۱۶۸/۱ ج ۳ ص ۳۹۱ واللفظ له وترقیم دار السلام: ۸۶۴]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

صحیح ابن خزیمہ (۵۸۵ ج ۲۹۵/۱) صحیح ابن حبان (۱۸۷ ج ۵/۳) صحیح ابی عوانہ (۹۴/۲)

ابوقلابہ عبد اللہ بن زید ثقہ تھے۔ انھیں محمد بن سیرین تابعی اور ابو حاتم الرازی نے ثقہ کہا۔

[الجرح والتعذیل ۵۸/۵ وھو صحیح]

آپ کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ [الاستغناء فی اسماء المعروفین بالکئی ص ۹۲]

یہ حدیث سیدنا مالک بن الحویرث (رضی اللہ عنہ) سے ابوقلابہ اور نصر بن عاصم (دو تابعین) نے روایت کی ہے۔ ابوقلابہ سے خالد الحذاء اور اس سے خالد بن عبد اللہ الطحان اور اسماعیل بن علیہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

نصر بن عاصم سے قتادہ نے اور اس سے شعبہ، سعید بن ابی عروبہ، سعید بن بشیر، ہمام، عمران القطان، حماد بن سلمہ، ہشام اور ابو عوانہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

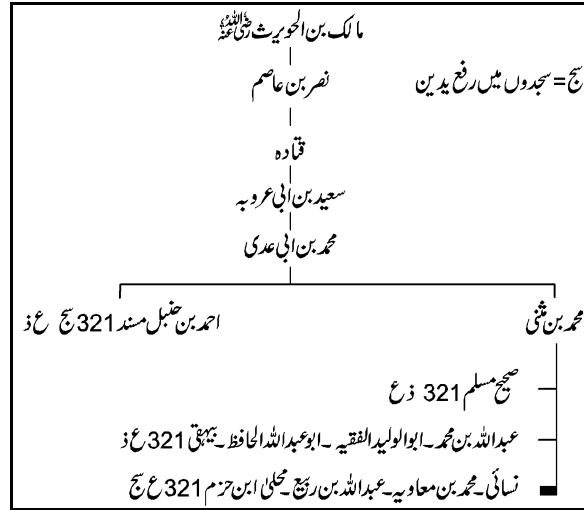
شعبہ سے عاصم بن علی، خالد، حفص بن عمر، یحییٰ بن سعید، ابوداؤد الطیالسی، سلیمان ابن حرب، ابن مہدی، ابوالولید الطیالسی، عبد الصمد اور آدم بن ابی ایاس نے روایت بیان کی ہے۔ ان میں سے کسی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ شعبہ کی

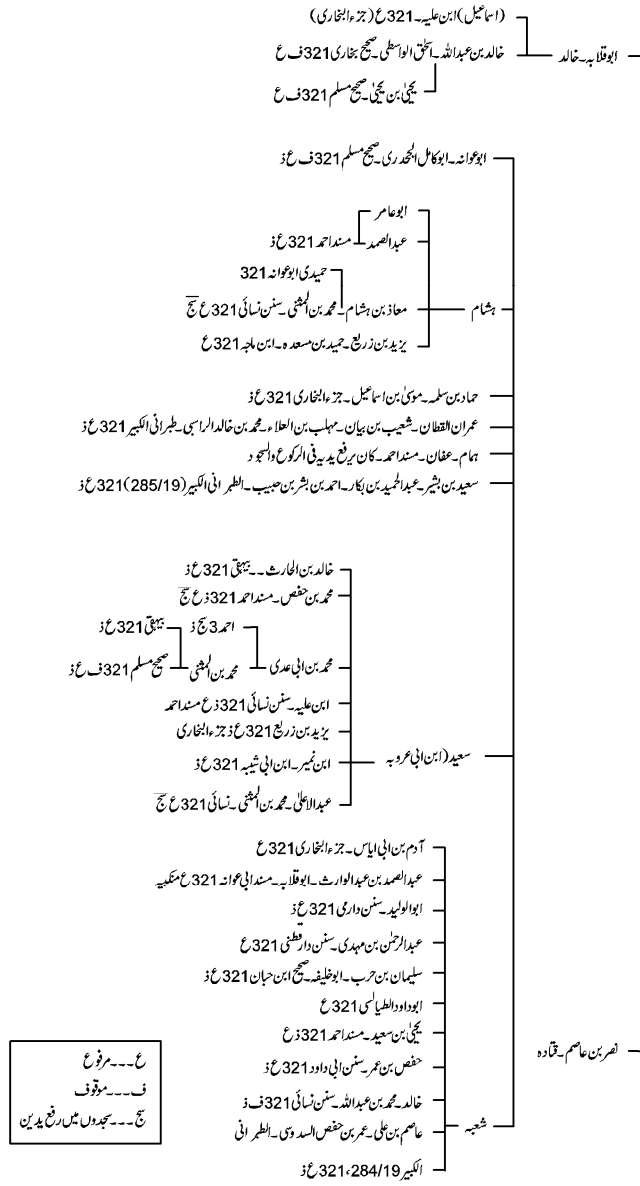
روایت قتادہ سے تصریح سماع پر محمول ہوتی ہے۔

سعید بن ابی عروبہ سے عبدالاعلیٰ، ابن نمیر، یزید بن زریع، ابن علیہ، ابن ابی عدی، محمد بن حفص اور خالد بن الحارث نے یہ روایت بیان کی ہے۔ بعض کی روایات میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے مگر قتادہ مدلس ہیں اور سجدوں میں رفع الیدین والے الفاظ میں ان کے سماع کی تصریح موجود نہیں ہے لہذا یہ روایات ضعیف ہیں۔ حماد، عمران اور سعید کی روایات میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ ہمام کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ فی الركوع (قبل الركوع) وفی السجود (قبل السجود) اذ ارفع راسہ من الركوع) لہذا یہ روایت اپنے منطوق پر صریح نہیں ہے۔ ہشام سے ابو عامر، عبدالصمد، یزید بن زریع اور معاویہ بن ہشام یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ صرف معاویہ بن ہشام کی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے۔ باقی تینوں کی روایات میں نہیں۔

فائدہ: سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بنولیت کے وفد میں غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے۔ دیکھتے فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۰ تحت ح ۶۲۸) ارشاد الساری للقسطانی (۱۶/۲)

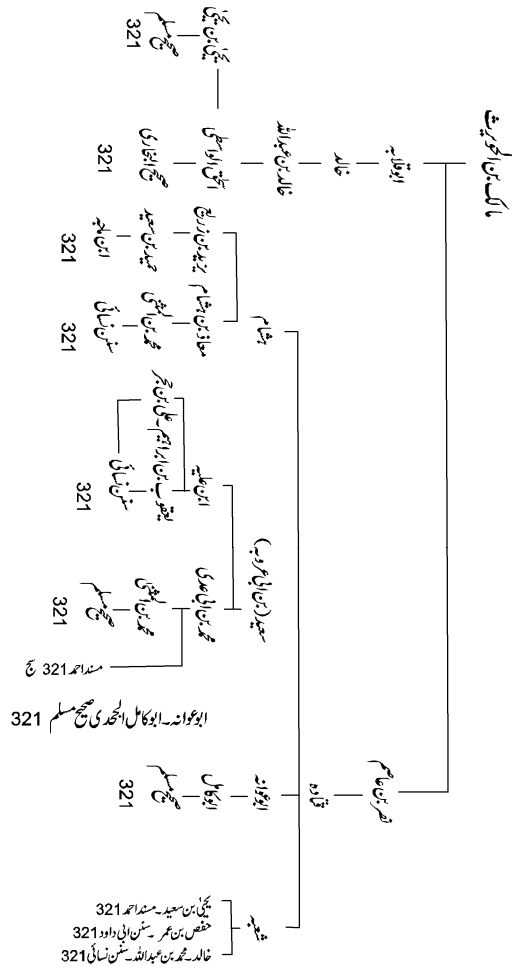
غزوہ تبوک ۹ ہجری میں ہوا تھا۔ دیکھتے فتح الباری (۸/۱۱۱ ح ۴۳۱۵)





ع۔۔۔ مرفوع
ف۔۔۔ موقوف
ح۔۔۔ سجود میں رتخ یا ین

انور شاہ کاشمیری دیوبندی کہتے ہیں: ”و شعبة في النسخة غلط“ الخ
 اور (سنن نسائی کے) نسخہ میں شعبہ (کا لفظ) غلط ہے الخ (نیل الفرقین ص ۳۲)
 یہ عبارت حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے نقل کر کے اس پر حسبِ عادت نیش زنی کر رکھی
 ہے۔ [دیکھئے نور الصباح ص ۲۳۰]



محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب نے کہا:

” تنبيه: وقع في نسخة النسائي المطبوعة بالهند: شعبة عن قتادة بدل سعيد عن قتادة وهو تصحيف صرح عليه شيخنا أيضاً فيه ” نيل الفرقدين“ وقال فيه (٣٢)..... [معارف السنن ج ٢ ص ٢٥٦]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بنوری صاحب بھی اپنے استاد نور شاہ کاشمیری کی طرح ”شعبہ“ کے لفظ کو وہم سمجھتے ہیں اور صحیح لفظ ”سعيد“ قرار دیتے ہیں۔ یہ دود یوبندی اکابر کی گواہی ہے۔

اس کی تردید کرتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں کہ ”جس طرح شعبہ نسائی میں موجود ہیں اسی طرح سے صحیح ابوعوانہ میں بھی موجود ہیں۔“ [نور الصباح ص ٢٣٠]

قارئین کرام! ڈیروی صاحب کی یہ بات سو فی صد جھوٹ ہے۔ آپ مسند ابی عوانہ اٹھا کر دیکھیں (جلد ٢ صفحہ ٩٢، ٩٥) اس میں شعبہ کی جو روایت ہے وہ عبدالصمد اور ابوالولید کی سند کے ساتھ ہے اور اس میں ڈیروی صاحب کے بیان کردہ: سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

تنبیہ: یہاں عدم ذکر اور نفی ذکر کا مسئلہ نہیں کیونکہ شعبہ کی بیان کردہ اس روایت میں کہیں بھی سجدوں والے رفع الیدین کا وجود نہیں ہے۔

یہ اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ سجدوں والے رفع الیدین کی روایت شعبہ کی سند کے ساتھ نہیں ہے۔ نسائی کی روایت سعید بن ابی عروبہ سے ہے، شعبہ سے نہیں ہے۔

سنن النسائی کی سجدوں میں رفع الیدین والی حدیث

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” أخبرنا محمد بن المثنیٰ: حدثنا ابن أبي عدي عن [سعيد] عن

قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي ﷺ

رفع يديه في صلاته وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد

وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه“

[ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۰۶ ج ۸ طبع دار السلام]

یادر ہے کہ امام نسائی کی سنن صغریٰ (المجتبیٰ) کے عام نسخوں میں غلطی سے ”عن سعید“ کے بجائے ”عن شعبہ“ چھپ گیا ہے۔

دلیل نمبر ۱: ابن ابی عدی سے یہی روایت احمد بن حنبل نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے نقل کی ہے۔ [مسند احمد ۳/۳۶۳ ج ۱۵۶۸۵]

دلیل نمبر ۲: ابن ابی عدی سے محمد بن المثنیٰ کی روایت امام مسلم نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے نقل کی ہے۔ [صحیح مسلم ۳/۲۶۱ ج ۳۹۱ و ترجمہ دار السلام: ۸۶۶]

دلیل نمبر ۳: یہی روایت اسی سند و متن کے ساتھ امام نسائی کی السنن الکبریٰ (ج ۱ ص ۲۲۸ ج ۶۷۲ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۴۳ ج ۶۷۲) میں ”سعید عن قتادة“ کی سند سے موجود ہے۔ یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے ”المجتبیٰ“ میں نسخ یا کاتب کی غلطی کی وجہ سے ”سعید عن قتادة“ کے بجائے ”شعبہ عن قتادة“ درج ہو گیا ہے۔

دلیل نمبر ۴: ابن حزم نے المحلی (۹۲/۴ مسئلہ ۴۴۲) میں اپنی سند کے ساتھ امام نسائی (کی السنن الکبریٰ) سے یہ حدیث نقل کی ہے اور اس میں سعید بن ابی عروبہ کا نام ہے۔

امام نسائی کے شاگرد محمد بن معاویہ/ابن الاحمر ثقہ تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۶/۶۸]

دلیل نمبر ۵: حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۷۷/۲) میں یہ روایت نسائی سے سعید بن ابی عروبہ کی صراحت سے نقل کی ہے۔ (حافظ المزی نے تحفۃ الاشراف میں شعبہ کے طریق سے نقل کی ہے لہذا یہ خطا قدیم ہے)

دلیل نمبر ۶: حافظ ابن حبان نے بتایا کہ (بعض اوقات) سعید، شعبہ اور شعبہ سعید بن جاتا ہے۔ [المجروحین ج ۱ ص ۵۹]

دلیل نمبر ۷: طحاوی حنفی نے یہی روایت امام احمد بن شعیب النسائی سے ”سعید“ کی سند سے نقل کی ہے۔ [مشکل الآثار طبع جدید ج ۱ ص ۵۷، تحفۃ الاخیار ج ۲ ص ۳۱ ج ۶۳۲]

دلیل نمبر ۸: امام بیہقی نے محمد بن المثنیٰ والی روایت سعید کی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

[السنن الکبریٰ ۲/۴۵، ۷۱]

غرض یہ کہ یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی سند سے ہے اور تدلیس سعید، اختلاط سعید تدلیس قتادہ اور شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

[۴] عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلوة كبر، وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال ((سمع الله لمن حمده)) رفع يديه فلما سجد سجدين كفيه.

(سیدنا) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نماز میں داخل ہوئے، جب تکبیر کہی رفع یدین کیا۔ ہمام (راوی) نے کانوں تک بیان کیا۔ پھر کپڑا لپیٹ لیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع الیدین کیا۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سمح اللہ لمن حمدہ کہا (رکوع سے کھڑے ہوئے) تو رفع الیدین کیا۔ پس جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

[صحیح مسلم مع شرح النووی ۴/۱۱۴ ح ۴۰۱]

رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کے مفہوم کے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

[صحیح ابن خزیمہ (۶۹۷ ح ۳۳۶) صحیح ابن حبان (۱۶۷۳، ۱۶۷۸، ۱۸۵۷) صحیح ابی عوانہ (۹۷۲/۲)]

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ آپ یمن کے عظیم بادشاہ تھے اور بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے آنے سے تین دن پہلے ہی آپ کی بشارت دے

دی تھی۔ [کتاب الثقات لابن حبان ۴۲۶، ۴۲۵، کتاب مشاہیر علماء الامصار لابن حبان ص ۴۴ رقم: ۲۷۰]
حافظ ابن کثیر الدمشقی نے سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر ان وفود میں کیا ہے جو
نبی ﷺ کے پاس ۹ھ میں آئے تھے۔ [البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱]
یعنی حنفی نے کہا کہ واکل بن حجر (رضی اللہ عنہ) ۹ ہجری کو مدینہ میں مسلمان ہوئے تھے۔
[عمدة القاری ج ۵ ص ۲۷ تحت ح ۳۵ ص ۷۱]
اس کے بعد آپ سردیوں میں (اگلے سال ۱۰ھ) دوبارہ آئے تھے۔

[صحیح ابن حبان ۳/۱۶۹ ح ۱۸۵۷]

اس سال بھی آپ نے رفع الیدین کا ہی مشاہدہ فرمایا۔ [سنن ابی داود: ۷۲۷ و اسنادہ صحیح]
بعض لوگوں نے سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر دو اعتراض کئے ہیں:
۱: واکل اعرابی (بدو) تھے، شریعت اسلامی سے ناواقف تھے۔
۲: انھوں نے نبی ﷺ کو صرف ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔
اوپر ذکر کردہ دلائل کی روشنی میں یہ دونوں اعتراضات باطل اور جھوٹ ہیں۔ یہ اعتراضات
اپنے کہنے والے کی جہالت کا واضح و ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام
بہت بلند ہے اور کسی دفاع کا محتاج نہیں ہے۔

[۵] عبد الحمید بن جعفر قال: حدثنا محمد بن عمرو بن عطاء

قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب النبي ﷺ

فيهم أبو قتادة، فقال أبو حميد أنا أعلمكم بصلاة رسول الله ﷺ

قالوا: لم فوالله ما كنت أكثرنا له تبعه ولا أقدمنا له صحبة؟ قال:

بلى قالوا: فاعرض، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلوة

كبر ثم رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه و يقيم كل عظم في

موضعه ثم يقرأ ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم يركع و

يضع راحتيه على ركبتيه معتدلاً لا يصب رأسه ولا يقنع به يقول:

عبدالحمید بن جعفر نے کہا: میں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے سنا، اس نے کہا: میں نے ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے دس صحابیوں میں سنا جن میں ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ابو حمید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا: آپ نہ تو ہم سے پہلے مسلمان ہوئے، نہ ہم سے زیادہ آپ کی صحبت اختیار کی ہے (اور نہ ہم سے زیادہ ان کی اتباع کی ہے) ابو حمید نے کہا: یہ بات ٹھیک ہے تو انھوں نے کہا: اچھا پھر پیش کریں۔

سیدنا ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی۔ پھر قراءت کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، رکوع میں نہ سرا و نہ چار کھتے اور نہ نیچا، پھر سرا اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمد کہتے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔ پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے۔ (دس کے دس) صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے کہا: آپ نے سچ کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔۔۔ انتہی!

صحیح ابن حبان ۱/۳۱۸۶۲ واللفظ لہ ۳/۳۱۷۶۷ صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۹۷۵۸ مختصر مشقی ابن الجارود ص ۴۷، ۵۷، ۱۹۲، جامع الترمذی ۱/۶۷۳۰۴ وقال: "هذا حديث حسن صحيح" وصحیح البخاری فی جزء رفع الیدین ص ۸۱۲۷۸ وابن تیمیہ (الفتاویٰ الکبریٰ ۱/۱۰۵۱ المجموع ۲/۳۴۸۳۵) وابن القیم فی تہذیب سنن ابی داود (۲/۲۱۶۲) وقال: "حديث أبي حميد هذا حديث صحيح متلقى بالقبول لا علة له وقد أعلاه قوم بمبارأه الله أئمة الحديث منه ونحن نذكر ما علوه به ثم نبين فساد تعليلهم وبطلانه بعون الله"

یعنی یہ حدیث صحیح ہے اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اس میں کوئی علت نہیں ہے اور ایک قوم نے اسے معلول گردانا جس سے اللہ نے ائمہ حدیث کو بری قرار دیا ہے اور ہم ان کی بیان کردہ علتیں بیان کریں گے۔ پھر ان کی علتوں کا فاسد اور باطل ہونا اللہ تعالیٰ کی مدد سے بیان کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ وقال الخطابی فی معالم السنن (۱۹۴۱) حدیث صحیح [رفع الیدین کے مفہوم کے ساتھ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے عباس بن سہل الساعدی کی روایت میں ہے کہ اس وقت یہ صحابہ بھی موجود تھے۔

سہل بن سعد الساعدی، ابواسید الساعدی، ابو ہریرہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین! [مختصر من صحیح ابن خزیمہ ۲۹۸/۱ ج ۵۸۹ صحیح ابن حبان ۴۶۳ ج ۱۸۶۸ جزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۷ رقم ۵ و اسنادہ حسن]

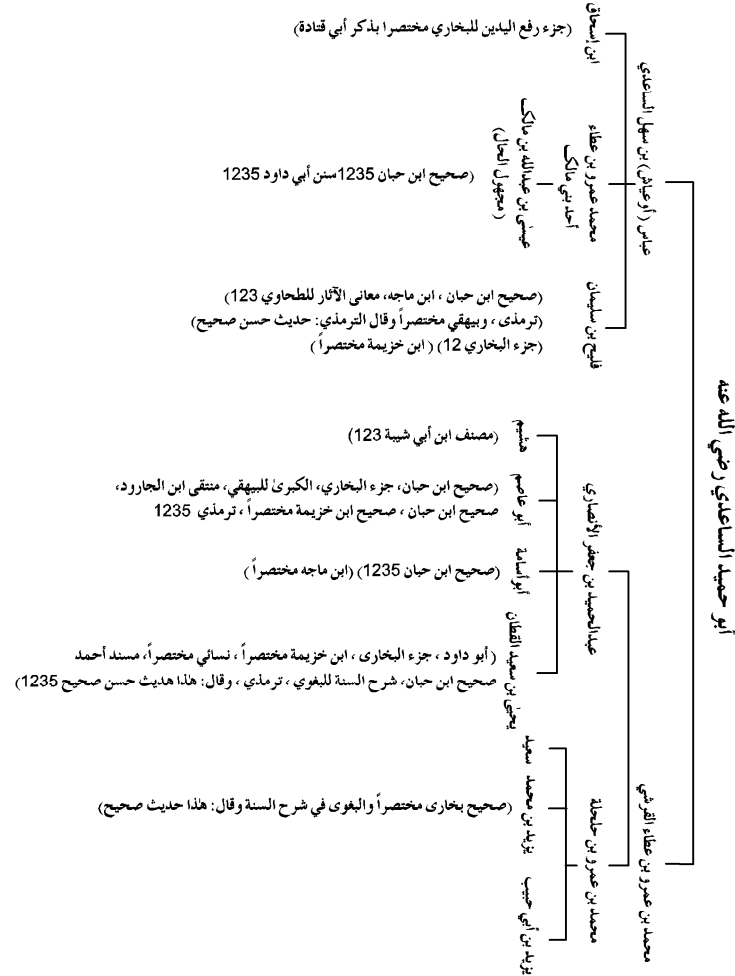
حافظ ابو حاتم بن حبان البستی نے کہا: دونوں روایتیں (روایت محمد بن عمرو بن عطاء اور روایت عباس بن سہل الساعدی) محفوظ ہیں۔ [صحیح ابن حبان ۴۶۳ ج ۱۸۶۸ تحت ج ۱۸۶۳] صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ محمد بن یحییٰ (ثقة امام) نے فرمایا:

”من سمع هذا الحديث ثم لم يرفع يديه يعني إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع فصلا ته ناقصة“

جس نے یہ حدیث سنی اور رفع الیدین نہ کیا تو اس کی نماز ناقص ہے۔

[ج ۱ ص ۲۷۰ ج ۵۸۹]

تخريج حديث أبي حميد رضي الله عنه في رفع اليدين



عبد الحميد بن جعفر كاتغارف

نبرشار	معدل	تعديل	حواله	جارج	جرج	حواله
1	أحمد بن حنبل	ثقة ليس به بأس	تهذيب التهذيب	أبو حاتم	محلله الصدق	1
2	ابن معين	ثقة ليس به بأس	لا يحتج به	2
3	ابن عدي	أرجو أنه لا بأس به	طحاوي	(جرحه)	2
4	ابن سعد	ثقة كثير الحديث	النسائي	ليس بالقوي	3
5	الساجي	ثقة صدوق	يحيى القطان	(كان يضعفه)	4
6	ابن نمير	ثقة	الثوري	(كان يضعفه)	5
7	مسلم	(احتج به في الصحيح)
8	ابن خزيمة	(احتج به في الصحيح)
9	ابن حبان	أحد الثقات المتقنين
10	علي بن المديني	وكان عندنا ثقة
11	الترمذي	(صحح له في سننه)
12	ابن القطان	ثقة
13	عبد الحق	ثقة
14	بيهقي	تضعف الطحاوي مردود
15	النسائي	ليس به بأس
16	يحيى بن سعيد	(كان يوثقه)
17	البوصيري	ثقة	الزوائد : ٢١٩٣
18	الحاكم	(صحح له)	المستلوك ٥٠٠/١
19	ابن تيمية
20	ابن قيم
21	بخاري
22	ابن حجر	صلوق روى بالقدرو وما وهم

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالحمید بن جعفر کے موثقین زیادہ اور بڑے عالم ہیں۔ زبلی خفی نے کہا: ”و لکن وثقہ اکثر العلماء“ یعنی اسے اکثر علماء نے ثقہ قرار دیا ہے اتہلی۔ [نصب الراية ۳۴۲/۱ (اس کے بعد زبلی نے جو ”أنه غلط في هذا الحديث“ کے الفاظ لکھے ہیں، وہ دو وجہ سے مردود ہیں: ① یہ جمہور کے خلاف ہیں۔ ② وہ دوسری حدیث ہے ہماری پیش کردہ حدیث نہیں ہے۔] لہذا عبدالحمید مذکور ثقہ ہے۔

ابو حاتم، نسائی اور یحییٰ بن سعید کی جرح ان کی تعدیل سے متصادم ہے، لہذا ساقط ہے۔ حافظ ذہبی عبدالرحمن بن ثابت بن الصامت کے ترجمہ میں حافظ ابن حبان کے دو متضاد قول نقل کرتے ہیں، ایک میں اسے ضعیف اور دوسرے میں اسے ثقہ کہا گیا ہے اور فیصلہ کرتے ہیں: ”فساقط قولہ“ ابن حبان کے دونوں متضاد قول ساقط ہو گئے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۵۵۲/۲]

سفیان الثوری کی جرح مسئلہ تقدیر کی وجہ سے تھی جس کی تردید حافظ ذہبی نے ”سیر اعلام النبلاء“ (۲۱/۷) میں مسکت انداز میں کر دی ہے۔ صحیحین وغیرہ ہی میں ایک جماعت کی احادیث ہیں جن پر قدری وغیرہ کا الزام ہے۔ (مثلاً قتادہ تابعی وغیرہ) کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟ دیدہ باید!

ابو جعفر الطحاوی کی جرح کو احمد بن الحسین البیہقی نے مردود قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر کا وہ مقام نہیں کہ امام احمد بن حنبل وغیرہ کی صاف اور واضح توثیق کے مقابلے میں ان کی شاذ بات کو قبول کیا جائے۔

(بشرطیکہ ان کے قول کو جرح پر محمول کیا جائے ورنہ ان کا قول جرح نہیں ہے۔)

اسی لیے حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”احتج به الجماعة و هو حسن الحديث“

ایک جماعت نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے (سوائے امام بخاری کے) اور وہ

حسن الحدیث ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲۲/۷]

(امام بخاری نے بھی اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ کما تقدم ، لہذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث ہے۔)

حافظ ابو حاتم بن حبان لکھتے ہیں:

”عبد الحمید رضی اللہ عنہ أحد الثقات المتقین قد سیرت أخباره

فلم أره انفرد بحديث منكر لم يشارك فيه“

عبد الحمید (بن جعفر) رضی اللہ عنہ ثقہ متقن تھے۔ میں نے ان کی احادیث کی جانچ پڑتال کی ہے، وہ کسی منکر حدیث کے ساتھ منفر نہیں ہیں۔ [صحیح ابن حبان ۷۲۳ ج ۱ ص ۱۸۶۴]

محمد بن عمرو بن عطاء کا تعارف

کتبِ ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ انھیں ابو زرعہ، نسائی، ابو حاتم، ابن سعد اور ابن حبان وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”أحد الثقات“ [سیر اعلام النبلاء ۲۲۵/۵] تہذیب میں جو جرح نقل کی گئی ہے وہ محمد بن عمرو اللیشی پر ہے۔ لہذا ابن عطاء بالاتفاق ثقہ ہیں۔ انھوں نے یہ حدیث سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لہذا انقطاع کا بے بنیاد الزام مردود ہے۔

عباس بن سہل الساعدی نے ان کی متابعت بھی کی ہے۔ (رواہ فلیح بن سلیمان عنہ) جیسا کہ تخریجی جدول سے ظاہر ہے۔

عطاف بن خالد کی روایت

طحاوی حنفی عبد الحمید بن جعفر کی روایت کے معارضہ میں عطاف بن خالد کی روایت لائے ہیں۔ [معانی الآثار ۲۵۹/۱]

عبد اللہ بن صالح -- یحییٰ بن سعید -- عطاف بن خالد -- محمد بن عمرو بن عطاء -- رجل

اس کا مرکزی راوی عبد اللہ بن صالح متکلم فیہ ہے۔ امام نسائی نے کہا: لبس بثقة احمد بن حنبل، ابن معین اور ابن المدینی نے اس پر جرح کی ہے۔

[الجوهري القتي لابن الترمذاني الحنفی ۳۰۹]

بعض نے اس کی توثیق کی ہے، مگر جمہور علماء کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔
حافظ نور الدین الہیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) نے کہا: ”وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ ضَعْفُهُ الْجَمْهُورُ وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: ثِقَّةٌ مَأْمُونٌ“ [مجمع الزوائد ۷/۷۲]
لہذا جمہور کے مقابلے میں عبد الملک بن شعیب وغیرہ کی توثیق مردود ہے۔
امام بخاری ابن معین ابوزرعہ اور امام ابو حاتم کی اس سے روایت اس کی صحیح حدیث میں سے ہے۔ [ہدی الساری لابن حجر ص ۴۱۲ ترجمہ عبد اللہ بن صالح]
یہ روایت ”اہل الخندق“ کے طریق سے نہیں ہے لہذا ضعیف ہے۔
دوسرے یہ کہ اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو ”رجل“ سے مراد ”عباس اور عیاش بن سہل الساعدی“ ہے۔

ظاہر ہے کہ مفسر مبہم پر مقدم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک راوی کہتا ہے:
عن رجل عن أبي هريرة اور یہی راوی کہتا ہے: ”عن محمد بن زياد عن أبي هريرة“ تو اس ”رجل“ سے لامحالہ ”محمد بن زياد“ ہی مراد ہوگا۔
لہذا عطاء بن خالد کی (بشرط صحت) روایت کے ساتھ عبد الحمید بن جعفر کی حدیث پر اعتراض فضول ہے جب کہ دیگر کئی راویوں نے اس کی متابعت بھی کر رکھی ہے۔

اضطراب کا دعویٰ

بعض مغالطہ دینے والوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے۔ کیوں کہ

- 1- محمد بن عمرو بن عطاء عن أبي حميد
- 2- محمد بن عمرو أخبرني مالك عن عياش أو عباس بن سهل
- 3- محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سهل عن أبي حميد
- 4- محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس أو عياش

5- محمد بن عمرو بن عطاء: حدثني رجل

کی اسانید کے ساتھ یہ روایت مروی ہے۔

روایت نمبر ۲ کے بارے میں عرض ہے کہ یہ روایت من وعن اسی سند کے ساتھ سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۴۷۰ رقم ۳۳۷ اور صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۷۰ رقم ۱۸۶۳ پر موجود ہے، اس میں ہے۔

محمد بن عمرو بن عطاء أحد بني مالك عن عباس بن سهل

أحد بني مالك کا لفظ ”السنن الکبریٰ“ میں غلطی سے ”أخبرني مالك“

چھپ گیا ہے۔ [دیکھئے ج ۲ ص ۱۰۱]

بہر حال اگر قدیم نسخہ میں ”أخبرني مالك“ ہی ہو تو بھی (کاتب کی غلطی کی وجہ سے) شاذ ہے۔ روایت نمبر ۴، ۳ کے بارے میں ابن حبان کا یہ فیصلہ ہے:

”سمع هذا الخبر محمد بن عمرو بن عطاء عن أبي حميد

الساعدي و سمعه من عباس بن سهل بن سعد الساعدي فالطريقان

جميعاً محفوظان“

یعنی محمد بن عمرو بن عطاء نے یہ حدیث ابو حمید اور عباس بن سہل دونوں سے سنی ہے

لہذا دونوں سندیں محفوظ ہیں۔ [الاحسان: ۱۸۶۳]

یاد رہے کہ عباس بن سہل عن أبيه والی روایت ہمارے علم میں نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سہل والی روایت میں ایک شخص عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک مجہول الحال ہے لہذا اس کی روایت کو عبد الحمید بن جعفر کے مقابلہ میں پیش کرنا فضول ہے۔

(۵) یعنی عطاء بن خالد کی روایت میں رجل سے مراد عباس بن سہل ہے جیسا کہ جدول سے ظاہر ہے لہذا اضطراب کا دعویٰ مردود ہے۔ اسی لیے تو بڑے بڑے ائمہ فہن اور جید علماء نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کائنات وفات

سیدنا ابوقنادہ الحارث بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ [الجرح والتعديل ۷۴۳]

①- امام الیث (بن سعد، ثقہ امام، متوفی ۱۷۵ھ) نے کہا:

ابوقنادہ الحارث بن ربیع بن النعمان الانصاری (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

[کتاب المعرفة والتاریخ یعقوب بن سفیان ۳۲۲/۳]

②- سعید بن عفیر (المتوفی ۲۲۶ھ، صدوق عالم بالانساب) نے کہا:

ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۶۱]

③- امام یحییٰ بن معین (ثقہ امام) نے فرمایا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

[کتاب الکئی للددولانی (حنفی) ج ۱ ص ۴۹]

④- یہی بات امام ترمذی (ثقہ امام) اور

⑤- ابو عبد اللہ بن مندہ الحافظ (ثقہ امام) کی ہے۔

[تہذیب السنن لابن القیم مع عون المعبود ج ۲ ص ۴۲۲]

⑥- امام بیہقی (ثقہ امام) نے فرمایا: اہل تاریخ کا اس پر اجماع ہے کہ ابوقنادہ الحارث بن

ربیع بن النعمان الانصاری ۵۴ھ کو فوت ہوئے تھے۔ [حوالہ مذکورہ بالا]

⑦- ابراہیم بن المنذر نے کہا: ابوقنادہ مدینہ میں ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

[مستدرک حاکم ۴۸۰/۳]

⑧- ذہبی نے کہا: آپ ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ [تجريد اسماء الصحابة ۱۹۴/۲]

⑨- ابن حجر نے کہا: آپ ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب ص ۴۲۲]

⑩- ابن کثیر نے انھیں ۵۴ھ کی وفیات میں ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ۷/۸]

نقاب کشائی

ان جمہور علماء کے مقابلے میں حبیب اللہ صاحب ڈیروی دیوبندی نے ”نور الصباح“

صفحہ ۲۰۷ پر کہا: ”امام یثیم بن عدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقنادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

[دیکھئے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶۸]

اول تو ابن کثیر نے ”زعم الہیثم بن عدی وغیرہ... و لهذا غریب“ کہہ کر اس قول کی تردید کر دی ہے۔ (دیکھئے البدایہ والنہایہ) دوسرے یہ کہ یثیم بن عدی مشہور کذاب ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ [دیکھئے ص ۴۰]

ایک زبردست دلیل

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا انتقال ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان (۵۴ھ میں) ہوا۔
[التاریخ الصغیر للبخاری ج ۱ ص ۱۲۵-۱۲۸]
نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ پڑھایا گیا تو لوگوں میں ابن عمر ابو ہریرہ ابو سعید اور ابوقنادہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی موجود تھے۔
[مصنف عبدالرزاق ۳/۴۶۵ ج ۲ ص ۶۳۳ سنن نسائی ۴/۱۷۲ ج ۸ ص ۱۹۷۸ و اسنادہ صحیح]
اس قسم کی روایت عمار مولیٰ الحارث بن نوفل سے بھی مروی ہے۔
یہ جنازہ سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے دور امارت میں پڑھا گیا ہے۔ سعید بن العاص ۴۸ھ سے ۵۵ھ تک اقتدار میں رہے۔ [تہذیب السنن ۲/۲۳۳]
یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان (۵۴ھ) میں ہونے والے جنازہ میں شریک ہو لہذا درج بالا روایت نص قاطع ہے کہ سیدنا ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۰ھ کے بعد (۵۴ھ میں) فوت ہوئے۔ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔
بعض متعصبین کا منقطع و بے سند روایات اور یثیم بن عدی جیسے کذاب کے قول پر انھیں ۳۸ھ میں فوت شدہ قرار دینا انتہائی غلط اور دھاندلی ہے۔
حافظ ابن قیم الجوزیہ نے اس حدیث پر تہذیب سنن ابی داؤد میں مفصل اور سیر حاصل بحث کی ہے اور مخالفین و معاندین کے دندان شکن جوابات دیے ہیں۔

ایک اور نکتہ

محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) کے شاگرد ہیں۔ [تہذیب التہذیب ۹/۱۹۰]

ابوقادہ (رضی اللہ عنہ) سے ان کی ایک روایت سنن ترمذی وغیرہ میں ہے۔

[سنن الترمذی: ۹۹۵، تحفۃ الاشراف ۲۶۴/۹ وقال الترمذی: حسن غریب]

آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۱۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ [ملخصاً من التہذیب والتقریب]

یعنی آپ ۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔

ابو حمید کے شاگرد محمد بن عمرو العامری ۸۳ سال کی عمر میں ہشام بن عبد الملک کی

خلافت کے آخر میں فوت ہوئے۔ [کتاب الثقات لابن حبان ۳۶۸/۳]

ہشام ۱۲۵ھ میں فوت ہوا۔ [شذرات الذہب ۱۶۳/۱]

یعنی محمد بن عمرو ۴۲ھ کو پیدا ہوئے۔

یعنی آپ محمد بن سیرین سے صرف نو (۹) سال چھوٹے تھے۔

جب ابن سیرین سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر سکتے ہیں تو کیا امر مانع ہے کہ

محمد بن عمرو کی بھی ان سے ملاقات ہوئی ہو۔

یاد رہے کہ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے محمد بن عمرو کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ محمد بن

سیرین جن صحابہ کے شاگرد ہیں، ان کی وفیات ۴۸ھ اور اس کے بعد کی ہیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔

[جامع التحصیل فی احکام المراسیل للحافظ العلانی ص ۲۶۴]

اس روایت کی مفصل تحقیق کے لیے دیکھئے ”سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور

حدیث“ یہی کتاب ص ۲۴۴ تا ۲۷۰

[۵] سلیمان بن داود الهاشمی: أخبرنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل الهاشمي: أخبرنا عبد الرحمن الأعرج عن عبيد الله بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب عن النبي ﷺ أنه كان إذا قام إلى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك إذا قضى قراءته وأراد أن يركع ويصنعه إذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه في شيء من صلاته وهو قاعد وإذا قام من السجدة تين رفع يديه كذلك وكبر.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز (ادا کرنے) کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور قراءت ختم کر کے رکوع جاتے ہوئے بھی اسی طرح کرتے اور رکوع سے اٹھ کر بھی اسی طرح کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کسی بھی جگہ رفع الیدین نہ کرتے اور جب سجدتین (رکعتین) دور کعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ۲۹۴/۱، ۲۹۵، ۵۸۳ ح واللفظ له، صحیح ابن حبان کما فی العدة للعینی ۲۷۷/۵ سنن ترمذی ۴۸۷/۵، ۴۸۸ ح ۳۴۳۳ وقال: "هذا حديث صحيح حسن... سمعت أبا إسماعيل الترمذي محمد بن إسماعيل بن يوسف يقول سمعت سليمان بن داود الهاشمي يقول وذكر هذا الحديث فقال: هذا عندنا مثل حديث الزهري عن سالم عن أبيه" صححه أحمد بن حنبل كما في نصب الراية ۴۱۲/۱ والدراية ۱۵۳/۱ والخير ۲۱۹/۱ وابن تيمية كما في الفتاوى الكبرى ۱۰۵/۱ ومجموع الفتاوى ۴۵۳/۲۲]

سند کی تحقیق

اس سند کے سب راوی بالاتفاق ثقہ ہیں سوائے عبد الرحمن بن ابی الزناد کے، وہ مختلف فیہ ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم وغیرہا نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ مالک، ترمذی اور العجلی نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ لہذا وہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا:

”حديثه من قبيل الحسن هو حسن الحديث وبعضهم يراه حجة“

اس کی حدیث حسن کی قسم سے ہے۔ وہ حسن الحدیث ہے اور بعض اسے حجت سمجھتے ہیں۔

[سیر اعلام النبلاء ۱۶۸/۸۷، ۱۷۰]

اس تمام جرح و تعدیل کے مقابلے میں امام ابن المدینی کا قول ہے کہ

”قد نظرت فيما روى عنه سليمان بن داود الهاشمي فرأيتها مقاربة“

میں نے اس سے سلیمان بن داود الہاشمی کی احادیث کو دیکھا ہے (جانچ پڑتال کی ہے) ان

کی اس سے احادیث مقارب ہیں۔ [تاریخ بغداد ۱۰/۲۲۹ تا ۵۳۵۹ و سندہ صحیح]

عبدالحی لکھنوی صاحب نے مقارب الحدیث کو حسن الحدیث سے پہلے ذکر کیا ہے۔

[الرفع والتكميل في الجرح والتعديل ص ۷۲]

یعنی یہ لفظ کلمات توثیق میں سے ہے۔

امام ابن مدینی کی یہ تعدیل مفسر ہے لہذا اسے تضعیف مبہم پر مقدم کیا جائے گا۔ ابتدائیہ میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ تعدیل مفسر جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

یاد رہے کہ کسی امام نے ابن ابی الزناد کو جب اس سے سلیمان بن داود الہاشمی روایت کریں تو ضعیف نہیں قرار دیا بلکہ متعدد ائمہ نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے لہذا اس سے سلیمان کی تمام روایات کو صحیح و حسن تسلیم کیا جائے گا۔

بعض لوگوں نے اس مرفوع حدیث کے مقابلے میں ”عن أبي بكر النهشلي: ثنا عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً رضي الله عنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلوة ثم لا يعود“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے پھر اعادہ نہیں کرتے تھے۔“ کا اثر پیش کیا ہے۔

[نصب الراية ۴۰۶/۱، معانی الآثار للطحاوی ۲۲۵]

اس روایت سے استدلال دو وجہ سے مردود ہے:

① اس پر خاص طور پر جرح مفسر ہے۔

(مروی ہے کہ) سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۱ ج ۱۱]

امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو وہابی (کمزور) کہا (السنن الکبریٰ ۸۰۲، ۸۱)

امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے۔ (المسائل لاجمہ ۲۴۳/۱) امام بخاری نے ضعیف کہا۔

[شرح الترمذی لابن سید الناس بحوالہ حاشیہ جلاء العینین ص ۴۸]

ابن الملقن نے کہا: ”فأثر علي ضعيف لا يصح عنه ومن ضعفه البخاري“
علی (رضی اللہ عنہ) سے انتساب والا اثر ضعیف ہے، اُن سے صحیح ثابت نہیں اور بخاری نے (بھی)
اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ [البدیع ۳/۴۹۹]

(زعفرانی سے مروی ہے کہ) شافعی نے کہا: ”ولا يثبت عن علي...“ اور یہ علی (رضی اللہ عنہ)
سے ثابت نہیں ہے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۲۸۱]

لہذا یہ اثر معلول (ضعیف) ہے۔ کسی قابل اعتماد محدث نے اس اثر کو صحیح نہیں کہا لہذا
راویوں کی توثیق نقل کرنا اس جرح مفسر کے مقابلے میں مردود ہے۔

⑤ اس اثر میں رکوع کی صراحت نہیں ہے یعنی یہ عام ہے اور رفع الیدین والی احادیث
خاص و صریح ہیں، یہ گزر چکا ہے کہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

ورنہ پھر تارکین رفع یدین قنوت اور عیدین میں کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟
اگر امیر المؤمنین سے منسوب اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے عمومی مفہوم کی وجہ سے
عیدین اور قنوت کا رفع الیدین ختم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ دوسرے دلائل سے مخصص ہے تو عند
الرکوع والا صحیحین کی مرفوع و مفسر احادیث کی وجہ سے مخصص کیوں نہیں ہے۔

[۶] عن أبي هريرة قال: كان رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة

كبر ثم جعل يديه حذو منكبيه و إذا ركع فعل مثل ذلك و إذا

سجد فعل مثل ذلك ولا يفعل له حين يرفع رأسه من السجود و إذا

قام من الركعتين فعل مثل ذلك .

سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) (حافظ الصحابہ، الفقیہ الامام محبوبنا (رضی اللہ عنہ)) سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ جب نماز کا افتتاح کرتے تو تکبیر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں
تک اٹھاتے جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب (رکوع سے

[صحیح ابن خزیمہ ۳۴۴/۲ ح ۶۹۴، ۶۹۵، ولہ شاہد عند الدارقطنی فی العلل کما فی التلخیص الحمیر ۲۱۹/۱ ورجالہ ثقات]

② عبد اللہ بن شبرویہ ثقہ بالاتفاق تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۰۶ ت ۷۲۵]

③ اسحاق بن راہویہ مشہور ثقہ امام اور مصنف ہیں۔ ان کی احادیث صحیحین میں موجود ہیں اور ان کی المسند بھی مشہور ہے۔ (روایت ہے کہ) امام نسائی نے کہا: ”ثقة مأمون إمام“ [تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۴/۲۳۴]

اختلاط کے دعویٰ کی تردید کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ [سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۷۷، ۳۷۸]

④ النضر بن شمیل ثقہ ثبت ہیں۔ [تقریب التہذیب: ۷۱۳۵]

⑤ حماد بن سلمہ ثقہ تھے۔ [الجرح والتعديل ۱۴۲۳ عن ابن معین وسندہ صحیح]

حماد سے نضر بن شمیل کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے۔

[تہذیب الکمال للعمری مطبوع ج ۷ ص ۲۵۸]

لہذا نضر کا سماع حماد سے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

⑥ ازرق بن قیس: ثقہ [تقریب التہذیب: ۳۰۲]

⑦ حطان بن عبد اللہ: ثقہ [تقریب التہذیب: ۱۳۹۹]

حطان رحمہ اللہ سیدنا ابو موسیٰؓ سے یہ روایت کر رہے ہیں۔ یہ مرفوع حدیث بلحاظ سند صحیح ہے اور موقوفاً بھی صحیح سند سے مروی ہے۔

[مسائل احمد بن حنبل بروایۃ صالح بن احمد بن حنبل ص ۱۷۴ موقوف وإسناده صحیح... الاوسط لابن بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری مخطوط ج ۱ ص ۱۴۸ و مطبوع ۱۳۸۳/۳ وإسناده صحیح]

لہذا مرفوع اور موقوف دونوں طرح صحیح ہے۔ واللہ اعلم

[۸] عن عطاء بن أبي رباح قال: صليت خلف عبد الله بن الزبير

فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من

الركوع فسألت فقال عبد الله بن الزبير: صليت خلف أبي بكر

الصدیق رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة وإذا ركع

وإذا رفع رأسه من الركوع وقال أبو بكر: صليت خلف رسول الله

ﷺ فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من

الركوع .

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا تو عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔

اور (سیدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بیہقی، حافظ ذہبی اور ابن حجر نے کہا کہ اس (حدیث) کے راوی ثقہ ہیں۔

[السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۲۷۲ وقال: رواه ثقات، المذهب فی اختصار السنن الکبریٰ للذہبی ۴/۲۹۲ ح ۱۹۴۳ وقال: رواه ثقات، التلخیص الحیجر لابن حجر العسقلانی ۲/۱۹۱ ح ۳۲۸ وقال: ورأه ثقات]

سند کی تحقیق

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار الزاہد کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: الشیخ الإمام المحدث القدوة . [سیر اعلام النبلاء ۱۵/۴۳۷] انھیں بیہقی وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حاکم اور ذہبی نے ان کی بیان کردہ حدیث کو ”صحیح علی شرط الشیخین“ کہہ کر ان کی توثیق کر دی ہے۔

[دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۳۰ ح ۸۲]

ان کے حالات درج ذیل کتابوں میں مذکور ہیں:

اخبار اصہبان (۲/۲۷۱) الانساب (۳/۵۴۶) المنتظم (۶/۳۶۸) العبر (۲/۲۵۰)

انھوں نے امام عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل سے ”المسند الکبیر“ کا سماع کیا تھا۔

[النبلاء ۱۵/۴۳۷]

محمد بن عبداللہ الصفار نے ابواسامعیل السلمی سے حدیث سنی ہے۔

[دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۱۱۷ ح ۴۰۳]

وہ مدلس نہیں تھے۔ [حاشیہ جلاء العینین: تخریج روایات جزء رفع الیدین ص ۱۸ اشینا فیض الرحمن الثوری]
لہذا ان کا عنعنہ اتصال پر محمول ہے۔

محمد بن اسماعیل ابواسماعیل السلمی ثقہ تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲۴۲/۱۳]
ان کو نسائی، دارقطنی، الحاکم، ابوبکر، الخلال اور ابن حبان وغیرہم نے ثقہ کہا۔
[تہذیب التہذیب ۵۴: ۵۳۷۹]

ابن ابی حاتم کا قول ”تکلموا فیہ“ کئی لحاظ سے مردود ہے:

① یہ اکثریت کی توثیق کے خلاف ہے۔

② یہ جرح غیر مفسر ہے۔ ③ اس کا جارج نامعلوم ہے۔

حافظ احمد بن علی العسقلانی نے کہا: ”ثقة حافظ لم يتضح كلام ابن أبي حاتم فيه“
یہ ثقہ حافظ ہیں اور ان میں ابن ابی حاتم کا کلام غیر واضح (مبہم) ہے۔ [التقریب: ۵۷۳۸]
ابوالعمان محمد بن الفضل عارم کتب ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ انھیں ابوحاتم وغیرہ
نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”الحافظ الثبت الإمام“

[سیر اعلام النبلاء ۲۶۵/۱۰]

وہ آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گئے تھے۔

[تقریب التہذیب: ۶۲۲۶ ولفظ: ”ثقة ثبت تغیر فی آخر عمره“]

انھیں اختلاط ہوا۔ [ہدی الساری ص ۴۴۱]

حتیٰ کہ ان کی عقل زائل ہو گئی۔ [الجرح والتعديل ۵۹/۸]

یہ کہہ کر حافظ ذہبی نے اس بحث کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ ”تغیر قبل موتہ فما حدث“
وہ موت سے پہلے تغیر (ضعف حافظہ و اختلاط) کا شکار ہوئے اور اس حالت تغیر میں انھوں
نے کوئی حدیث بھی بیان نہیں کی۔ [الکشف ۷۹/۳ ص ۱۵۹۷]

دوسرے یہ کہ ان کے پیچھے اس حدیث کے راوی ابواسماعیل السلمی نے نماز پڑھی
ہے۔ جس کی عقل زائل ہو گئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی خود عقل زائل ہوتی ہے!
لہذا یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے اور بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

احادیثِ مذکورہ کا خلاصہ

روکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کو رسول اللہ ﷺ سے درج ذیل صحابہ نے روایت کیا ہے:

- ۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، صحیح مسلم: ۳۹۰]
 - ۲۔ سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۷، صحیح مسلم: ۳۹۱]
 - ۳۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ [صحیح مسلم: ۴۰۱، صحیح ابن خزیمہ: ۶۹۸]
 - ۴۔ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۷]
 - ۵۔ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۸۷۳]
 - ۶۔ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان: ۱۸۶۸]
 - ۷۔ سیدنا ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان: ۱۸۶۸]
 - ۸۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۵، وسندہ حسن]
 - ۹۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [صحیح ابن خزیمہ: ۵۸۴]
 - ۱۰۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن دارقطنی ج ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ و اسنادہ صحیح]
 - ۱۱۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۳۲، و اسنادہ صحیح]
 - ۱۲۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۳۲، وسندہ صحیح]
 - ۱۳۔ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ [مسند السراج ص ۶۲ ح ۹۲، وسندہ حسن]
- اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین کی احادیث متواتر ہیں۔ درج ذیل ائمہ نے رفع الیدین کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے:

- (۱) الکلتانی [نظم المبتدئین من الحدیث المتواتر ص ۹۶، ۹۷ ح ۶۷]
- (۲) ابن الجوزی [ایضاً]
- (۳) ابن حجر [ایضاً فتح الباری ج ۲ ص ۲۰۳]

- (۴) زکریا الانصاری [ایضاً]
 (۵) محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی [لقطہ الی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ ص ۲۰۷ ج ۶۲]
 (۶) ابن حزم [حاشیہ لقطہ الی المتناثرہ ص ۲۰۵]
 (۷) السیوطی [قطف الازہار المتناثرہ ص ۹۵ ج ۳۳]
 (۸) العراقی [التقید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح ص ۲۰]
 (۹) السخاوی [دیکھئے فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث ۴۱/۳]
 (۱۰) موفق الدین ابن قدامہ [المغنی ۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰]
 (۱۱) شمس الدین ابن قدامہ [الشرح الکبیر ۵۳۸، ۵۳۹]
 (۱۲) ابن تیمیہ رحمہ اللہ [القواعد النورانیہ ص ۴۸]
 (۱۳) عبدالعزیز القرہاری [کوثر النبی ص ۱۰]
 فائدہ: امام اصطخری، علامہ سیوطی، اشرف علی تھانوی دیوبندی اور محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی وغیرہم کے نزدیک ہر وہ حدیث متواتر ہے جسے کم از کم دس راوی بیان کریں۔ دیکھئے تدریب الراوی (۱۷۹/۲)، قطف الازہار المتناثرہ (ص ۲۱/۱)، بوادر النوادر (صفحہ ۱۳۶) تحفہ قادیانیت (جلد اول ص ۱۷)
 لہذا رفع الیدین کا اثبات قطعی الثبوت ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔



[illegible]

تاریکین رفع الیدین کے شبہات

پہلا شبہ: حدیث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
 بعض لوگوں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث رفع یدین کے خلاف پیش کی ہے:
 خرج علينا رسول الله ﷺ فقال: ((مالي أراكم رافعي أيديكم
 كأنها أذناب خيل شمس ، اسكنوا في الصلوة))
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ
 اٹھائے ہوئے ، اس طرح دیکھتا ہوں جیسے شریگھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں؟
 نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔ [صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ح ۴۳۰]

پہلا جواب:

جس طرح قرآن مجید اپنی تشریح خود کرتا ہے اسی طرح حدیث ، حدیث کی تشریح
 کرتی ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو (نماز کے آخر میں) السلام علیکم ورحمۃ
 اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: تمہیں یہ کیا ہو گیا
 ہے؟ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریگھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں۔ تم
 میں سے جب کوئی (نماز کے آخر میں) سلام پھیرے تو اپنے بھائی کی طرف منہ کر کے
 صرف زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔“

[صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ح ۴۳۰ وتر قیم دار السلام: ۹۷۱]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 جب ہم نماز پڑھتے تو (نماز کے آخر میں) دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے
 ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح
 اشارہ کرتے ہو جیسے شریگھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی

رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔
 [صحیح مسلم، ج ۳۰، ترقیم دار السلام: ۹۷۰]
 لفظ ((أذنب خیل شمس)) ”شریگھوڑوں کی دُمیں“ تینوں احادیث میں موجود ہے
 جو اتحاد واقعہ کی واضح دلیل ہے لہذا اس حدیث کے ساتھ استدلال بالکلیہ مردود ہے۔

دوسرا جواب:

تمام محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے۔
 رفع الیدین عند الركوع والرفع منہ کے ساتھ نہیں ہے۔ خیر القرون میں کسی نے بھی اس
 حدیث کے ساتھ رفع الیدین (کے مسئلہ) کی ممانعت پر استدلال نہیں کیا ہے۔
 مثلاً درج ذیل محدثین نے اس حدیث پر ”سلام“ کے ابواب باندھے ہیں:

(۱) علامہ نووی

”باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد ورفعها

عند السلام“ [صحیح مسلم مع شرح النووی ج ۲ ص ۱۵۲]

(۲) ابوداود

”باب في السلام“ [دیکھئے سنن ابی داود: ۹۹۸، ۹۹۹]

(۳) الشافعی

”باب السلام في الصلوة“ [کتاب الام ج ۱ ص ۱۲۲]

(۴) النسائی

”باب السلام بالأيدي في الصلوة وباب موضع اليدين عند السلام“

[المجتبیٰ قبل ج: ۱۱۸۵، الکبریٰ قبل ج: ۱۰۷ باب السلام بالیدین المجتبٰی ج: ۱۳۲۷ والکبریٰ قبل ج: ۱۲۴۹]

(۵) طحاوی

”باب السلام في الصلوة كيف هو؟“ [شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۶۸، ۲۶۹]

(۶) بیہقی

”باب کراهة الإيماء باليد عند التسليم من الصلوة“

[السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۱]

کسی محدث نے اس پر منع رفع الیدین عند الركوع والرفع منه کا باب نہیں باندھا، محدثین کی اس اجماعی تبویب سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق صرف تشہد والے رفع الیدین کے ساتھ ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: (سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث) سے رکوع کے وقت رفع الیدین کے منع پر دلیل لانا درست نہیں ہے کیوں کہ پہلی حدیث دوسری طویل حدیث کا اختصار ہے۔ [التلخیص الحیر ج ۱ ص ۲۲۱]

امام بخاری نے فرمایا: یہ بات مشہور ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے۔ [التلخیص الحیر ج ۱ ص ۲۲۱، جزء رفع الیدین: ۳۷]

اسی کے ہم معنی بات حافظ ابن حبان نے بھی کہی ہے۔ [صحیح ابن حبان ۳/۸۷۸ ص ۱۸۷۷] نووی شارح صحیح مسلم نے کہا: اس حدیث سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے نہ کرنے پر استدلال کرنے والا جہالتِ قبیحہ کا مرتکب ہے اور بات یہ ہے کہ عند الركوع رفع الیدین کرنا صحیح و ثابت ہے جس کا رد نہیں ہو سکتا۔ پس نہی خاص اپنے مورد خاص پر محمول ہوگی تاکہ دونوں میں توفیق و موافقت ہو اور (مزعومہ) تعارض رفع ہو جائے۔ [المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۳ و حاشیہ السندی علی النسائی ص ۱۷۶]

حافظ ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) رحمہ اللہ نے فرمایا:

”... من أقبح الجهالات لسنة سيدنا رسول ﷺ لأنه لم يرد في

رفع الأيدي في الركوع والرفع منه وإنما كانوا يرفعون أيديهم في

حالة السلام من الصلوة... وهذا لا (اختلاف) فيه بين أهل الحديث

ومن له أدنى اختلاط بأهله“

اس حدیث سے استدلال انتہائی بری جہالت ہے جسے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ روا رکھا گیا ہے کیونکہ یہ حدیث رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے بارے میں وارد نہیں ہوئی۔ وہ تو نماز کی حالتِ سلام میں ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے... اس میں اہل حدیث (محدثین) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جس شخص کو حدیث کے ساتھ ذرہ برابر تعلق ہے وہ بھی تسلیم کرتا ہے (کہ اسے رفع یدین قبل الركوع و بعدہ کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔) [البدرا لمیر ج ۳ ص ۳۸۵]

تیسرا جواب:

اگر یہ حدیث رفع الیدین کی ممانعت پر دلیل ہے تو تارکین رفع الیدین درج ذیل مقامات پر کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟

① تکبیر تحریمہ

② وتر

③ عیدین

اگر رکوع والا رفع الیدین اس حدیث کے ساتھ ممنوع ہے تو درج بالا تینوں رفع الیدین بطریق اولیٰ ممنوع ہونے چاہئیں۔

جو اُن کا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔ اگر ان کی تخصیص دوسری احادیث کے ساتھ ہے تو رکوع والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دوسری احادیث کے ساتھ ہے۔

چوتھا جواب:

تارکین کی پیش کردہ حدیث میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر اور صراحت نہیں۔ مجوزین کی پیش کردہ احادیث میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر اور صراحت ہے۔ لہذا مفسر کو مجمل پر مقدم کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ”وهذا المفسر مقدم على المبهم“

اور یہ مفسر مبہم پر مقدم ہے۔ [فتح الباری ۲۸۳/۱۰ تحت ج ۵۸۲ نیز دیکھئے ج ۱۰ ص ۳۴۷]

پانچواں جواب:

اگر اس حدیث کے الفاظ کو رفع الیدین پر محمول کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین کرنا ایک قبیح فعل ہے۔ چونکہ رکوع والا رفع الیدین نبی ﷺ سے باسند صحیح تو اتر کے ساتھ ثابت ہے اور نبی فعل قبیح کا مرتکب نہیں ہوا کرتا تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کا رکوع والے رفع الیدین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، ورنہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کے فعل کو قبیح تسلیم کرنا پڑے گا، جس کے تصور سے ہی ہم پناہ چاہتے ہیں۔

تنبیہ: بعض لوگوں نے پہلے جواب کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ ”یہ حدیث تعدد واقعہ پر مشتمل ہے“ ان لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے۔

حافظ عبد المنان صاحب نور پوری نے عبد الرشید کشمیری (دیوبندی) کے نام اپنے غیر مطبوع خط میں لکھا:

”جابر بن سمرہ والی روایت میں تو رکوع والے رفع الیدین سے منع کا سرے سے نام و نشان ہی نہیں۔ واقعات خواہ دو ہی بنا لیے جائیں کیونکہ ایک واقعہ میں سلام والے رفع الیدین کے مراد نہ ہونے سے رکوع والے رفع الیدین کا مراد ہونا لازم نہیں آتا لہذا اس روایت کو رکوع والے رفع الیدین کے منع ہونے کی دلیل بنانا محض تحکم اور زری سینہ زوری ہے۔“

دوسرا شبہ: حدیث۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سفیان (الثوری) عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود: ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ فلم يرفع يديه إلا في أول مرة .

(کہا جاتا ہے کہ) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے پہلی دفعہ کے۔

[سنن ترمذی ۵۹۱ ج ۲۵۷ وقال: "حدیث حسن" کجلی لابن حزم ۴/۸۷، ۸۸ مسئلہ: ۴۴۳ وقال: ان هذا الخبر صحيح] تحقیق: یہ حدیث علت قاصدہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً و متناً دونوں طرح سے ضعیف ہے۔ درج ذیل ائمہ (اور علمائے حدیث) نے اسے ضعیف و معلول قرار دیا ہے:

پہلا جواب:

محدثین کی اکثریت نے اس روایت کو ضعیف و معلول قرار دیا ہے:
(۱) شیخ الاسلام المجاہد الثقفہ عبداللہ بن المبارک (متوفی ۱۸۱ھ) نے کہا:

”لم يثبت حديث... ابن مسعود“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔

[سنن ترمذی ۵۹۱ ج ۲۵۶ و إسناده صحيح]

بعض لوگوں نے ابن المبارک رحمہ اللہ کی جرح کو عصر جدید میں اس حدیث سے ہٹانے کی کوشش کی ہے مگر درج ذیل ائمہ حدیث و علمائے کرام نے ابن المبارک کی جرح کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اس متنازعہ روایت کے متعلق قرار دیا ہے۔

۱: ترمذی [سنن ۵۹۱ ج ۲۵۶]

۲: ابن الجوزی وقال: "وقال فيه عبد الله بن المبارك: لا يثبت لهذا الحديث"
[التحقيق ۲۷۸/۱ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۳۵]

۳: ابن عبد الہادی [التتبع ۲۷۸/۱]

۴: نووی [المجموع شرح المہذب ۴۰۳/۳]

۵: ابن قدامہ [المغنی ج ۱ ص ۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰]

۶: ابن حجر [التلخیص الحییر ۲۲۲/۱ ج ۳۲۸]

۷: الشوکانی [نیل الاوطار ۱۸۰/۲ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۶۹۶ تحت ج ۲۶۸]

۸: البغوی [شرح النبیۃ ۲۵/۳ ج ۵۶۱]

۹: بیہقی [السنن الکبریٰ ۹/۲ و معرفۃ السنن والآثار ۵۵۱/۱]

حدیث کے کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ ابن المبارک کی جرح حدیث ابن مسعود سے متعلق نہیں ہے۔

(۲) الامام الشافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ترک رفع الیدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔

[دیکھئے کتاب الأم ج ۷ ص ۲۰۱ باب رفع الیدین فی الصلوٰۃ والسنن الکبریٰ للبیہقی ۸۱/۲ وفتح الباری ۲۲۰/۲]

(۳) احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) نے اس روایت پر کلام کیا۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین: ۳۲، ومسائل احمد روایۃ عبداللہ بن احمد ۲۴۰ فقرہ: ۳۲۶]

(۴) ابو حاتم الرازی (۲۷۷ھ) نے کہا:

”هَذَا خَطَأٌ يُقَالُ: وَهُمْ الثَّوْرِيُّ فَقَدْ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ عَاصِمٍ وَقَالُوا

كُلُّهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ فَطَبَّقَ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ الرُّكْبَتَيْنِ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مَا رَوَى الثَّوْرِيُّ“

یہ حدیث خطا ہے، کہا جاتا ہے کہ (سفیان) ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی، پس ہاتھ اٹھائے، پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔ [علل الحدیث ۱/۹۶ ج ۲۵۸]

(۵) الامام الدارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) نے اسے غیر محفوظ قرار دیا۔

[دیکھئے العلل للدارقطنی ج ۳ ص ۷۳ مسئلہ: ۸۰۴]

(۶) حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے (کتاب) الصلوٰۃ میں کہا:

”هَوِيَ الْحَقِيقَةُ أضعف شيء يعول عليه لأنَّ له عللاً تبطله“

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے، کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے

باطل قرار دیتی ہیں۔ [التلخیص الحیجر ۲۲۲ ج ۳۲۸، البدرا المنیر ۳/۴۹۴]

(۷) امام ابوداؤد السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) نے کہا: ”هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ

حدیث طویل و لیس ہو بصحیح علیٰ هذا اللفظ “
[سنن ابی داؤد نسختہ حصہ ج ۱ ص ۸۷۸ ح ۷۸۷، نسختہ بیت الافکار الدولیہ ص ۱۰۲، نسختہ مکتبۃ المعارف / الریاض ص ۱۲۱
مشکوٰۃ المصابیح ط ۱۳۲۶ھ ص ۷۷ ح ۸۰۹]

امام ابوداؤد اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

چودھویں صدی میں بعض لوگوں نے امام ابوداؤد کی اس حدیث پر جرح کا انکار کیا ہے
اور صاحب مشکوٰۃ کے بعض ادہام جمع کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ابوداؤد سے اس قول کا
انتساب بھی ان کا وہم ہے۔ حالانکہ درج ذیل علماء نے اس قول کو امام ابوداؤد سے منسوب
کیا ہے:

① ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

”وقال أبو داود: ليس بصحيح“ [التحقيق في اختلاف الحديث ۲/۷۸]

② ابن عبد البر الاندلسی (متوفی ۴۶۳ھ)

”وقال أبو داود في حديث عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن

الأسود عن علقمة عن ابن مسعود قال: ألا أصلي بكم صلوة

رسول الله ﷺ؟ فصلّى فلم يرفع يديه إلا مرة واحدة، هذا

حديث يختصر من حديث طويل وليس بصحيح على هذا اللفظ“

[التمهيد ۳/۲۲۰]

③ ابن عبد البہادی (متوفی ۷۴۴ھ) [فتح ۲/۷۸]

④ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) [الخصيص الجبرج ص ۲۲۲]

⑤ ابن الملقن [البدر الميرج ص ۳۳ ص ۹۳]

⑥ ابن القطان القاسی [بيان الوهم والايهام في كتاب الاحكام ۳/۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱

- في عامة نسخ أبي داود الموجودة عندي “ [عون المعبود ج ۳ ص ۴۴۹]
- معلوم ہوا کہ یہ عبارت امام ابو داود ہی کی ہے اور اسی حدیث پر ہے۔
- (۸) یحییٰ بن آدم (متوفی ۲۰۳ھ) [دیکھئے جزء رفع الیدین: ۳۲۰ و التلخیص الحجیر ۲۲۲/۱]
- (۹) ابو بکر احمد بن عمر (و) البزار (متوفی ۲۹۲ھ) نے اس حدیث پر جرح کی۔
- [البحر الزخارج ص ۵۷ ج ۲ ح ۱۶۰۸ نیز دیکھئے التہجد ۲۲۰/۹، ۲۲۱/۱]
- (۱۰) محمد بن وضاح (متوفی ۲۸۹ھ) نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو ضعیف کہا۔
- [التہجد ۲۲۱/۹ و سندہ قوی]
- (۱۱) امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) دیکھئے جزء رفع الیدین (۳۲) ولہ التلخیص الحجیر
- (۲۲۲/۱) المجموع شرح المہذب (۴۰۳/۳)
- (۱۲) ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) سے زیلعی حنفی نے نقل کیا کہ انھوں نے اس زیادت (دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا۔ [نصب الراية ۳۹۵/۱]
- مجھے یہ کلام ”بیان الوہم والایہام“ میں نہیں ملا (ج ۳ ص ۳۶۵ تا ۳۶۷ فقرہ ۱۱۰۹) تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے۔ [ص ۳۶۶]
- (۱۳) عبدالحق الاشبیلی نے کہا: ”لا یصح“ [الاحکام الواسطی ج ۱ ص ۳۶۷]
- (۱۴) ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے اسے ضعیف کہا۔ [البدرا المنیر ۴۹۲/۳]
- (۱۵) الحاکم (متوفی ۴۰۵ھ) [الخلافيات للبیہقی بحوالہ البدرا المنیر ۴۹۳/۳]
- (۱۶) النووی (متوفی ۶۷۰ھ) نے کہا: اتفقوا علی تضعیفه (خلاصۃ الاحکام ۳۵۴/۱)
- ح ۱۸۰ یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔
- (۱۷) الدارمی (متوفی ۲۸۰ھ) بحوالہ تہذیب السنن للحافظ ابن قیم الجوزیہ
- (۴۴۹/۲) [یہ حوالہ مجھے باسند صحیح نہیں ملا!]
- (۱۸) البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) بحوالہ تہذیب السنن (۴۴۹/۲) و شرح المہذب
- للنووی (۴۰۳/۳) [یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا]

(۱۹) محمد بن نصر المروزی (متوفی ۲۹۴ھ) بحوالہ نصب الراية (۳۹۵/۱) والاحکام الواسطی لعبدالحق الاشعری (۳۶۷/۱)

(۲۰) ابن قدامہ المقدسی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کہا: ”ضعیف“

[المغنی ج ۱ ص ۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰]

یہ سب امت مسلمہ کے مشہور علماء تھے۔ ان کا اس روایت کو متفقہ طور پر ضعیف و معلول قرار دینا ترمذی و ابن حزم کی تصحیح پر ہر لحاظ سے مقدم ہے۔ لہذا یہ حدیث بلا شک و شبہ ضعیف ہے۔

علل حدیث کے ماہر علماء اگر ثقہ راویوں کی روایت کو ضعیف کہیں تو ان کی تحقیق کو تسلیم کیا جائے گا کیوں کہ وہ اس فن کے ماہر ہیں اور فن حدیث میں ان کی تحقیق حجت ہے۔

دوسرا جواب:

اس روایت کا دار و مدار امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جیسا کہ اس کی تخریج سے ظاہر ہے۔ سفیان ثوری ثقہ حافظ، عابد ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔ [دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۴۴۵] ان کو درج ذیل ائمہ حدیث نے مدلس قرار دیا ہے:

۱۔ یحییٰ بن سعید القطان

[کتاب العلل و معرفة الرجال لا حمر ۲۰۷ رقم ۱۱۳۰، الکفایہ للخطیب ص ۳۶۲ و سندہ صحیح]

۲۔ بخاری [العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲، التہذیب ۳۴۸/۱]

۳۔ یحییٰ بن معین [الجرح والتعديل ۲۲۵/۴ و سندہ صحیح]

۴۔ ابو محمود المقدسی [قصیدہ فی المدلسین ص ۴۷ شعر ثانی]

۵۔ ابن الترمکانی حنفی [الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲ و قال: الثوری مدلس وقد عمن]

۶۔ ابن حجر العسقلانی [طبقات المدلسین المرتبہ الشاذلیہ ص ۳۲، تقریب التہذیب: ۲۴۴۵]

۷۔ الذہبی (میزان الاعتدال ۱۶۹/۲) و قال: ”إنه كان يدلس عن الضعفاء“

ولكن له نقد وذوق ولا عبرة لقول من قال يدلس ويكتب عن الكذابين“

اور کہا: ”وربما دلس عن الضعفاء“ (سیر اعلام النبلاء ۲/۲۴۲) اور کہا: ”لأنه كان يحدث عن الضعفاء“ [ایضاً ۲/۲۴۷]

حافظ ذہبی کی گواہی سے معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ ضعیف لوگوں سے تدلیس کرتے تھے۔ یاد رہے کہ جو ضعفاء سے تدلیس کرے اس کی عن (بغیر تصریح سماع) والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ ابوبکر الصیرفی (متوفی ۳۳۰ھ) نے کتاب الدلائل میں کہا:

”كل من ظهر تدليس عن غير الثقات ، لم يقبل خبره حتى يقول : حدثني أو سمعت“

ہر راوی جس کی غیر ثقہ راویوں سے تدلیس ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ”حدثني“ یا ”سمعت“ نہ کہے یعنی اس کے سماع کی تصریح کے بعد ہی اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ دیکھئے التلک للزركشي (ص ۱۸۴) شرح الفیہ العراقی بالتبصرة والتذكرة (۱۸۳/۱۸۴)

۸۔ صلاح الدین العلانی (جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹) وقال:

”من يدلس عن أقوام مجهولين لا يدري من هم كسفیان الثوري....“

یعنی سفیان ثوری ان مجہول لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن کا پتا بھی نہیں چلتا۔

۹۔ حافظ ابن رجب (شرح علل الترمذی ۱/۳۵۸) وقال: ”وقد كان الثوري وغيره يدلسون عمن لم يسمعو منه أيضاً“، یعنی سفیان الثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔

۱۰۔ ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی [تاریخ ابی زرعة الدمشقي: ۱۱۹۳ وسندہ صحیح]

۱۱۔ ابو عاصم الضحاک بن مخلد النبیل [سنن الدارقطني ۲۰/۳ ح ۳۲۳ وسندہ صحیح]

۱۲۔ علی بن عبداللہ المدینی [الکفاية للخطيب ص ۳۶۲ وسندہ صحیح]

۱۳۔ ابوزرعة ابن العراقی قال: ”مشهور بالتدليس“ [كتاب المدلسين: ۲۱]

۱۴۔ حاکم صاحب المستدرک [معرفه علوم الحديث للحاکم ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱

۱۵۔ العینی قال:

”وسفیان من المدلسین والمدلس لا یحتج بعننته إلا أن یشب سماعه

من طریق آخر“ [عمدة القاری ج ۳ ص ۱۱۲]

۱۶۔ الکرمانی [شرح صحیح البخاری ج ۲ ص ۲۱۳]

۱۷۔ ابن حبان [الاحسان طبعہ جدیدہ ۶۱/۱]

۱۸۔ السیوطی [اسماء من عرف بالتدلیس: ۲۴]

۱۹۔ الحلی [التبيين فی اسماء المدلسین ص ۲۷]

۲۰۔ قسطلانی: ”سفیان مدلس وعننة المدلس لا یحتج بها إلا أن یشب

سماعه بطریق آخر“ سفیان راوی مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ قابل حجت نہیں ہوتا الا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح (یا متابعت) ثابت ہو جائے۔

[ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۶]

سرفراز صفدر صاحب دیوبندی تقلیدی اپنی کتاب ”احسن الکلام“ میں لکھتے ہیں:

”ابوقلابہ گوئٹھے تھے مگر غضب کے مدلس تھے..... ابوقلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان سے

بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے۔“ [ج ۲ ص ۱۱۱]

اگر حافظ ذہبی کے قول کی بنیاد پر ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ ”غضب کے مدلس“ قرار دیئے جاسکتے ہیں تو حافظ ابن رجب کے قول پر سفیان ثوری کو ”غضب کا مدلس“ کیوں نہیں قرار دیا جاتا۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

حالانکہ ابوقلابہ مدلس نہیں تھے۔ امام ابو حاتم رازی نے ان پر تدلیس کے الزام کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ”الجرح والتعديل“ (۸/۵)

ابوقلابہ کی معنعن روایات کی تصحیح متعدد محدثین کرام مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی اور ذہبی وغیرہم نے کی ہے۔

مفتدین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کب قابلِ مسموع ہو سکتی ہے؟ کیا کسی محدث یا فقیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابوقلابہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے؟
ابوقلابہ جو کہ مدلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ضرور حساب لے گا۔ اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔
تنبیہ: علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ایک سند کو ابوقلابہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا۔ [حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۶۸ تحت ح ۲۰۴۳]

قال: ”إسناده ضعيف لعنعة أبي قلابة وهو مذکور بالتدليس“
حالانکہ ابوقلابہ کا مدلس ہونا صحیح نہیں ہے۔ جنھوں نے کئی سو سال کے بعد اسے مدلس کہا، انھوں نے اسے طبقہ اولیٰ (جن کی مععن روایات ان لوگوں کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں) میں شمار کیا ہے۔ اس کا ضعفاء سے تدلیس کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔ اس کی روایات کو تو علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے، مگر (اصول سے روگردانی کرتے ہوئے) سفیان ثوری مدلس عن الضعفاء (جو کہ بقول حاکم طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں) کی مععن روایت ترک رفع الیدین کی تعلیقات مشکوٰۃ میں تصحیح کر دی ہے۔

ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ علامہ البانی رحمہ اللہ کی یہ تصحیح غلط ہے اور محدثین کے قواعد کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔

ذہبی عصر تھا شیخ عبد الرحمن المعلمی الیمانی نے بھی اس روایت کو سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے۔ [التکلیل بمافی تانیب الکوثری من الاباطیل ص ۲۰]

خلاصہ یہ کہ سفیان ثوری مدلس تھے بلکہ بہ تحقیق سرفراز خان صفدر ”غضب کے مدلس تھے“ لہذا ان کی مععن روایت متابعت کی غیر موجودگی میں ضعیف ہوتی ہے۔

مدلس کا عنعنہ

حافظ ابن الصلاح (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

”والحكم بأنه لا يقبل من المدلس حتى يبين قد أجراه الشافعي

رضي الله عنه فيمن عرفناه دلس مرة، والله أعلم“

حکم یہ ہے کہ مدلس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔ یہ بات (امام) شافعی رضی اللہ عنہ نے ہر اس شخص پر جاری فرمائی ہے جو ایک دفعہ ہی تدلیس کرے۔

[علوم الحدیث عرف مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹ نیز دیکھئے الرسالة للشافعی ص ۳۸۰ فقرہ: ۱۰۳۵]

امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳ھ) نے کہا: مدلس اپنی تدلیس (معنعن روایت) میں حجت نہیں ہوتا۔ (الکفایہ ص ۳۶۲ ولفظہ: ”لا یكون حجة فيما دلس“ وسندہ صحیح) لہذا سفیان ثوری رحمہ اللہ (جو کہ ضعیفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے تھے) کی یہ معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہے اور صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہیں۔

طبقہ ثانیہ کی بحث

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ غضب کے مدلس تھے، لہذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ [طبقات المدلسین ص ۳۲]

حاکم نیشاپوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔

[معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶ وجامع التحصیل ص ۹۹]

حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔

فائدہ نمبر ۱: سفیان ثوری درج ذیل شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے:

حبیب بن ابی ثابت، سلمہ بن کہیل اور منصور (وغیرہم)

[العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲، التمهید لابن عبد البر ۳۴۱ شرح علل الترمذی ۵۱/۲]

فائدہ نمبر ۲: سفیان ثوری سے یحییٰ بن سعید القطان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔ تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں کتاب العلل ومعرفۃ الرجال (۱/۲۰۷ رقم ۱۱۳۰) والکفایۃ (للخطیب ص ۳۶۲ وسندہ صحیح) وتہذیب التہذیب (۱۱/۹۲۱ ترجمہ یحییٰ بن سعید القطان) فائدہ نمبر ۳: مدلس کی اگر معتبر متابعت ثابت ہو جائے تو اس کی روایت قوی ہو جاتی ہے۔ سفیان ثوری اس روایت میں عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں اور ان کی کوئی معتبر متابعت نہیں ہے، لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

تیسرا جواب:

سفیان ثوری کی اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے لہذا یہ روایت مجمل ہے۔ اگر اس کو عام تصور کیا جائے تو پھر تارکین رفع الیدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں ہے۔

① وہ وتر میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع سے پہلے رفع الیدین کرتے ہیں۔

② وہ عیدین میں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کرتے ہیں۔

اگر وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر روایات سے ثابت ہے تو رکوع سے پہلے اور بعد کی تخصیص بھی صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حدیث کے عموم سے وتر اور عیدین کے رفع الیدین کو بچانے کی کوشش کریں جو ان لوگوں کا جواب ہے، وہی ہمارا جواب ہے۔

تنبیہ: رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی ممانعت یا ترک کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تارکین کی پیش کردہ سب احادیث باطل، ضعیف و مردود ہیں۔ [مزید تحقیق کے لئے حافظ ابن القیم کی المنار المہینف ص ۱۳۷ کا مطالعہ کریں]

چوتھا جواب:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا

ذکر نہیں ہے۔ امام فقیہ محدث ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس ضعیف حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔
 ”باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع“ یعنی باب اس کا جس نے رکوع سے پہلے
 رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔ [سنن ابی داؤد ج ۷ ص ۷۷۷ قبل ح ۴۸۷]

اور یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر
 لازم نہیں ہے۔

ابن الترمذی حنفی (متوفی ۲۵۵ھ) نے فرمایا: ”ومن لم یذکر الشیء لیس بحجة علی
 من ذکره“ جو کسی چیز کو ذکر نہ کرے وہ اس پر حجت نہیں ہے جو کسی چیز کو ذکر کرے۔
 [المجہد ج ۴ ص ۳۱۷]

مشہور محدث حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا: ”ولا یلزم من
 عدم ذکر الشیء عدم وقوعه“ کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا عدم وقوع لازم نہیں آتا۔
 [الدرایۃ ج ۱ ص ۲۲۵ حدیث ۲۹۲ باب الاستقاء]

لہذا امام سفیان الثوری کی عدم ذکر والی اس ضعیف حدیث سے بھی ترک رفع الیدین
 عند الرکوع وبعده ثابت نہیں ہو سکتا۔

پانچواں جواب:

سفیان کی حدیث میں نفی ہے اور صحیحین وغیرہما کی متواتر احادیث میں اثبات ہے۔
 یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔
 علامہ نووی نے کہا:

”إن أحادیث الرفع أولى لأنها إثبات ولهذا نفی فيقدم الإثبات
 لزيادة العلم“

رفع الیدین کی (صحیح) احادیث پر عمل کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ اثبات ہیں اور یہ
 (سفیان ثوری کی ضعیف حدیث) نفی ہے۔ پس اثبات کو زیادتِ علم کی وجہ سے نفی
 پر مقدم کیا جائے گا۔ انتہی [المجموع شرح المہذب ۴۰۳/۳]

حنفی یہ کہتے ہیں کہ کرنی حنفی (متوفی ۷۳۱ھ) نے بھی مثبت کوئی پراولی بالعمل قرار دیا ہے۔ [دیکھئے نور الانوار ص ۱۹۷]

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں نصب الراية (۳۵۹/۱) وفتح الباری (۳۳۳/۱)

چھٹا جواب:

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تکبیر تحریرہ کے ساتھ صرف ایک دفعہ رفع یدین کیا بار بار نہیں کیا۔ [ملاحظہ فرمائیں مشکوٰۃ المصابیح ص ۷۷ ج ۸۰۹] نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

” ذکرہ أصحابنا قالوا: لو صح وجب تأويله على أن معناه لا يعود

إلى الرفع في ابتداء استفتاحه ولا في أوائل باقي ركعات الصلوة

الواحدة ويتعين تأويله جمعاً بين الأحاديث “

ہمارے ساتھیوں نے ذکر کیا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس کا مفہوم یہ ہوتا کہ

شروع نماز میں اور باقی رکعات کے شروع میں دوبارہ رفع الیدین نہیں کرتے

تھے۔ (اس کا رکوع والے رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے) اس تاویل کے

ساتھ تمام احادیث (بجاء جمع و تطبیق) پر عمل ہو جاتا ہے۔ [المجموع ۳۰۳ ج ۲]

ساتواں جواب:

یہ حدیث اگر بفرض محال صحیح ہوتی (!) تو بھی منسوخ ہوتی۔

امام احمد بن الحسین البہقی نے فرمایا:

” وقد يكون ذلك في الإبتداء قبل أن يشرع رفع اليدين في الركوع ثم

صار التطبيق منسوخاً وصار الأمر في السنة إلى رفع اليدين عند الركوع

ورفع الرأس منه و خفياً جميعاً على عبد الله بن مسعود “

ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں ترک رفع یدین رہا ہو جس وقت رفع الیدین کی مشروعیت

نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی) تطبیق منسوخ ہو گئی اور سنت میں رفع الیدین رکوع سے پہلے اور بعد کا شروع ہو گیا اور یہ دونوں باتیں (تطبیق اور بعد کا شروع ہونے والا رفع الیدین) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر مخفی رہ گئے۔
[معرفۃ السنن والآثار قلمی ج ۱ ص ۲۲۰، التحقیق الراجح فی ان احادیث رفع الیدین لیس لہا نسخ ص ۱۱۸ للشیخ الامام حافظ محمد گوندلوی]

تنبیہ: یہ الزامی جواب ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی نہیں۔

امام بیہقی کے دعویٰ کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام حافظ عبداللہ بن ادریس (ثقفہ بالا جماع) نے اس حدیث کو بعینہ اسی سند کے ساتھ عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے۔
[مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۸ و اسنادہ صحیح]

اس میں رکوع میں تطبیق کا ذکر ہے جو کہ بالاتفاق منسوخ ہے۔

آخری بات

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:
”ولو لا هذا الخبر لكان رفع الیدین عند كل رفع وخفض وتكبير
وتحميد في الصلوة فرضاً...“
اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تحمید کے وقت رفع الیدین فرض ہوتا۔ [المجلد ج ۴ ص ۸۸]

درج بالا تحقیق کی رو سے ابن حزم کی پیش کردہ حدیث متعدد علل کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

لہذا قارئین فیصلہ کریں کہ ابن حزم کے نزدیک رفع الیدین کا کیا مقام ٹھہرتا ہے؟
کیا وہ ابن حزم کے نزدیک فرض نہیں ہو جاتا؟

محققين لهذا الحديث	
1- عبدالله بن المبارك (سنن الترمذي 69/1)	
2- الدارقطني (رفع الأركان على السوط 158/1)	
3- يحيى بن آدم (المعجم الصغير 222/1)	
4- أحمد بن حنبل (المعجم الصغير 219/9)	
5- البخاري (المعجم الصغير، جزء رفع البطين ص 86)	
6- أبو داود (السنن 478/1 والتهجد 220/9)	
7- أبو جاتم الرازي (علل الحديث 96/1)	
8- دارقطني (المعجم، المجلد 346/1)	
9- ابن حبان (المعجم الصغير، المجلد 449/2)	
10- أبو بكر الأزر (التهجد 221، 220/9)	
11- محمد بن وضاح (إيضاح)	
12- ابن القطان (مصابير الأئمة 395/1)	
13- يحيى (حاشية جلاء الصغير ص 88)	
14- ابن الصفي (إيضاح)	
15- الحاكم (إيضاح)	
16- أبو داود (إيضاح)	
17- الدارقطني (المعجم الصغير 449/2)	
18- أبيهني (المعجم الكبير، المجلد 403/3)	
19- ابن عدي (رفع الأركان، المجلد 323/2)	
20- ابن قدامة (المعجم 295/1)	

محققين لهذا الحديث	
1- ترمذي، حسن له	
2- ابن حزم، صحيح له	
بعض المصنفين	

محمد بن إسماعيل الأحمسي، أبو حامد بن بلال، أبو طاهر الفقيه، البيهقي في الكبرى 78/2
 يحيى بن يحيى، محمد بن النعمان
 نعيم بن حماد، ابن أبي داود ——— طحاوي معاني الآثار (224/1)
 أحمد بن حنبل (المسنند 442/1) العليل (116/1) ومن طريقه ابن الجوزي في التحقيق (275/1)
 أبو بكر بن أبي شيبة المصنف (236/1) وعنده عبدالله بن الأسود (1)
 هناد.... الترمذي... (سنن 40/2 ح 257)
 عثمان بن أبي شيبة، أبو داود (477/1 ح 748) وأخرجه البيهقي (78/2)
 محمود بن غيلان المروزي، النسائي (195/2 ح 1058)
 زهير بن حرب، محمد بن إسماعيل صائغ، محمد بن عبدالله بن إسماعيل
 عبدالله بن محمد الباجي
 حمام
 ابن حزم
 المحلى 87/4
 سويد بن نصر — نسائي (182/2)

عبدالله بن المبارك

عبدالله بن مسعود
 ——— علقمة
 ——— عبد الرحمن بن الأئود
 ——— عاصم بن كليب
 ——— سليمان التوري

بسم الله الرحمن الرحيم	
تحقيق حديث ابن مسعود أبو مسلم المروزي (أبو الأئود)	

تیسرا شبہ: حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
قال: کان النبی ﷺ إذا کبر لا یتحرک یمنه حتی یکون
ابها ماہ قریباً من شحمتی أذنیه ثم لا یعود .

یزید بن ابی زیاد نے (عبدالرحمن) بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے
روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ شروع نماز میں رفع الیدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے
انگوٹھے کانوں کی لو تک ہو جاتے تھے پھر آپ دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

[معانی الآثار للطحاوی ۲۲۴/۱ و سنن ابی داود: ۷۴۹، ۷۵۲]

جس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے O =
جس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر ہے x =

- | | | | |
|---|----|---|--------|
| اسماعیل بن زکریا (سنن دارقطنی) x | 1 | البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
یزید بن ابی زیاد | |
| صالح بن عمر (مسند ابی یعلیٰ) O و فی نسخہ x | 2 | | |
| موسیٰ بن محمد الانصاری (التمہید لابن عبدالبر) O | 3 | | |
| الجراح ابو کعب (العلل للاحمد بن حنبل) O | 4 | | |
| اسباط بن محمد (مسند احمد) O | 5 | | |
| عبداللہ بن ادریس (ابو یعلیٰ) O (راجع جلاء العینین ص 96) | 6 | | |
| خالد بن عبداللہ (دارقطنی) O | 7 | | |
| شریک (سنن ابی داود) x | 8 | | |
| شعبہ (مسند احمد و صرح یزید بالسباع عنہ) O | 9 | | |
| زہیر (ابوداؤد و ذکرہ معلقاً) O | 10 | | |
| (مصنف ابن ابی شیبہ) O | 11 | ہشیم | |
| (مسند احمد بن حنبل) O | | | |
| زکریا بن یحییٰ الواسطی (مسند ابی یعلیٰ) O | | | |
| سفیان (عبداللہ بن محمد الزہری) (ابوداؤد) O | 12 | | سفیان |
| (مسند الحمیدی) O | | | |
| الثوری (مصنف عبدالرزاق) O | 13 | | الثوری |
| محمد بن یوسف (جزء البخاری) O | | | |
| ابراہیم بن خالد (دارقطنی) O | | | |
| مؤمل بن اسماعیل - ابوبکرہ (طحاوی 197/1) O | | | |
| (طحاوی 224/1) x | | | |

پہلا جواب: اس حدیث کا دار و مدار یزید بن ابی زیاد القرشی الباشی الکوفی پر ہے جو کہ ضعیف اور شیعہ تھا

یزید بن ابی زیاد کا تعارف

نمبر شمار	جارج	جرح	ثبوت جرح	معدل	تعدیل	ثبوت تعدیل
1	شعبہ	کان یزید بن ابی زیاد رفاعاً	الحرج والتعدیل 265/9	ابن شاہین	ذکرہ فی الثقات	الثقات رقم 1561
2	ایمانی ارازی	لم یکن بالحافظ لیس بذاک لیس بالقوی	ایضاً	احمد صالح	ثقة لا یعجنی قول من تکلم فیہ	تھات ابن شاہین بغیر سند
3	یحییٰ بن معین	لا یحتج بحدیثہ، ضعیف الحدیث لیس بالقوی	ایضاً، الکامل لابن عدی 2729/7	المعجلی	کوفی ثقة جاز الحدیث	معرفة الثقات رقم 2019
4	ابوزرعة	کوفی لین، یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ	الحرج والتعدیل		وکان باخره یلقن	
5	ابن المبارک	ارم بہ	الضعفاء للعلی 380/	یحییٰ بن سفیان	فہو علی العدالة والقة	تہذیب التہذیب
6	وکیع	(حدیثہ الرايات) لیس یثقی	ایضاً			
7	ابو اسامہ	لو حلف عدی خمسين یمیناً قساماً ما صدقہ	ایضاً	ابن سعد	وکان ثقة فی نفسہ الا انه	
8	الحاکمی	(ذکرہ فی الضعفاء)	ایضاً		اختلط فی آخر عمرہ	الطبقات الکبریٰ
9	الثعالبی	لیس بالقوی	الضعفاء والمترکین رقم 651		فجاء بالعجائب	340/6
10	الجزجانی	سمعتہم یضعفون حدیثہ	احوال الرجال رقم 135			
11	احمد بن حنبل	حدیثہ لیس بذاک	کتاب الملل و معرفة الرجال 33/2			
12	ابن عدی	ویزید من شیعة اهل الکوفة مع حلفہ بکتب حدیثہ	الکامل لابن عدی 2730/7			
13	ابن ترمذی	ضعیف	المحلی 484/7			
14	الشیخ	غیر قوی	الکبریٰ 26/2			
15	ابن عساکر	وہو ضعیف	مجمع الزوائد 71/5			
16	ابن کثیر	وہو ضعیف	تفسیر ابن کثیر 112/4.98/2			
17	ابن الترمذی	مضعف	الجوہر النقی 208/2			
18	ابوداؤد	لا اعلم احدا ترک حدیثہ وغیرہ احب الی منہ	تہذیب الکمال للعلی 1534/3، ☆			
19	ابن قانع	ضعیف	تہذیب التہذیب 288/11			
20	الحاکم ابی احمد	لیس بالقوی عندهم	ایضاً ص 289			
21	البرہنجی	لیس ہو بالقوی	ایضاً			
22	ابن خزیمہ	فی القلب منہ	ایضاً			
23	الدارقطنی	لا یمخرج عنہ فی الصحیح، ضعیف یخطئ کثیراً ویلقن إذا القن	ایضاً			
24	ابن فضیل	کان من ائمة الشیعة الکبار	ایضاً			
25	ابن حجر	ضعیف کبر، فتغیر صاریتلقن وکان شیعیاً	تقیرب التہذیب			
26	الدرہمی	مشہور سئ الحفظ	المعنی فی الضعفاء 7101			
27	ابن المدینی	(ضعف امرہ)	الضعفاء للعلی 380/4			
28	سفیان بن عیینہ	(لم یکن سفیان یصف یزید بالحفظ)	الام للشافعی ج 1 ص 104			
29	ابن حبان	(ذکرہ فی الضعفاء)	المجروحین ج 3 ص 99			
30	الحاکم ابی عبد اللہ	کان یذکر بالحفظ فلما کبر ساء حفظہ فکان یقلب الاسانید و یزید فی المتون ولا یمیز	نصب الراية ج 1 ص 402			

معلوم ہوا کہ اسماء الرجال کے اماموں کی اکثریت کے نزدیک یزید بن ابی زیاد الباشمی ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کی وجہ اس کا سوء حفظ اور کثرتِ خطا ہے۔ جن ائمہ نے اسے ثقہ یا صدوق کہا وہ محدثین کی اکثریت کے مقابلے میں مردود ہے۔

بوصیری نے یزید بن ابی زیاد کے بارے میں کہا: ”ضعفه الجمهور“

اور جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [زوائد ابن ماجہ: ۲۱۱۶]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”والجمهور علی تضعیف حدیثہ....“

اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں، الخ [ہدی الساری ص ۴۵۹]

سنن ابی داود (۲/۹۳۲ ح ۳۱۵۳) والی حدیث کے بارے میں اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔“ [نشر الطیب فی ذکر النبی المحیب ص ۲۴۳]

تنبیہ: ائمہ حدیث نے بالاتفاق یہ تصریح کر دی ہے کہ یزید نے یہ متنازعہ روایت حالتِ اختلاط واقع ہونے کے بعد بیان کی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

دوسرا جواب:

یہ روایت یزید بن ابی زیاد نے اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ابی زیاد نے مکہ میں حدیث سنائی:

”عن عبدالرحمن بن أبي ليلى عن البراء بن عازب قال: رأيت النبي

عليه الصلوة والسلام إذا افتتح للصلوة رفع يديه“

[كتاب الحجر وحين لابن حبان ۱۰۰/۳ وسنده صحيح الى سفیان، مسند الحمیری: ۲۴۳ دوسرا نسخہ: ۷۴۱]

یعنی اس قدیم روایت میں رفع یدین کے نہ کرنے (لا یعود وغیرہ) کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

”ثم قدمت الكوفة فلقیت یزید بها فسمعتہ یحدث بهذا وزاد فیہ :

ثم لم یعد إذا هم لقنوه“

یعنی پھر میں کوفہ آیا اور یزید سے ملاقات کی۔ میں نے اسے یہ حدیث بیان

کرتے ہوئے سنا اور اس نے اس حدیث میں ”لم یعد“ کے الفاظ بڑھادیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ کوئیوں نے اسے تلقین کی تھی یعنی یہ الفاظ اس کی زبان میں ڈال دیے تھے۔ [کتاب الام للشافعی ج ۱ ص ۱۰۴]

امام دارقطنی نے بھی یہی کہا ہے کہ یزید نے آخری عمر میں تلقین قبول کر کے یہ الفاظ بڑھادیے تھے۔ [سنن الدارقطنی ۲۹۴/۱ ج ۱۱۸]

حافظ ابن حبان نے کہا:

”هَذَا خَبَرٌ عَوْلٌ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي نَفْيِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ ”ثُمَّ لَمْ يْعُدْ“ وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ لِقَوْلِ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ فِي آخِرِ عَمْرِهِ فَتَلْقَنُ كَمَا قَالَ سَفِيَّانُ بْنُ عَيِّنَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ قَدِيمًا بِمَكَّةَ يَحْدُثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِاسْقَاطِ هَذِهِ اللَّفْظَةِ وَمَنْ لَمْ يَكُنِ الْعِلْمُ صِنَاعَتَهُ لَا يَذْكُرُ لَهُ الْإِحْتِجَاجُ بِمَا يَشْبَهُ هَذَا مِنَ الْأَخْبَارِ الْوَاهِيَةِ“

اس روایت کو عراقیوں نے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت کے رفع الیدین کی نفی کے لئے (اعتماداً) پیش کیا ہے اور اس روایت میں ”ثم لم يعد“ (پھر نہ کرتے تھے) کی زیادتی نہیں تھی اور کوئیوں نے یزید بن ابی زیاد کی آخری عمر میں (جب کہ ان کا حافظہ متغیر ہو چکا تھا) یہ اضافہ بطور تلقین رٹا دیا تھا۔ پس یزید نے اس تلقین کو قبول کر لیا جیسا کہ سفیان بن عیینہ نے بیان فرمایا کہ انھوں نے مکہ میں پہلے اسے یہ حدیث ان الفاظ کے بغیر بیان کرتے ہوئے سنا تھا اور جس شخص کا مشغلہ علم ہو (اس عبارت میں لم زائد ہے، واللہ اعلم) وہ اس طرح کمزور ترین احادیث کو احتجاج کے طور پر بھی ذکر نہیں کرتا۔ [المجروحین ج ۳ ص ۱۰۰]

محدثین کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ یزید بن ابی زیاد الکوفی اشعی اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں اس روایت کو ”ولا يعود“ کی زیادتی کے بغیر بیان کرتا تھا۔ بعد میں

جب اس کا حافظہ بڑھاپے کی وجہ سے خراب ہو گیا تو اس نے ”یار لوگوں“ کی تلقین قبول کر کے اس حدیث میں ”نہ کرنے“ کے (ثم لا یعود والے) الفاظ بڑھا دیے لہذا اس روایت سے استدلال کرنا حلال نہیں ہے۔

تیسرا جواب:

یزید بن ابی زیاد مدلس تھا۔

[جامع التحصیل فی احکام المراسیل للحافظ العلانی (ص ۱۱۲، رقم ۶۲) علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۵) قصیدہ فی المدلسین لابی محمود المقدسی شعر ۶، رسالۃ السیوطی فی المدلسین (۶۷) وابوزرعة ابن العراقی (۷۱) والذہبی فی ارجوزیہ، طبقات المدلسین لابن حجر (المرتبة الثالثة ۳/۱۱۲)]

اسے امام دارقطنی اور حاکم وغیرہا نے مدلس قرار دیا ہے۔

یزید بن ابی زیاد سے رفع الیدین نہ کرنے کی یعنی ”ثم لا یعود“ وغیرہ کے مختلف الفاظ کے ساتھ جتنی روایات بھی ملتی ہیں کسی میں بھی سماع کی تصریح نہیں ہے۔ شعبہ کی روایت میں سماع کی تصریح ہے، مگر اس میں رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت یزید مدلس کے معنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

یاد رہے کہ مدلس کا معنعنہ صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔

چوتھا جواب:

محدثین کا اجماع ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ”نہ کرنے“ کے الفاظ اس میں یزید بن ابی زیاد نے اضافہ کر دیے ہیں۔

ابن الملقن نے کہا: ”فہو حدیث ضعیف باتفاق الحفاظ ...“ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق (اجماع) ہے۔

[البدرا لمیر ۳/۳۸۷، نیز دیکھئے نیل الاوطار ۲/۱۸۰]

مثلاً درج ذیل محدثین نے خاص طور پر اس حدیث کے ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے:

۱۔ سفیان بن عیینہ

۲۔ الشافعی

۳۔ الحمیدی

۴۔ احمد بن حنبل

۵۔ یحییٰ بن معین

[قال یحییٰ بن معین فی روایۃ الدوری (ج ۳ ص ۲۶۴) حدیث البراء ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه لیس هو الصحیح الاسناد]

۶۔ الدارمی

۷۔ البخاری

۸۔ ابن عبد البر

۹۔ البیہقی

۱۰۔ ابن الجوزی [البدیع المبر ۳/۴۸۷]

۱۱۔ البزار [بحوالہ عمدۃ القاری للعلینی ۲/۲۷۵ تلخیص الخیر ۲۲۱/۱]

کسی ایک محدث یا امام نے بھی اس حدیث کو صحیح یا حسن نہیں کہا۔

پانچواں جواب:

اس بات پر بھی ائمہ حدیث کا اجماع ہے کہ یزید الکوفی کی حدیث میں ”لم یعد“ کے الفاظ مدرج ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا:

”واتفق الحفاظ علی أن قوله ثم لم یعد مدرج فی الخبر من قول

یزید بن أبی زیاد و رواه عنه بدونها شعبة والثوري و خالد الطحان

وزهير وغيرهم من الحفاظ.“

حفاظ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ”لم یعد“ کا قول یزید کا

مدرج ہے اس سے شعبہ، ثوری، خالد اور زہیر وغیرہم نے اس قول کے بغیر اس

روایت کو بیان کیا ہے۔ [تلخیص الخیر ۲۲۱/۱]

نیز ملاحظہ فرمائیں چوتھا جواب اور ”المدرج إلى المدرج“ [لسیطی ص ۱۹ حدیث نمبر ۴]

چھٹا جواب:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث کا تیسرا، چوتھا، پانچواں اور چھٹا جواب دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث پر بھی وہی اعتراضات قائم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اپنے مفہوم پر غیر صریح ہے۔
 تنبیہ: محمد ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو عن أخيه عيسى عن الحكم عن عبد الرحمن بن أبي لیلی عن البراء بن عازب کی سند سے بیان کیا ہے۔

[سنن ابی داؤد ۱/۲۷۹ ج ۱ ص ۷۵۲]

امام ابو داؤد نے کہا: ”هذا الحديث ليس بصحيح“ یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس میں علت قادحہ یہ ہے کہ محمد ابن ابی لیلیٰ نے یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے سنی تھی، امام احمد بن حنبل نے محمد بن عبد اللہ بن نمیر (ثقہ امام) سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کی کتاب میں دیکھا تو وہ اس حدیث کو یزید بن ابی زیاد سے روایت کر رہا تھا۔

[کتاب العلل للاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۴۳ رقم ۶۹۳ وسندہ صحیح، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۹ قلمی]

اس پر طرہ یہ کہ محمد ابن ابی لیلیٰ خود بھی ضعیف ہے۔ حتیٰ کہ طحاوی حنفی نے بھی اسے ”مضطرب الحفظ جداً“ قرار دیا ہے۔ [مشکل الآثار ۲/۲۲۶]

زیلعی نے کہا: ضعیف (نصب الراية ۱/۳۱۸)

انور شاہ کا شمیری نے کہا:

”فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور“ یعنی وہ جمہور محدثین کی طرح میرے نزدیک (بھی) ضعیف ہے۔ [فیض الباری ۳/۱۶۸]

لہذا یہ متابعت مردود ہے۔ اصل دار و مدار محمد ابن ابی لیلیٰ کے استاد یزید بن ابی زیاد ضعیف کو فی شیعہ مدلس پر ہے۔

چوتھا شبہ: حدیث محمد بن جابر السجی

محمد بن جابر عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله قال: صليت مع النبي ﷺ ومع أبي بكر ومع عمر رضي الله عنهما فلم يرفعوا أيديهم إلا عند التكبير الأولى في افتتاح الصلوة. محمد بن جابر نے (اپنی من گھڑت سند کے ساتھ) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ اور ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ امام دارقطنی نے کہا: اس حدیث کو صرف محمد بن جابر نے بیان کیا ہے اور وہ ضعیف تھا۔ [سنن الدار قطنی ج ۱ ص ۲۹۵، وقال: تفرد به محمد بن جابر وكان ضعيفاً]

پہلا جواب:

یہ حدیث موضوع ہے۔ اسے کسی امام نے بھی صحیح نہیں کہا بلکہ بے شمار ائمہ نے اسے صاف طور پر ضعیف و موضوع قرار دیا ہے:

① امام احمد بن حنبل نے کہا: یہ حدیث منکر ہے اور انھوں نے اس حدیث کا سخت انکار کیا ہے۔ [کتاب العلل ج ۱ ص ۱۴۴ رقم ۷۰۱]

② امام حاکم نے کہا: لهذا إسناد ضعيف [معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۲۲۰/۱] یعنی یہ سند ضعیف ہے اور اسے مقلوب و غیر محفوظ قرار دیا۔ [الخلافيات للبیہقی بحوالہ البدرا لمیر ۴۹۴/۳]

③ الدار قطنی [السنن ۲۹۵/۱]

④ البيهقي [السنن الكبرى ۸۰۲/۲]

⑤ ابن الجوزي نے موضوع قرار دیا۔ [الموضوعات ۹۶/۲]

⑥ ابن القيسرانی [تذكرة الموضوعات ص ۷۸]

⑦ الشوكاني [الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعية ص ۲۹]

① ابن القیم [المنار المنیف ص ۱۳۸]

② ابن عراق [تنزیہ الشریعہ ۱۰۱/۲]

دوسرا جواب: اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔

محمد بن جابر الیمامی جرح و تعدیل کی روشنی میں

حوالہ	جرح	جارج
تہذیب التہذیب و غیرہ	لا یحدث عنه إلا ضر منه كان ربما الحق أو يلحق في كتابه يعني الحديث	1- احمد بن حنبل
.....	ضعيف (لا يحدث عنه إلا من هو شر منه)	2- يحيى بن معين
.....	صدوق كثير الوهم متروك الحديث	3- عمرو بن علي
.....	ليس بالقوي يتكلمون فيه روى من اكبر	4- بخاری
.....	ليس بشي	5- ابوداود
.....	ضعيف	6- الترمذی
.....	(يضعفه)	7- ابن مہدی
.....	ضعيف	8- يعقوب بن شيان
.....	ضعيف	9- البخاری
.....	كان أعمى يلحق في كتبه ما ليس من حديثه ويسرق ما ذكره فيحدث به	10- ابن حبان
.....	ضعيف	11- الدارقطني
.....	ضعيف	12- الذهبي
.....	ضعيف	13- البيهقي
الضعفاء للعقيلي	(ذكره في كتاب الضعفاء)	14- العقيلي
نصب الراية	ضعيف	15- الزبيدي
المعرفة للبيهقي 525/1 (ق ۲۴۰)	ضعفه	16- الحاكم
مجمع الزوائد 295/4	ضعيف وقد وثقه غير واحد	17- البيهقي
الأنساب 229/3	(ذكر نحو ماقال) ابن حبان فيه	18- السمعاني
المنار المنيف	(جرحه)	19- ابن القيم
تقريب التہذیب	صدوق ذهبت كتبه فساء حفظه و خلط كثيراً وعمى فصار يلحقن ورجحه أبو حاتم على ابن لهيعة	20- ابن حجر

اس جم غفیر اور سیل جرار کے مقابلے میں صرف دو اشخاص نے اس کی تعدیل کی ہے:

① الذہلی: وقال لا بأس فيه [تہذیب التہذیب]

② اسحق بن ابی اسرائیل [نصب الراية بحوالہ ابن عدی]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین و مومنین کی عظیم اکثریت نے اسے اس کے

برے حافظے، اختلاط اور تلقین گیری اور الحاق فی الکتاب کی وجہ سے ضعیف و متروک قرار دیا ہے۔
انتہائی معتدل امام ابو زرہ الرازی نے کہا: ”محمد بن جابر ساقط الحدیث عند
أهل العلم“ علماء کے نزدیک محمد بن جابر ساقط الحدیث ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۲۰/۷]
حافظ نور الدین الہیثمی نے کہا: ”وفیه محمد بن جابر الیمامی وهو ضعیف عند
الجمہور وقد وثق“ اس سند میں محمد بن جابر الیمامی ہے جو کہ جمہور کے نزدیک ضعیف
ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔ (یہ توثیق مردود ہے۔ غالباً اس لیے حافظ الہیثمی نے اس
کے لئے صیغہ تمریض استعمال کیا ہے۔) [مجمع الزوائد ۱۹۱/۵]

تیسرا جواب:

آخری عمر میں محمد بن جابر اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔
[ملاحظہ ہو الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواة الثقات لابن الکیال ص ۳۹۵ والجرح والتعديل
وسیر اعلام النبلاء ۲۳۸/۸]
اس سے یہ حدیث اس کے قدیم شاگرد روایت نہیں کرتے، بلکہ ایک متاخر راوی اسحاق بن
ابی اسرائیل بیان کرتے ہیں جو کہ ۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ [تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۶]
محمد بن جابر تقریباً ۱۷۰ھ کے چند سال بعد فوت ہوئے۔ [النبلاء ۲۳۸/۸]
یعنی اس کی وفات کے وقت اسحق مذکور تقریباً بیس یا کچھ زیادہ برس کے نوجوان تھے لہذا
انھوں نے یہ حدیث محمد بن جابر کے اختلاط کے بعد سنی ہے۔

چوتھا جواب:

حماد بن ابی سلیمان آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ ابن سعد نے کہا:
”اختلط فی آخر أمره“ [تہذیب التہذیب ۱۵/۳]
حافظ نور الدین الہیثمی نے کہا: ”ولا یقبل من حدیث حماد إلا مارواه عنه
القدماء شعبۃ وسفیان الثوری والد ستوائی و من عدا هؤلاء روى عنه بعد
الاختلاط“ حماد کی صرف وہ روایت قبول کی جاتی ہے جو اس سے اس کے قدیم شاگردوں

شعبہ، سفیان الثوری اور الدستوائی نے بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ سارے لوگوں نے اس سے اختلاف کے بعد سماع کیا ہے۔ [مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰]
 لہذا معلوم ہوا کہ محمد بن جابر کا حماد سے سماع بعد از اختلاف ہے۔
 ان عللِ قادحہ کی وجہ سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف و باطل ہے اور اس کے ساتھ استدلال مردود ہے۔

پانچواں شبہ: موضوع روایات

بعض کذابین نے رفع الیدین کے خلاف ایسی روایات پیش کی ہیں جو کہ بالاتفاق موضوع اور من گھڑت ہیں۔ مثلاً:

- ① ایک حدیث جو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب کی گئی ہے، امام حاکم نے کہا: موضوع ہے، حافظ ابن حجر نے حاکم کی تائید کی ہے۔ [الدراۃ ۱۵۲/۱]
 حافظ ابن قیم نے کہا: ”ومن شتم روائح الحدیث علی بُعد: شہد باللہ اَنہ موضوع“ جس نے حدیث کی خوشبودور سے سونگھی ہے وہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ [المنازل المذہب ص ۳۸ رقم ۳۱۴]
 ② ایک روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب کی گئی ہے۔

[اللائلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ج ۲ ص ۱۹]

یہ سند موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا محمد بن عکاشہ ہے، محمد بن عکاشہ مشہور کذاب تھا۔

[ملاحظہ فرمائیں لسان المیزان ج ۵ ص ۳۲۴ و عامۃ کتب الضعفاء]

اس سے مامون بن احمد کذاب نے اس روایت کو چوری کیا ہے۔ [الدراۃ ج ۱ ص ۱۵۲]

- ③ اسی طرح عباد بن الزبیر نامی کسی شخص کی طرف ایک روایت منسوب کی گئی ہے، جس میں: اول: انقطاع ہے۔ (بشرط توثیق راوی و تسلیم ارسال الزاماً)

دوم: عباد بن الزبیر نامعلوم ہے (یاد رہے کہ یہ عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نہیں ہے)

سوم: اس کے بعض راویوں میں نظر بھی ہے۔ [الدراۃ ج ۱ ص ۱۵۲]

چہارم: اس کی سند میں حفص بن غیاث مدلس ہے اور روایت معتن ہے۔
حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے میں کہا: ”وہو موضوع“ یہ روایت موضوع
ہے۔ [المنار المہین فی الصحیح والضعیف ص ۱۳۹ رقم ۳۱۵]

جھوٹی روایت سے صرف وہی استدلال کرتا ہے جو خود جھوٹا ہوتا ہے۔

چھٹا شبہ: عدم ذکر

بعض لوگوں نے ترک رفع الیدین کے استدلال کی بھرتی میں ان روایات کو بھی درج
کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جن میں رفع الیدین کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ان
لوگوں کی مکمل جہالت کی واضح دلیل ہے، ورنہ ان پر لازم آتا ہے کہ تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین
والا رفع الیدین بھی نہ کریں کیوں کہ بہت سی صحیح احادیث میں ان کا ذکر تک نہیں ہے۔
ہم شروع میں واضح کر آئے ہیں کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں
ہے لہذا یہ استدلال بالکل مر دود ہے۔

اسی طرح ”لا ترفع الایدی“ والی روایت میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر نہیں
ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا بنیادی راوی محمد بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے جیسا کہ قوی دلائل کے
ساتھ ثابت کر دیا گیا ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ) امام عبداللہ بن المبارک نے محمد بن ابی لیلیٰ کی
اس ”لا ترفع“ والی روایت کے بارے میں کہا: ”ہذا من فواحش ابن ابی لیلیٰ“
یعنی یہ ابن ابی لیلیٰ کی فحش غلطیوں میں سے ہے۔ [المجروحین لابن حبان ۲/۲۳۶]

اور اس میں دوسری بہت سی علتیں ہیں۔ تیسرے یہ کہ اس میں قنوت اور عیدین کے
رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے تو وہ کس دلیل سے کیا جاتا ہے؟

ساتواں شبہ: دعویٰ نسخ

بعض لوگوں نے انتہائی سینہ زوری کا ثبوت دیتے ہوئے رفع الیدین کے نسخ کا
بے بنیاد دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ کئی دلائل کی رو سے مر دود ہے:

- ① اس کا صریح صحیح نسخ موجود نہیں ہے۔
- ② صحابہ و تابعین کے مبارک دور میں رفع الیدین پر عمل ہوتا رہا ہے اور رفع الیدین کا ترک کسی ایک صحابی سے بھی باسند صحیح ثابت نہیں ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔
- ③ ترک رفع الیدین ہی ثابت نہیں ہے، لہذا دعویٰ نسخ کیسا؟
- ④ نسخ و منسوخ پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً کتاب الحازمی، کتاب ابن شاہین، کتاب ابن الجوزی وغیرہ۔ ان کتابوں کے مصنفین نے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں ذکر تک نہیں کیا، ہے کوئی! جو اس موضوع کی کسی ایک کتاب سے یہ مسئلہ نکال کر ہمیں دکھائے؟
- ⑤ میں نے دلائل رفع الیدین میں صحیح حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ نبی ﷺ ۹ھ اور ۱۰ھ میں رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔ اب ہمیں صحیح حدیث کے ساتھ بتایا جائے کہ کس سن ہجری میں رفع الیدین منسوخ یا ترک کر دیا گیا تھا؟
- ⑥ اگر معاذ اللہ! رفع الیدین منسوخ ہو گیا تھا تو پھر تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین والا کس طرح اس نسخ سے بچ گیا؟
- ⑦ نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے رفع الیدین نہ کیا ہو۔ جب ترک ہی ثابت نہیں ہے تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا؟
- ⑧ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریوں سے مارتے تھے۔
[دیکھئے جزء رفع الیدین: ۱۵۱ سندہ صحیح]
- کسی صحابی نے کسی کو بھی رفع الیدین کرنے پر نہیں مارا لہذا دعویٰ نسخ باطل ہے۔
- ⑨ رفع الیدین کی احادیث میں ”کان“ کا لفظ آیا ہے۔
- حافظ زیلعی حنفی نے کہا: ”فإنه بلفظ ”کان“ المقتضية للدوام“ یعنی ”کان“ کا لفظ دوام کا مقتضی ہے۔ [نصب الراية ۳۱۱]
- یہاں پر کوئی قرینہ صاف نہ بھی نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ حنفیوں کے نزدیک نبی ﷺ ہمیشہ (علی الدوام) رفع الیدین کرتے رہے ہیں لہذا دعویٰ نسخ مردود ہے۔

⑩ حافظ ابن قیم نے کہا:

”ومن ذلك أحاديث المنع من رفع اليدين في الصلوة عند الركوع والرفع منه كلها باطلة على رسول الله ﷺ لا يصح منها شيء كحديث عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: إنما أصلي بكم صلوة رسول الله ﷺ قال: فصللي فلم يرفع يديه إلا في أول مرة“

(موضوع احادیث میں سے) نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرنے کی ممانعت کی ساری احادیث باطل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ مثلاً سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی (سند سے منسوب) حدیث کہ انھوں نے صرف پہلی مرتبہ رفع الیدین کیا (باطل ہے۔) [المنار المنيف ص ۱۳۷]

نسخ کے دعویداروں کا فرض ہے کہ پہلے ترک تو ثابت کریں۔

تحقیق کا خلاصہ

رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس بات کو درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے:

ابن عمر، مالک بن الحویرث، وائل بن حجر، ابو حمید الساعدی، علی بن ابی طالب، ابو موسیٰ الاشعری، ابو بکر الصدیق، عبد اللہ بن الزبیر، البوقادہ، سہل بن سعد الساعدی، ابو اسید، محمد بن مسلمہ اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین (ان روایات کی سندیں صحیح ہیں۔)

اس کے خلاف کسی ایک بھی صحیح یا حسن حدیث میں ترک رفع الیدین باصراحت ثابت نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر نماز میں رفع الیدین کریں۔

امام علی بن عبد اللہ المدینی (ثقہ امام) نے رفع الیدین کی ایک حدیث کے بعد کہا:

”حق على المسلمين أن يرفعوا أيديهم لهذا الحديث“

اس حدیث کی بنا پر مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ (نماز میں) رفع الیدین کریں۔

[صحیح البخاری بالہامش نسیۃ الشعب ج ۱ ص ۱۸۸ نوٹ ۱۰۲، فتح الباری ج ۲ ص ۱۷۵ جزء رفع الیدین]

ص ۳۴ حدیث ۲، سنخیں الحیر ج ۱ ص ۲۱۸ حدیث ۲۲۷ [

دیکھئے ان کی اس اپیل پر کون لبیک کہتا ہے۔!؟



باب دوم

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین کو درج ذیل تابعین نے روایت کیا ہے:

① نافع [صحیح بخاری: ۷۳۹]

② محارب بن دثار [جزء البخاری: ۲۸ و اسنادہ صحیح، مسند ابی یعلیٰ ۲/۲۳۶ و اسنادہ حسن]

③ طاؤس [جزء رفع الیدین: ۲۸]

④ سالم [جزء رفع الیدین للبخاری: ۷۷ و صحیح]

⑤ ابوالزبیر [مسائل الامام احمد بن حنبل روایت عبد اللہ بن احمد بن احمد ص ۲۴۴ و اسنادہ صحیح]

بلکہ امام نافع رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ

”أن ابن عمر رضي الله عنهما كان إذا رأى رجلاً لا يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رماه بالحصى“ ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۵ و سندہ صحیح] نووی نے کہا: ”یاسنادہ الصحيح عن نافع“ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔

[المجموع شرح المہذب ۳/۴۰۵]

ابن الملقن نے کہا: ”یاسناد صحيح عن نافع“ [الہدیر المنیر ۳/۴۷۸]

۲۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [البخاری: ۷۳۷ و مسلم: ۳۹۱]

۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

[سنن الدارقطنی ۲/۲۹۲ ح ۱۱۱ و سندہ صحیح و مسائل احمد روایت صالح ص ۴۷۱ و الاوسط لابن المنذر ۳/۳۸ و سندہ صحیح]

۴۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۷ وسندہ صحیح]

۵۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۷ وسندہ صحیح]

۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۷ وسندہ صحیح]

قال البخاري في جزء رفع اليدين: "حدثنا مسدد: ثنا عبد الواحد بن زياد عن عاصم الأحول قال: رأيت أنس بن مالك رضي الله عنه إذا افتتح الصلوة كبر ورفع يديه ويرفع كلما ركع ورفع رأسه من الركوع." سيدنا انس رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین: ۲۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے جزء رفع الیدین: ۶۵]

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

قال البخاري في جزء رفع اليدين: "حدثنا سليمان بن حرب: ثنا يزيد بن إبراهيم عن قيس بن سعد عن عطاء قال: صليت مع أبي هريرة رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع (وإذا رفع)." یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ، (رکوع کے لئے) تکبیر کہتے وقت اور (رکوع سے) اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین: ۲۲ وسندہ صحیح]

۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵۸ ج ۲۳۳۱ وسندہ حسن]

اس کے راوی صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ و صدوق ہیں۔

ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء الاسدی کو درج ذیل علماء نے ثقہ قرار دیا ہے:

① احمد بن حنبل ② ابن معین ③ ابن نمیر ④ ابن حبان ⑤ مسلم (تخریج حدیث)

⑥ الذہبی فی سیر اعلام النبلاء (۳۸۷/۵)

اور درج ذیل علماء نے ضعیف قرار دیا ہے:

① ابوزرعه ② ابوحاتم ③ نسائی ④ ابوداؤد (ملخصاً من التہذیب)

لہذا بقول رائج ابو حمزہ ثقہ و صدوق ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر ابن عباس ساری کی ساری مذبذب و موضوع ہے۔ اس کے بنیادی راوی محمد بن مروان السدی، الکلی اور ابوصالح تینوں کذاب (جھوٹے راوی) ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے لہذا اس نام نہاد تفسیر سے استدلال کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تفسیر میں بھی رفع الیدین کے خلاف کوئی صریح بات موجود نہیں ہے۔

۹۔ صحابہ کرام کا رفع الیدین کرنا

امام بیہقی نے کہا:

أخبرنا محمد بن عبد الله: حدثني محمد بن صالح: حدثنا يعقوب بن يوسف الأخرم: حدثنا الحسن بن عيسى: أنبأنا ابن المبارك: أنبأنا عبد الملك بن أبي سليمان عن سعيد بن جبیر أنه سئل عن رفع الیدین فی الصلوة فقال: هو شيء يزين به الرجل صلواته و كان أصحاب رسول الله ﷺ يرفعون أيديهم في الافتتاح و عند الركوع و إذا رفعوا رؤسهم۔

سعيد بن جبیر تابعی رحمہ اللہ سے رفع الیدین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: یہ نماز کی زینت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ [السنن الکبری للبیہقی ۵/۲۷۵ و سندہ صحیح]

سند کی تحقیق

یہ سند بالکل صحیح ہے۔ راویوں کا علی الترتیب جائزہ پیش خدمت ہے:

① امام محمد بن عبد اللہ الحاکم مشہور امام ہیں اور صدوق ہیں، مستدرک کے مصنف ہیں۔

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں: سیر اعلام النبلاء ۱۶۲/۷، میزان الاعتدال ۶۰۸/۳، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۳۹/۳، تاریخ بغداد ۴۷۳/۵، الانساب للسمعانی ۴۳۲/۱، المنتظم لابن الجوزی ۲۷۷/۷، العبر ۹۱/۳، البدایہ والنہایہ (۳۵۱/۱۱)

ان پر جرح مردود ہے۔

② محمد بن صالح بن ہانی ثقہ تھے۔ [المنتظم ۸۶/۴]

③ یعقوب بن یوسف الاخرم سے ان کے بیٹے امام، حافظ، متقن، حجت محمد بن یعقوب بن یوسف النیسابوری، ابن الشرقي، یحییٰ العنبری، محمد بن صالح اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ انھوں نے مصر میں پڑھا۔ قتیبہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور ان سے امام مسلم نے حدیث لکھی ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں: ”وكان لبيباً نبيلاً فقيهاً كثير العلم“ (تاریخ الاسلام ۳۳۸/۲۱) اور ان کی وفات ۲۸۷ھ میں ہوئی۔

ان کو امام ابو حازم عمر بن احمد العبدوی نے ثقہ کہا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۳۰/۵]

④ الحسن بن عیسیٰ ثقہ تھے۔ [التقریب: ۱۲۸۸]

⑤ ابن المبارک ثقہ ثبت فقیہ عالم، جواد مجاہد تھے۔ [التقریب: ۳۵۷۰]

⑥ عبد الملک بن ابی سلیمان مشہور ثقہ تھے۔ [میزان الاعتدال ۶۵۶/۲]

ان کو احمد اور ابن معین وغیرہما نے ثقہ قرار دیا ہے۔ وہم کے مطلق الزام سے ان کی ہر حدیث ساقط نہیں ہو سکتی، کون ہے جسے وہم نہیں ہوا ہے؟ یاد رہے کہ ان کی یہ روایت کسی ثقہ راوی کے مخالف نہیں ہے۔

⑦ سعید بن جبیر تابعی ثقہ ثبت فقیہ تھے۔ [التقریب: ۲۲۷۸]

خلاصہ یہ کہ اس اثر کی سند بالکل صحیح ہے اور یہ اثر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ ۲: صحابہ کرام رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

سعید بن جبیر مشہور جلیل القدر تابعی تھے جنھیں ان کی حق گوئی کی وجہ سے شہید کر دیا گیا تھا۔ ان کی گواہی سے معلوم ہوا کہ (تمام) صحابہ (رضی اللہ عنہم) رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین

کرتے تھے۔ انھوں نے کسی ایک صحابی کا بھی استثناء نہیں کیا ہے لہذا رفع الیدین پر صحابہ کا اجماع ثابت ہو گیا۔ مزید دیکھئے جزء رفع الیدین (۲۹ وسندہ صحیح) مگر جو شخص ”میں نہ مانوں“۔۔۔ ”میں نہ مانوں“ کی رٹ لگائے رکھے اس کا کیا علاج ہے؟

تاریکین و مانعین کے آثار

گزشتہ صفحات میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ تمام صحابہ رفع الیدین کرتے تھے۔ حجۃ الاسلام، امام الفقہاء والحمد ثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔“

[جزء رفع الیدین: ۴۰، ۶۱، ۱۰۱، مجموع شرح المہذب ۴۰۵/۳]

اس باب میں منکرین رفع الیدین جو آثار پیش کرتے ہیں ان کا مختصر و جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر

”ابراہیم عن الأسود قال: رأيت عمر بن الخطاب يرفع يديه في

أول تكبيرة ثم لا يعود“

ابراہیم عن اسود کی سند سے روایت ہے کہ میں نے (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ)

کو دیکھا ہے کہ وہ شروع تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

[معانی الآثار للطحاوی ۲۲۷/۱]

امام ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے، اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ صحیح احادیث میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرتے تھے۔

[نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۵ والبدر المنير ۵۰۱/۳]

امام ابو زرہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلے میں سفیان الثوری کی اس روایت کو

صح قرار دیا ہے جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ [علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹۵]

ابن جوزی نے کہا کہ یہ اثر صحیح (ثابت) نہیں ہے۔

[البدر المنیر ۵۰/۳، التحقیق فی اختلاف الحدیث ج ۱ ص ۲۸۲ مع ۱۲۸]

امام ابو زرہ، امام حاکم اور جمہور کی تحقیق امام طحاوی کی تحقیق پر مقدم ہے۔

دوسرے یہ کہ اس روایت میں ابراہیم نخعی کو فی مدلس ہیں۔ [طبقات المدلسین لابن حجر (ص ۲۸) رقم ۳۵] جامع التحصیل فی احکام المراسیل للحافظ صلاح الدین بن کیرکلی العلانی (ص ۱۰۴) معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۸) المدلسین لابن زرہ ابن العراق (۲) والمدلسین للسیوطی (۱) والتمیز للحکیمی (۱۴)]

اور یہ روایت معنعن ہے۔

حدیث ابن مسعود کے تحت بیان کر دیا گیا ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ علامہ نووی نے کہا: ”والمدلس إذا عنعن لا یحتج به بالإتفاق“ اگر مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ روایت بالاتفاق حجت نہیں ہوتی۔ [نصب الرایۃ ج ۲ ص ۳۴]

ایک علت یہ بھی ہے کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین نہ کرنے والے ہوتے تو ان کا جلیل القدر اور فقیہ بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی رفع الیدین نہ کرتا، حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ ابن عمر رفع الیدین کرتے تھے بلکہ نہ کرنے والوں کو مارتے تھے لہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ ایک جواب یہ بھی ہے کہ اس روایت سے منکرین رفع الیدین کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ لوگ قنوت، وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں۔ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ اثر صحیح ہوتا تو پھر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد (قنوت، وتر اور عیدین) میں بھی رفع الیدین نہیں کیا ہے (!) تو پھر یہ لوگ کیوں کرتے ہیں؟ اگر قنوت، وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دیگر دلائل سے ثابت ہے۔ منکرین رفع الیدین کو چاہیے کہ کوئی ایسا صریح صحیح اثر پیش کریں جس میں صاف ہو کہ فلاں صحابی نے رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین نہیں کیا یا نہیں کرتے تھے۔ اصل تنازعہ تو رکوع والے رفع الیدین کا ہے۔ جب دعویٰ خاص ہے تو پھر دلیل بھی خاص ہونی چاہیے۔

ایک روایت کے بارے میں ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ ضعیف اور مردود ہے۔
دوسرا اثر درج ذیل ہے:

”عن ابراهیم النخعی قال: کان عبداللہ بن مسعود لا یرفع یدہ فی

شیء من الصلوٰۃ إلا فی الإفتتاح“

ابراہیم نخعی نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی نماز میں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے
سوائے شروع نماز میں۔ [الطحاوی بحوالہ نصب الراية ۴۰۶/۱]

پہلا جواب:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ یا ۳۳ ہجری کو فوت ہوئے ہیں۔

[تہذیب التہذیب ۲۵/۱ و تقریب التہذیب: ۳۶۱۳]

اور ابراہیم بن یزید نخعی ۳۷ ہجری کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

[ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۵]

لہذا یہ سند منقطع ہے۔

اگر کہا جائے کہ یہ روایت ابراہیم نخعی نے ”غیر واحد“ (کئی اشخاص) سے سنی ہے یا
ایک جماعت سے سنی ہے۔ (نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۶، ۴۰۷) تو اس کا جواب یہ ہے کہ
”غیر واحد“ اور ”جماعت“ دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں لہذا ان سے استدلال مخدوش
ہے۔ حافظ گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روایت فی نفسہ قابل حجت بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ
حجت ہونا یا نہ ہونا تو اتصال و انقطاع اور صحت و ضعف پر موقوف ہے۔

یہ عبارت مرویات ابراہیم کے قابل حجت ہونے پر دال نہیں ہے۔

اولاً: اس لئے کہ ممکن ہے دو تین کو فی جمع ہو کر اسے حدیث سنائیں اور وہ تینوں
ضعیف الحافظ ہوں۔

ثانیاً: پتا نہیں کہ سلسلہ اسناد عبد اللہ تک کتنے واسطوں سے پہنچتا ہے۔ بعض اوقات تابعی
اور صحابی کے درمیان دو چار بلکہ سات واسطے بھی ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق تحقیقات نہایت
ضروری ہیں۔

ثالثاً: ممکن ہے ابراہیم کے نزدیک وہ ثقہ ہوں مگر دیگر ائمہ فتن کے ہاں ضعیف ہوں۔
والجرح مقدم علی التعديل، تعديل مبہم مقلد کا مایہ ناز ہو سکتی ہے ایک ثقہ تحقیق کی
سیرابی کے لئے ناکافی ہے۔

انہی خدشات کی روشنی میں جرح و تعديل کے ایک بہت بڑے امام نے یہی فیصلہ
فرمایا ہے کہ ابراہیم سے عبد اللہ کی روایات ضعیف ہیں۔ یعنی امام ذہبی کا میزان الاعتدال
ج ۳۵ میں ارشاد ہے:

قلت: استقر الأمر على أن إبراهيم حجة وأنه إذا أرسل عن
ابن مسعود وغيره فليس ذلك بحسن انتهى۔

قال الإمام الشافعي: إن إبراهيم النخعي لو روى عن علي وعبد الله لم
يقبل منه لأنه لم يلق واحداً منهما۔ انتهى كلامه

(کتاب الامم ص ۲۷۱، ۲۷۲ ج ۷ مطبوع مصر) “ [تحقیق الراشح ص ۱۳۰، ۱۳۱]
یعنی امام شافعی نے کہا: ابراہیم نخعی اگر علی اور عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت کریں تو وہ
قبول نہیں کی جائے گی کیوں کہ ابراہیم کی ان میں سے کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔
اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی اور حافظ ذہبی نے ابراہیم نخعی کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۴) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب اثر

أبو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال: صليت خلف
ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبير الأولى
من الصلوة۔

مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف
تکبیرِ اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ [معانی الآثار ج ۱ ص ۲۲۵، نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۹]

پہلا جواب:

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”حدیث أبی بکر عن حصین إنما هو توهم منه لا أصل له“

ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

[جزء رفع الیدین: ۱۶ و نصب الراية ۳۹۲]

اس روایت پر امام ابن معین کی جرح خاص اور مفسر ہے۔ اس کے مقابلے میں منکرین رفع یدین لاکھ جتن کریں، یہ حدیث بہر حال باطل و مردود ہے۔ ابن معین کا نقاد حدیث میں جو مقام ہے وہ حدیث کے ابتدائی طالب علموں پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

”رواه أبو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد عن ابن عمر وهو باطل“

اسے ابوبکر بن عیاش نے حصین عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ باطل ہے۔

[مسائل احمد روایت ابن ہانی ج ۱ ص ۵۰]

ائمہ حدیث نے ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو وہم و خطا بھی قرار دیا ہے، لہذا ان کی یہ روایت باطل و بے اصل ہے۔

تنبیہ بلغ: راقم الحروف کی قدیم تحقیق یہ تھی کہ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ بعد میں جب دوبارہ تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ تو جمہور محدثین کے نزدیک صدوق و مؤثق راوی ہیں لہذا میں نے اپنی سابقہ تحقیق سے علانیہ رجوع کیا۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضور: ۲۸ ص ۵۴ (تحریر ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ)

ابوبکر بن عیاش کی توثیق و تقویت درج ذیل علماء سے ثابت ہے:

(۱) البخاری [أخرج عنه فی صحیحہ]

(۲) ابن خزیمہ [أخرج عنه فی صحیحہ]

(۳) الترمذی [قال فی حدیثہ (۴۵۶): ”حدیث حسن صحیح“]

- (۴) حاکم [المستدرک ۳/۲۰۰ ح ۴۹۰۳]
- (۵) الذہبی
- (۶) البیہقی [دیکھئے مجمع الزوائد (۱۸۰/۹) کشف الاستار (۲۶۲۳) الاحسان، طبعہ جدیدہ (۶۹۷۰) والصحیحہ (۲۱۹۷)]
- (۷) ابن الجارود [المنقذی: ۳۳۱]
- (۸) الضیاء المقدسی [المختارۃ ۱/۲۲۵، ۲/۱۱۴]
- (۹) ابوعوانہ [مسند ابی عوانہ ۳/۱۸۶، ۴/۱۱۷]
- (۱۰) البوصیری [حسن لہ حدیث عن ابی اسحاق عن صلہ عن عمار/صحیح لہ، الصحیحہ: ۱۵۹۶]
- (۱۱) العجلی: ثقہ [معرفت الثقات]
- (۱۲) ابوحاتم الرازی: ثقہ [علل الحدیث: ۲۲۳۳]
- (۱۳) احمد بن حنبل: ثقہ ورماعلط [العلل: ۳۱۵۵، اقوال احمد ۴/۱۹۴]
- (۱۴) ابن المبارک (أشقی علیہ) [الجرح والتعديل ۹/۳۴۹، سندہ صحیح]
- (۱۵) عبد الرحمن بن مہدی (کان یحدث عنه) [ایضاً سندہ صحیح]
- (۱۶) ابن عدی
- (۱۷) یحییٰ بن معین [تاریخ عثمان بن سعید الدارمی]
- (۱۸) مسلم [روی عنه فی مقدمۃ صحیحہ]
- (۱۹) ابن الجوزی: وکان ثقة متشدداً فی السنة إلا أنه ربما أخطأ فی الحدیث [المنتظم ۹/۲۳۲]
- (۲۰) یزید بن ہارون [تاریخ بغداد ۴/۳۸۰]
- (۲۱) ابن عمار [تاریخ بغداد ۴/۳۸۰]
- (۲۲) ابونعیم الاصبہانی [ذکرہ فی الأولیاء وصحیح لہ، انظر حلیۃ الأولیاء ۸/۳۱۳]
- (۲۳) البغوی (صحیح لہ) [شرح السنة ۶/۳۹۶ ح ۱۸۳۵]

(۲۴) ابن حبان

(۲۵) ابن حجر العسقلانی [تقریب التہذیب] وغیرہم

خلاصۃ التحقیق: محدثین کرام کی صراحت کے مطابق ابوبکر بن عیاش کو جن روایات میں غلطیاں لگی ہیں، اخطاء وادہام ہوئے ہیں، اُن کو چھوڑ کر وہ باقی تمام روایات میں صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ

ابوبکر بن عیاش کی روایت ترک رفع الیدین کو یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل وغیرہما نے بے اصل اور باطل وغیرہ قرار دیا ہے لہذا یہ روایت ضعیف و مردود ہی ہے۔

دوسرا جواب:

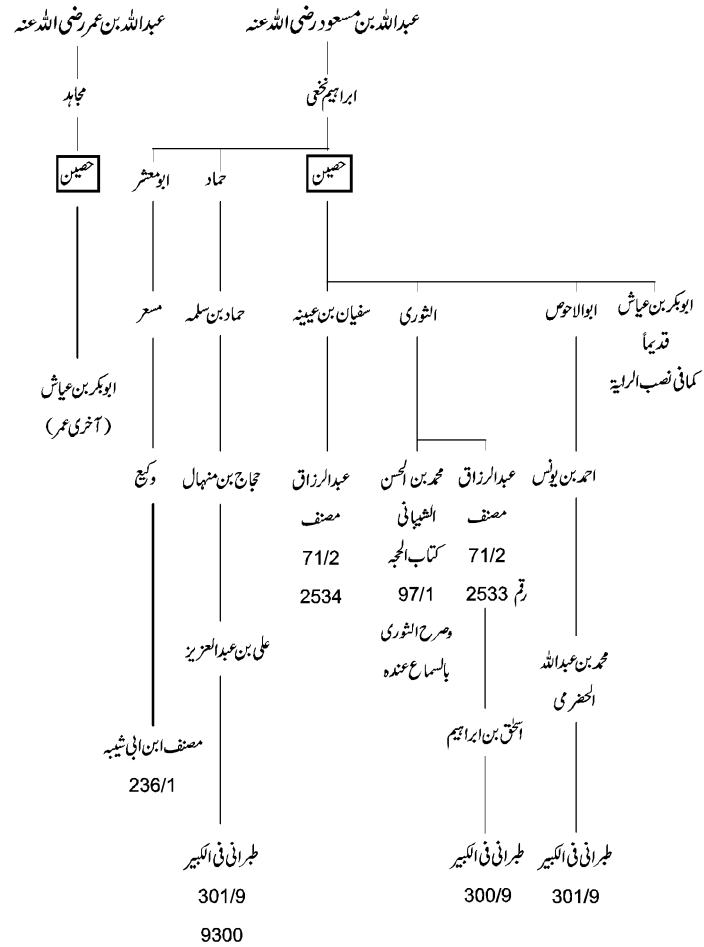
ابوبکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

[الکواکب النیرات فی معرفۃ من اخطأ من الرواة الثقات لابن الکیال ص ۳۳۹-۳۴۴، نصب الرایۃ ۴۰۹/۱
الاغتباط بمعرفۃ من رمی بالاختلاط ص ۲۶]

حافظ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں اس کی تصریح کی ہے کہ ابن عیاش جب بڑی عمر کے ہوئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ جب وہ روایت کرتے تو ان کو وہم ہو جاتا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس بات میں انھیں وہم ہوا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور غیر وہم والی روایت میں اس سے حجت پکڑی جائے۔ [التہذیب ج ۱۲ ص ۳۹]

امام بخاری نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابوبکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل (منقطع) موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے۔ پہلی بات (یہ تنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے کیونکہ اس نے اس میں ابن عمر کے اصحاب کی مخالفت کی ہے۔ [نصب الرایۃ ج ۱ ص ۴۰۹]

امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے جو مندرج نہیں ہو سکتی۔ اب آپ حصین سے اس روایت کی تخریج ملاحظہ فرمائیں:



اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو بکر بن عیاش نے آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کے بعد جو روایت بیان کی ہے اس میں انھوں نے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے، لہذا ان کی روایت شاذ ہوئی اور شاذ مردود کی ایک قسم ہے۔ اس وجہ سے ان کی اس روایت کو امام یحییٰ بن معین اور امام احمد وغیرہما نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس تفصیل کے باوجود اگر کوئی شخص اس حدیث کی صحت پر اصرار کرتا ہے تو اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال میں کرانا چاہیے۔

ایک دوسری سند

محمد بن الحسن الشیبانی نے کہا:

”أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال:

رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلاة

ولم يرفعهما فيما سوى ذلك“

محمد بن ابان بن صالح نے عبد العزیز بن حکیم سے روایت کیا کہ میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہے وہ نماز کی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے علاوہ نہیں اٹھاتے تھے۔ [موطأ محمد بن الحسن الشیبانی ص ۹۲]

جواب:

یہ سند سخت ضعیف ہے۔

۱۔ محمد بن الحسن الشیبانی تلمیذ امام ابی حنیفہ سخت ضعیف ہے۔

جمہور محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ”جہمی کذاب“

(محمد بن الحسن الشیبانی) جہمی کذاب ہے۔ [کتاب الضعفاء للعقيلي ۵۲۴۴ وسندہ صحیح]

نسائی نے کہا: ”ضعیف“ [جزء فی آخر کتاب الضعفاء والمترکین ص ۲۶۶]

ابن عدی نے کہا: اہل حدیث (محدثین کرام اور متبعین حدیث) اس کی بیان کردہ حدیثوں

سے بے نیاز ہیں۔ [الکامل ۲۱۸۴۶]

ابوزرعہ الرازی نے کہا: محمد بن الحسن جہمی تھا۔ [کتاب الضعفاء لابن زرعہ ص ۵۷۰]

عمرو بن علی الفلاس نے کہا: ضعیف [تاریخ بغداد ۸/۲۱۸۱۲ وسندہ صحیح]
 محمد بن الحسن الشیبانی پر تفصیلی جرح کے لئے دیکھئے میرا تحقیقی مضمون ”النصر الربانی فی ترجمۃ
 محمد بن الحسن الشیبانی“ شائع شدہ در ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۱۱ تا ۲۰
 ۲۔ محمد بن ابان بن صالح الجعفی ضعیف راوی ہے۔ جمہور محدثین نے اس پر جرح کی ہے
 [دیکھئے لسان المیزان ۱۲/۵]

امام نسائی نے کہا: ”ضعیف کوفی“ [کتاب الضعفاء والمتروکین: ۵۱۲]
 امام بخاری نے کہا: ”ولیس بالقوی“ [کتاب الضعفاء تحقیقی: ۳۲۱]
 غرض یہ سند بھی موضوع، باطل اور مردود ہے۔
 اس تحقیق سے امام بخاری کی یہ بات صحیح ثابت ہوئی کہ کسی ایک صحابی سے بھی ترک رفع الیدین
 ثابت نہیں ہے۔



تیسرا باب

آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین

اصل حجت اور دلیل قرآن، حدیث اور اجماع ہے۔ آثار تابعین صرف اس مقصد کے پیش نظر تحریر کر رہا ہوں کہ خیر القرون میں رفع الیدین کی سنت پر مسلسل اور بغیر کسی انقطاع کے عمل ہوتا رہا ہے لہذا نسخ کا دعویٰ باطل ہے۔

درج ذیل تابعین سے باسند صحیح رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کرنا یا اقرار ثابت ہے۔
 ① ابو قلابہ [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ج ۲۳۳۷ و اسنادہ صحیح، جزء رفع الیدین: ۵۵]

② محمد بن سیرین [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ج ۲۳۳۶ و اسنادہ صحیح، انخرجه للیہقی فی الخلائیات ص ۱۰۴ قلمی و اسنادہ صحیح]

③ وہب بن منبہ [مصنف عبدالرزاق ۶۹/۲ ج ۲۵۲۴ و التہجد ۲۲۸/۹ و عبدالرزاق صرح بالسماع عنہ، فالسند صحیح]

④ سالم بن عبداللہ ⑤ القاسم بن محمد ⑥ عطاء مکحول
 [جزء رفع الیدین: ۶۲ و سندہ حسن]

⑦ نعمان بن ابی عیاش [جزء رفع الیدین: ۵۹ و اسنادہ حسن]

⑧ طاؤس شاگرد ابن عباس [مسند احمد ۴۲/۲ ج ۵۰۳۳ و سندہ صحیح]

⑨ الحسن البصری [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ج ۲۳۳۵ و سندہ صحیح، ولہ شواہد]

تلك عشرة كاملة

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیدین

امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں کہا:

”حدثنا محمد بن يوسف: ثنا عبد الأعلى بن مسهر: ثنا عبد الله بن العلاء بن زبر: ثنا عمرو بن المهاجر قال: كان عبد الله بن عامر ليسألني أن استأذن له علي عمر بن عبد العزيز فاستأذنت له عليه فقال: الذي جلد أخاه في أن يرفع يديه، إن كنا لنؤدب عليه ونحن غلمان بالمدينة، فلم يأذن له -

عمر بن مہاجر نے کہا: عبد اللہ بن عامر مجھ سے کہتے کہ میں انھیں عمر بن عبد العزیز کے پاس لے جاؤں، میں نے عمر بن عبد العزیز سے جب اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: یہ عبد اللہ بن عامر وہی ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع الیدین کرنے پر مارا تھا۔ ہمیں تو رفع الیدین سکھایا جاتا تھا جب کہ ہم مدینہ میں بچے تھے۔ پس عمر بن عبد العزیز نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔

[قلی نسخہ مطبوعہ: ۷/۱۸۱۸]

اس کی سند صحیح ہے۔

① محمد بن یوسف (بخاری ابو احمد البکندی) ثقہ ہے۔ [التقریب: ۶۴۱]

② عبد الاعلیٰ بن مسہر ثقہ فاضل تھے۔ [تقریب التہذیب: ۳۷۳۸]

③ عبد اللہ بن العلاء بن زبر ثقہ تھے۔ [التقریب: ۳۵۲۱]

④ عمرو بن المہاجر ثقہ تھے۔ [التقریب: ۵۱۲۰]

غرض یہ سند بالکل صحیح ہے۔

ابن عبد البر کی روایت میں ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: ”سالم قد حفظ عن أبيه“ سالم نے اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے (حدیث رفع الیدین کو) یاد رکھا۔

[التمہید ۲۱۹/۹ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جو کہ مشہور تابعی اور عادل خلیفہ تھے، رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے بلکہ منع کرنے والے سے ملاقات تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ یہ ہے جذبہ اطاعت رسول ﷺ کا۔

اللہم صل وسلم علی محمد وآلہ وأزواجہ وأصحابہ أجمعین ، آمین

چوتھا باب

ائمہ کرام اور رفع الیدین

اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع ہے، ائمہ کرام کے اقوال بطور فہم سلف صالحین، بطور استشہاد اور ان کے پیروکاروں کی تسلی کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ ان لوگوں پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ صحیح احادیث پر عمل کرتے ہوئے جلیل القدر ائمہ کرام رحمہم اللہ بھی رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

۱۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ

۱: جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (۵۷/۲) جامع ترمذی مع تخریج احمد شاہ

[۲۵۶/۲ تحت ج ۲۵۶]

۲: طرح التشریب للعراقی [۲۵۴/۲، ۲۵۳/۲]

۳: التمهید لابن عبد البر [۲۲۳/۲، ۲۲۲/۲، ۲۱۳/۹]

۴: الموضوعات لابن الجوزی [۹۸/۲]

۵: الاستذکار [۱۲۴/۲]

۶: شرح صحیح مسلم للنووی [۹۵/۴]

۷: المجموع شرح المہذب [۳۹۹/۳]

۸: المغنی لابن قدامة [۲۹۴/۱]

۹: بدایۃ المجتہد لابن رشد [۱۳۳/۱]

۱۰: نیل الاوطار [۱۸۰/۴، ۱۸۰/۲]

۱۱: معالم السنن للخطابی [۱۹۳/۱]

۱۲: شرح السنۃ للبیہقی [۲۳/۳]

۱۳: المحلی لابن حزم [۸۷/۴]

۱۴: المفہم للقرطبی [۱۹/۲]

ان تمام کتابوں میں امام مالک کے رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے۔

عبداللہ بن وہب نے فرمایا: ”رأيت مالك بن أنس يرفع يديه إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع من الركوع“ میں نے (امام) مالک بن انس کو دیکھا، آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۵۵۵ ۱۳۲۲ سند حسن]

ابوعبداللہ محمد بن جابر بن حماد المروزی الفقیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: ”هذا قول مالك وفعله الذي مات عليه وهو السنة وأنا عليه وكان حرملة على هذا“

یہ (امام) مالک کا (آخری) قول اور فعل ہے جس پر وہ فوت ہوئے ہیں اور یہی سنت ہے۔ میں اسی پر عامل ہوں اور حرملة (بن یحییٰ) بھی اسی پر عامل ہے۔ [تاریخ دمشق ۱۳۲۲/۵۵۵ سند حسن]

معلوم ہوا کہ امام مالک آخری دور میں وفات تک رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین کرتے تھے۔ رحمہ اللہ

امام خطابی اور امام بغوی نے اس کی تصریح کی ہے کہ امام مالک کا آخری عمل رفع الیدین کا تھا۔ [معالم السنن ج ۱ ص ۱۶۷ تحت ج ۲۳۶ شرح النبیۃ ج ۲ ص ۵۶۱]

بلکہ ابوالعباس القرطبی نے کہا کہ ”إن الرفع في المواطن الثلاثة هو آخر أقواله وأصحها“ [طرح التثريب ج ۱ ص ۲۵۴ واللفظ له، المفہم ۱۹/۲]

یعنی ان تینوں جگہوں پر رفع الیدین کرنا امام مالک کا آخری اور سب سے صحیح قول ہے۔ اس کے مقابلے میں (کہا جاتا ہے کہ) صرف سحنون نے امام مالک سے ترک رفع الیدین روایت کیا ہے۔

لہذا یہ روایت شاذ و مردود ہے۔

۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ

- ۱: کتاب الام للشافعی [ج ۱ ص ۱۰۴]
 - ۲: جامع ترمذی [۳۷۲ تحت حدیث ۲۵۶]
 - ۳: شرح صحیح مسلم للنووی [۹۵/۴]
 - ۴: احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام، لابن دقیق العید [ج ۱ ص ۲۲۰]
- رفع الیدین امام شافعی سے متواتر ثابت ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

- ۱: سنن ترمذی [ج ۲ ص ۳۷ تحت حدیث ۲۵۶]
 - ۲: مسائل امام احمد [ص ۷۰]
 - ۳: الاستذکار [ج ۲ ص ۱۲۶]
 - ۴: ذکر محیۃ الامام احمد بن حنبل لحنبل بن اسحاق [ص ۱۱۰، ۱۱۱]
- امام ابو داؤد فرماتے ہیں:

”رأیت أحمد یرفع یدیه عند الركوع وعند الرفع من الركوع کرفعه عند افتتاح الصلوة یحاذیان أذنیه وربما قصر عن رفع الإفتتاح قال: وسمعت أحمد، قیل له: رجل سمع هذه الأحادیث عنه ﷺ ثم لا یرفع هو تام الصلوة؟ قال: تمام الصلوة لا أدري ولكن هو في نفسه منقوص.“

میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے اور بعد بھی شروع نماز کی طرح رفع الیدین کانوں تک کرتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفع الیدین سے ذرا تقصیر کر کے رفع الیدین کرتے تھے۔

اور میں نے امام احمد کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے کہا گیا کہ ایک شخص رفع الیدین کے

بارے میں نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفع الیدین نہیں کرتا، کیا اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے؟

تو آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے معلوم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ نقص والی نماز ہے (نقص نماز والا ہے)۔ [مسائل احمد روایت ابی داؤد ص ۳۳]
جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی نماز کو ناقص قرار دیا ہے۔ [نیز دیکھئے المنہج الاحمد ص ۱۵۹]

۴۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ

امام ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی (جو کہ الفقیہ ثقہ جلیل تھے) نے کہا:
بلغنا أن من السنة فيما أجمع عليه علماء الحجاز والبصرة والشام أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر لإستفتاح الصلوة وحين يكبر للركوع ويهوي ساجداً وحين يرفع رأسه من الركوع إلا أهل الكوفة فإنهم خالفوا في ذلك أمتهم .
ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس سنت پر علمائے حجاز، علمائے بصرہ اور علمائے شام کا اجماع ہے وہ شروع نماز، رکوع کے وقت، تکبیر کہتے وقت، سجدہ کو جھکتے وقت (مراد رکوع ہی ہے کیوں کہ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر ہے) اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا کرنا ہے۔ صرف کوفیوں نے امت (مسلمہ) کی اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے۔
اوزاعی سے کہا گیا: ”فإن نقص من ذلك شيئاً“ پس اگر کوئی اس رفع الیدین میں سے کچھ کمی کرے تو انھوں نے فرمایا:

ذلك نقص من صلاته (حوالہ مذکورہ)

یہ اس کی نماز میں نقص ہے۔ [الطبری بحوالہ التہذیب ۲۲۶/۹ وسند الطبری صحیح]



پانچواں باب

رفع الیدین کرنا ضروری ہے

دلیل نمبر ۱: رفع الیدین کرنے والی روایات صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں ہیں اور نہ کرنے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے لہذا رفع الیدین کرنا ہی ثابت ہے۔
دلیل نمبر ۲: رفع الیدین کا نہ کرنا (ترک رفع الیدین) نبی ﷺ سے ثابت نہیں، نہ صحیح سند کے ساتھ اور نہ حسن سند کے ساتھ۔

نہ کرنے کی جملہ روایات ضعیف و معلول ہیں۔
دلیل نمبر ۳: بعض صحابہ نے رفع الیدین کرنے کا حکم دیا ہے۔

[دیکھئے سنن الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱ و سندہ صحیح]

دلیل نمبر ۴: رفع الیدین کرنے کی احادیث متواتر ہیں۔
دلیل نمبر ۵: بے شمار صحابہ سے رفع الیدین کرنا باسند صحیح و حسن ثابت ہے اور نہ کرنا کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۶: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارتے تھے رفع الیدین کرنے پر کسی صحابی نے کسی کو بھی نہیں مارا۔
دلیل نمبر ۷: متعدد علماء نے رفع الیدین کو نماز کی زینت قرار دیا ہے۔ کسی ایک عالم نے بھی ترک رفع الیدین کو نماز کی زینت نہیں کہا۔

دلیل نمبر ۸: اہل السنۃ والجماعۃ کے مستند علماء نے رفع الیدین کے کرنے پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً امام بخاری وغیرہ۔ کسی قابل اعتماد عالم نے ترک رفع الیدین پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔
دلیل نمبر ۹: ہر رفع الیدین کے ساتھ ہر انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔

امام طبرانی فرماتے ہیں:

”حدثنا بشر بن موسى: ثنا أبو عبد الرحمن المقرئ عن ابن لهيعة:

حدثني ابن هبيرة أن أبا المصعب مشرح بن هاعان المعافري حدثه أنه سمع عقبة بن عامر الجهني يقول: إنه يكتب في كل إشارة يشير بها الرجل بيده في الصلوة بكل إصبع حسنة أو درجة “
(سیدنا) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔ [المعجم الکبیر ۷/۲۹۷ ج ۸۱۹ وسندہ حسن]
سند کی تحقیق

عقبہ بن عامر مشہور صحابی ہیں، رضی اللہ عنہ۔

آپ مصر کے والی اور فقیہ فاضل تھے۔ [تقریب التہذیب: ۴۶۴۱]

مشرح بن ہاعان کا تعارف

۱۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ثقہ ہے۔

[تاریخ الداری عن ابن معین: ۵۵۷، کتاب الجرح والتعديل ۸/۴۳۲]

۲۔ احمد بن حنبل نے کہا: معروف ہے۔ [الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ۸/۴۳۲ وسندہ حسن]

۳۔ ابن القطان نے ثقہ قرار دیا۔

[بیان الوہم والایہام ج ۳ ص ۵۰۴ فقرہ: ۱۲۷، نصب الراية ج ۳ ص ۲۴۰]

۴۔ ذہبی نے کہا: صدوق [میزان الاعتدال ۴/۱۱۷]

اور کہا: ثقة [الکشف للذہبی ج ۳ ص ۱۲۹]

۵۔ ترمذی نے اس کی ایک روایت کو حسن غریب کہا۔

[جامع الترمذی ۵/۶۱۵ ج ۳۶۸۶، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، یہ توثیق ہے]

۶۔ عبدالحق اشبیلی نے اس کی بیان کردہ حدیث کو ”إسناده حسن“ کہا۔

[الاحکام الوطی ۳/۱۵۶، ۱۵۷، باب فی المحلل]

۷۔ ابن عدی نے کہا: أرجو أنه لا بأس به

[الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۴۶۰، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۴۱]

۸۔ حافظ یشی نے اس کی حدیث کو حسن کہا۔ [مجمع الزوائد ۲/۱۰۳]

۹۔ حاکم نے اس کی حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ [المستدرک ۱۹۸/۲، ۱۹۹، ۲۸۰۴]

۱۰۔ ابن تیمیہ نے مشرح بن ہاعان کی حدیث کو حسن کہا۔

[ابطال الجیل ۱۰۵-۱۰۶، بحوالہ دارواء الغلیل ۳۱۰/۶ ج ۱۸۹۷]

تنبیہ: ابن حبان نے اسے کتاب الثقات (۴۵۲/۵) وقال: ”یخطئ ویخالف“

اور کتاب الضعفاء (۱/۳۸) وقال: ”یروی عن عقبۃ بن عامر أحادیث مناکیر لا یتابع علیہا“ (دونوں میں ذکر کیا ہے لہذا ان کے دونوں قول ساقط ہو گئے۔

[دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۵۲]

ابن حبان نے مشرح ہاعان کی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت صحیح ابن حبان میں درج کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی جرح منسوخ ہے۔ [دیکھئے الاحسان: ۶۰۵۴، دوسرا نسخہ: ۶۰۸۶]

دوسرا رخ

۱: حافظ المندری نے لا یتحتج بہ کہا (؟)

اس کے برعکس حافظ المندری نے مشرح بن ہاعان کی روایت کو ”بإسناد جید“

کہا۔ [الترغیب والترہیب ۳۰۶/۴ ج ۵۰۶۴]

یہ ان کی طرف سے مشرح کی توثیق ہے۔ لہذا ان کا ”لا یتحتج بہ“ والا قول منسوخ اور ساقط ہو گیا۔

۲: حافظ الدارمی نے ”لیس بذلک وهو صدوق“ کہا۔ [تاریخ عثمان الدارمی: ۷۵۵]

معلوم ہوا کہ محدثین کی بہت بڑی اکثریت کے نزدیک وہ ثقہ ہے اور جرح مردود ہے۔

کعبہ پر نصب منجیق کا مسئلہ

یہ واقعہ جعلی اور بے اصل ہے۔ موسیٰ بن داود نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ (بلغنی)

کہ یہ حجاج کے لشکر میں تھا اور کعبہ پر منجیق سے حملہ کیا تھا، وغیرہ وغیرہ۔

[دیکھئے کتاب الضعفاء للعقلمی ج ۴ ص ۲۲۲، تہذیب التہذیب ۱۰ ص ۱۴۱]

موسیٰ بن داود نے یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ بات کس طرح اور کس ذریعے سے پہنچی ہے

جب سند ہی انھوں نے ذکر نہیں کی تو ان کی بات سے استدلال باطل ہوا۔
 دین کا دار و مدار سندوں پر ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی اس روایت کے مردود ہونے کی
 طرف میزان الاعتدال میں ”قیل“ لکھ کر اشارہ کر دیا ہے۔
 کیا اس قسم کے بے سند اقوال سے کسی ثقہ کو ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے؟
 معلوم ہوا کہ مشرح بن ہاعان مکہ پر حملے کے الزام سے بری و بے گناہ ہے۔ اسی لئے
 تو اسماء الرجال کے جلیل القدر امام ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

۳: عبد اللہ بن ہبیرہ ثقہ تھے۔ [تقریب التہذیب: ۳۶۷۸]
 ۴: عبد اللہ بن لہیعہ المصری مختلف فیہ راوی ہیں۔ ان کی بعض روایات صحیح مسلم میں
 بطور استشہاد موجود ہیں۔ بعض نے انھیں صدوق متقن و ثقہ قرار دیا اور بعض نے ضعیف لا
 یحتج بہ وغیرہ کہا۔ آپ مدلس بھی تھے اور آخری عمر میں بقول بعض اختلاط کا شکار بھی ہو گئے
 تھے، مگر امام عبد الغنی بن سعید الازدی نے کہا:

”إذا روى العبادلة عن ابن لهيعة فهو صحيح، ابن المبارك
 وابن وهب والمقري“

جب عبد اللہ بن المبارک (عبد اللہ بن یزید) المقری، عبد اللہ بن وہب اور ابن لہیعہ
 سے روایت کریں تو صحیح ہوتی ہے۔ [تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۳۰]
 یہی بات امام الساجی اور امام الفلاس نے بھی کہی ہے۔

[دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷]

یہ تعدیل مفسر ہے جو جرح مبہم پر مقدم ہے۔
 یاد رہے کہ المقری کی روایت کو کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا۔
 ۵: ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری ثقہ فاضل تھے۔ [تقریب: ۳۷۱۵]
 ۶: بشر بن موسیٰ ثقہ امین تھے۔ [تاریخ بغداد ۸۶/۷۷ ت ۳۵۲۳]
 انھیں امام دارقطنی نے ثقہ امین قرار دیا۔ [تاریخ بغداد ۸۷/۷۷ و سندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ یہ سند قوی ہے۔

حافظ نور الدین ایشی نے اس سند کے بارے میں فرمایا:

”رواہ الطبرانی وإسناده حسن“ اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

[مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳]

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”اور اپنے وقت میں اگر علامہ پیشی کو صحت اور سقم کی پرکھ نہیں تو اور کس کو تھی؟“

[احسن الکلام ج ۱ ص ۲۳۳ حاشیہ طبار دوم]

اس حدیث کا مفہوم

۱: امام بیہقی نے کہا:

”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال: حدثني محمد بن صالح بن هاني

قال: ثنا أحمد بن سلمة قال: حدث إسحاق بن إبراهيم قال:

قال إسحاق: وقال عقبه بن عامر الجهني صاحب رسول الله ﷺ

إذا رفع يديه عند الركوع وعند رفع رأسه من الركوع فله بكل إشارة

عشر حسنات“

(امام) اتحق (ابن راہویہ) نے کہا:

عقبہ بن عامر صحابی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کیا جائے تو ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

[معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۲۵ قلمی وسندہ صحیح الی اسحاق بن راہویہ]

۲۔ امام احمد بن حنبل نے رفع الیدین کی بحث میں کہا:

”یروی عن عقبه بن عامر أنه قال في رفع اليدين في الصلوة: له

بكل إشارة عشر حسنات“

عقبہ بن عامر سے روایت کیا گیا ہے کہ انھوں نے نماز میں رفع الیدین کے بارے

میں کہا: رفع الیدین کرنے والے کو ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔
[مسائل احمد روایۃ عبد اللہ ۱/۲۳۷، الخیص الجیر ج ۱ ص ۲۲۰]

امام احمد بن حنبل کی یہ روایت پوری سند کے ساتھ مسائل احمد بروایت صالح بن احمد بن حنبل صفحہ ۷۴ قلمی پر موجود ہے۔

۳۔ حافظ بیہقی نے بھی یہ قول رفع الیدین کے باب میں ذکر کیا ہے۔
ان ائمہ کے مقابلے میں صرف علی متقی ہندی (حنفی) نے اس پر ”جواز الإشارة بالإصبع فیہ وقت قراءۃ التشہد“ کا باب باندھا ہے۔ [کنز العمال ج ۷ ص ۲۸۱]

جب کہ امام اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، حافظ بیہقی اور امام بیہقی وغیرہ نے اسے رفع الیدین کے متعلق قرار دیا ہے لہذا ان کی تحقیق رائج ہے۔

دوسرے یہ کہ اس اثر کا تعلق دونوں سے ہے۔ رکوع والے رفع الیدین سے بھی ہے اور تشہد والے اشارے سے بھی۔

علی متقی نے یہ نہیں کہا کہ اس حدیث کا تعلق رفع الیدین سے نہیں ہے۔
دلیل نمبر ۱۰: متعدد مستند علماء نے رفع الیدین نہ کرنے والے کی نماز کو ناقص قرار دیا ہے۔
مثلاً امام احمد بن حنبل اور امام اوزاعی وغیرہما اور کسی ایک مستند عالم نے بھی رفع الیدین کرنے والے کی نماز کو ناقص نہیں کہا۔

لہذا معلوم ہوا کہ رفع الیدین ہی رائج ہے اور رفع الیدین کرنا چاہئے۔

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(صفر ۱۴۱۰ھ)

[بعد از مراجعت / رجب ۱۴۲۷ھ]



زیادات اور اضافے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

[النساء: ۸۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ))

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

[صحیح البخاری: ۷۲۸۰]

سجدوں میں رفع الیدین کا مسئلہ

بعض لوگ سجدوں میں رفع الیدین والی روایات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سجدوں میں بھی رفع الیدین کرنا سنت ہے، حالانکہ ان تمام روایات میں سے ایک روایت بھی اصول حدیث کی رو سے ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلے کی مرفوع روایات کا مختصر جامع جائزہ درج ذیل ہے:

1- مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

”ابن أبي عدي عن سعيد عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك ابن الحويرث أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه في صلاة ته وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه“

[السنن الكبرى للنسائي ج ۱ ص ۲۲۸ ح ۶۷۲، واللفظ له، السنن المجتبى للنسائي ج ۱ ص ۱۲۹ حدیث ۱۰۸۶ التعلیقات السلفیہ، علی تصحیف فیہ، الحلی لابن حزم من طریق النسائي ج ۳ ص ۹۲ مسئلہ ۴۴۲، فتح الباری عن النسائي ج ۲ ص ۲۲۳ تحت حدیث ۷۳۹]

اس حدیث پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ مختصر عرض ہے کہ المجتبى میں ”شعبہ“ عن قتادة کا لفظ تصحیف اور غلط ہے۔ صحیح لفظ ”سعيد“ عن قتادة ہے جیسا کہ المجتبى کی اصل، السنن الكبرى میں ہے۔ المجتبى اسی کتاب کا اختصار ہے۔

[حاشیہ السندھی علی النسائي ج ۱ ص ۳ ظفر المصلین باحوال المصنفین یعنی حالات مصنفین درس نظامی ص ۱۰۷]

جب اصل میں ”سعيد“ ہے تو اس کے اختصار یا انتخاب میں ”شعبہ“ بن جانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ استاذ محترم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اور الاستاذ احمد بن محمد

بن شا کر رحمہ اللہ وغیرہ مانے بھی اسے تصحیف قرار دیا ہے۔ [التعلیقات السلفیہ ص ۱۲۹، وغیرہ]
 بلکہ انور شاہ کشمیری دیوبندی اور محمد یوسف بنوری دیوبندی بھی اسے تصحیف (غلط)
 ہی سمجھتے ہیں۔ کما تقدم

السنن المجتبی للنسائی میں دوسرے مقامات پر بھی کاتبوں کی غلطی سے ”سعید“ کو ”شعبہ“
 لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً:

کتاب الجنائز باب ۱۰۶، انتخاب القبور مساجد (ح ۲۰۲۸) (التعلیقات السلفیہ ج ۱
 ص ۲۳۳) یہی روایت السنن الکبریٰ للنسائی (ج ۱ ص ۶۵۸ ح ۲۱۷۳) وغیرہ میں ”سعید“
 کی سند سے ہے۔ و هو الصواب

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے کمال تحقیق کرتے ہوئے بتایا کہ کاتبوں کی غلطی سے
 سعید، شعبہ اور شعبہ سعید بن جاتا ہے۔ [دیکھیے کتاب البحر وجین ۵۹/۱]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سعید (بن ابی عروبہ) ہیں جن
 کے استاذ قتادہ مشہور مدلس ہیں۔ دیکھیے کتب التذلیس وفتح الباری (جلد ۳ ص ۱۰۹) تحت
 حدیث ۷۱۳۵ (۷۱۳۶) اور ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ اصول حدیث میں یہ بات
 مقرر ہے کہ مدلس کی ”عن“ والی روایت غیر صحیحین میں عدم تصریح سماع اور عدم متابعت
 معتبرہ کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ ہشام الدستوائی (النسائی/
 المجتبیٰ ۱۰۸۸) کی قتادہ سے روایت بھی قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

قائلین رفع الیدین فی السجود کی اصح روایت کا یہ حال ہے۔ اسی پر ان کی دیگر
 روایات کی حیثیت سمجھ لیں۔

2- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

”وإذا رفع رأسه من السجود، أيضاً رفع يديه حتى فرغ من صلاته..“

إلخ [ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۳ ح ۷۲۳]

اس میں ”السجود“ مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے لہذا دوسرے

دلائل کی رو سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ چار سجدوں سے (تشہد کے بعد) اٹھتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں دو رکعتیں پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کے بعد والا رفع الیدین ہے لہذا اس حدیث سے سجدوں کے درمیان والا ”رفع الیدین“ کشید کرنا صحیح نہیں ہے۔ سیدنا واکل رضی اللہ عنہ سے بعض روایات میں ”إذا رکع وإذا سجد“ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ [سنن الدارقطنی ۲۹۱/۱ ج ۱۱۰۸]

اس کا مفہوم یہ ہے: جب آپ رکوع (کا ارادہ) کرتے تو رفع الیدین کرتے اور آپ جب سجدہ کا ارادہ کرتے تو رفع الیدین کرتے۔ یہ دونوں رفع الیدین، قبل الركوع اور بعد الركوع والے ہیں۔ حالت سجدہ و قعود والے نہیں ہیں اور یہی مفہوم حدیث ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کا ہے جسے ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہما نے روایت کیا ہے۔

3- انس بن مالک رضی اللہ عنہ

”حدثنا الثقفی عن حمید عن أنس أن النبی ﷺ كان يرفع يديه في

الركوع والسجود“ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵]

اس میں حمید الطویل مدلس ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے اور فی الركوع سے مراد قبل الركوع اور فی السجود سے مراد قبل السجود ہے یعنی یہ دونوں رفع یدین قیام والے ہیں، قعود والے نہیں ہیں۔

ابو یعلیٰ الموصلی فرماتے ہیں:

”حدثنا أبو بكر (ابن أبي شيبة) حدثنا عبد الوهاب الثقفي عن

حميد عن أنس قال رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا افتتح

الصلوة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع“

[ج ۶ ص ۲۲۲، ۲۲۵، حدیث ۱۰۳۸]

اس روایت نے اوپر والی روایت کی تشریح کر دی ہے اور یہ بات عام طالب علم بھی

جانتے ہیں کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

4- عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ

”و صلی بہم یشیر کفہ حین یقوم و حین یرکع و حین یسجد

و حین ینہض للقیام فیکوم و یشیر بیدہ“

[ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۹ حدیث ۷۳۹]

اس کی سند ابن لہیعہ کی تدلیس اور میمون کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن لہیعہ مشہور مدلس ہیں۔ (دیکھیے کتب المدلسین) اور ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ اس کا راوی میمون المکی مجہول ہے۔ [التقریب: ۷۰۵۴]

میمون سے صرف ابن ہبیرہ راوی ہیں۔ [تہذیب التہذیب] ایسا راوی، جس کا شاگرد صرف ایک ہوا اور کسی نے توثیق نہ کی ہو، مجہول العین ہوتا ہے۔ مجہول العین کی روایت محدثین کرام کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس کے متن کا بھی وہ مفہوم نہیں ہے جو بعض حضرات کشید کر رہے ہیں، بلکہ صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ قیام (تکبیر اولیٰ) کے وقت رفع الیدین کرتے اور رکوع کے وقت رفع الیدین کرتے تو (رکوع کے بعد قیام میں) سجدہ کرنے سے پہلے، رفع الیدین کرتے اور جب (دور کعتیں پڑھ کر) قیام کرتے تو رفع الیدین کرتے۔

معلوم ہوا کہ اس سے سجدوں کے درمیان، حالت قعود والا رفع الیدین ثابت کرنا صحیح نہیں ہے، ورنہ پھر بتائیے کہ رکوع کے بعد والا رفع الیدین کہاں ہے؟

5- حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

”فکان إذا سجد السجدة الأولى فرفع رأسه منها رفع یدیه تلقاء

وجهه... إلخ“

[ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۹ حدیث ۷۴۰ لختی للنسائی مع التعليقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۳۵ حدیث ۱۱۴۷]

اس کی سند نصر بن کثیر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھیے تقریب التہذیب (۷۱۴۷)

6- مع کل تکبیرۃ

بعض ضعیف روایات میں ”کان یرفع یدیه مع کل تکبیرۃ“ کے الفاظ آئے ہیں مثلاً:

☆..... عن عمیر بن قتادة [سنن ابن ماجہ ۸۶۱]

بوصیری نے زوائد میں کہا: اس سند میں رفدہ بن قضاہ ضعیف ہے اور عبد اللہ نے اپنے باپ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ انتہی
رفدہ پر جرح کی معلومات کے لیے تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

☆..... عن جابر بن عبد اللہ [مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۰]

اس کی سند میں حجاج بن ارطاة مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ الذیال بن حرمہ مجہول الحال ہے اور نصر بن باب جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ ان روایات کا مفہوم بھی وہ نہیں ہے کہ سجدوں کے درمیان رفع الیدین کیا جائے بلکہ مع کل تکبیرۃ کا مطلب وہی ہے جو ”ویرفعہما فی کل تکبیرۃ یکبرہا قبل الركوع حتی تنقضي صلاته“ کا ہے۔

[ابوداؤد ج ۱ ص ۲۶۳ حدیث ۲۲۷۷ و ترمذی ج ۱ ص ۲۲۷ حدیث ۲۲۷۷]

خلاصہ یہ کہ سجدوں میں رفع الیدین، رسول اللہ ﷺ سے با سند صحیح و صراحۃ ثابت نہیں ہے۔ جو شخص اس کے اثبات کا مدعی ہے اس سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ صرف ایک صحیح یا حسن روایت ایسی پیش کرے جس میں رکوع کے بعد والے رفع الیدین کی صراحت کے بعد، سجدوں میں کندھوں یا کانوں تک رفع الیدین کی صراحت ہو۔

تنبیہ (۱)

جناب محمد حسین السلفی نے ایک رسالہ ”سجدوں میں رفع الیدین سنت ہے“ نامی لکھا ہے جس میں ضعیف و مردود روایات کو صحیح یا حسن قرار دیا گیا ہے۔ اِنَا لِلّٰہِ وَاِنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

انھوں نے کئی روایات کا مفہوم بھی غلط بیان کیا ہے۔

حافظ محمد ایوب صابر صاحب نے ”عون الملك المعبود في تحقيق أحاديث رفع الیدین فی السجود“ کے نام سے محمد حسین صاحب کا بہترین رد کیا ہے، جسے مکتبہ السنہ نے شائع کیا ہے۔

تنبیہ (۲)

جناب ابو حفص بن عثمان بن محمد العثماني الداجلي نے عربی میں ایک رسالہ ”فضل الودود في تحقيق رفع الیدین للسجود“ لکھا ہے جس میں سجدوں میں رفع الیدین کے اثبات کی کوشش کی ہے۔ اس رسالے کی بنیادی روایات کا جواب اس مضمون میں آ گیا ہے۔ وما علينا إلا البلاغ



رفع الیدین کا حکم اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔
[قطف الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة حدیث ۳۳، نظم المتناثر من الحدیث المتواتر حدیث ۶۷، لفظ اللآلی المتناثرة فی الاحادیث المتواترة حدیث ۶۲]

صحابہ کرام مثلاً امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر، امیر المؤمنین سیدنا عمر اور امیر المؤمنین سیدنا علی وغیرہم سے بھی صراحتاً رفع الیدین ثابت ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین
بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”و لم یثبت عن أحد من أصحاب النبی ﷺ إنه لا یرفع یدیه“

اور کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں۔ [جزء رفع الیدین: ۷۶]
اس مختصر مضمون میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث مع تحقیق سند پیش کی جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قولاً وفعلاً دونوں طرح رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ والحمد للہ

عبداللہ بن القاسم فرماتے ہیں:

بينما الناس يصلون في مسجد رسول الله ﷺ إذ خرج عليهم عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال: اقبلوا علي بوجوهكم أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ التي كان يصلي و يأمر بها فقام مستقبل القبلة و رفع يديه حتى إذا بهما منكبيه و كبر ثم غص بصره ثم رفع يديه حتى إذا بهما منكبيه ثم كبر ثم ركع و كذلك حين رفع قال للقوم: هلكذا كان رسول الله ﷺ يصلي بنا۔

[نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۱۶ مسند الفاروق لابن کثیر ج ۱ ص ۱۶۵، ۱۶۶ شرح سنن الترمذی لابن سید الناس ج ۲ ص ۲۱۷ واللفظ له]

لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ (اچانک) ان کے پاس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: لوگو! اپنے چہرے میری طرف کرو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے اپنی نظر جھکالی، پھر آپ نے رفع الیدین کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے پھر آپ نے تکبیر کہی، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (رفع الیدین) کیا، جب آپ رکوع سے کھڑے ہوئے..... آپ نے (نماز کے بعد) لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اسی طرح نماز پڑھاتے تھے۔

اب اس حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

(1) عبد اللہ بن القاسم مولیٰ ابی بکر الصدیق:

آپ عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم کے شاگرد ہیں۔ آپ سے فضیل بن غزوان، قرۃ بن خالد اور ابو عیسیٰ سلیمان بن کیسان النخراسانی نے روایت کی ہے۔

[التاریخ الکبیر للبخاری ج ۵ ص ۱۷۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۱۴۰، ۱۴۱ واللفظ له]

امام بخاری اور ابو حاتم الرازی نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ حافظ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔

[کتاب الثقات لابن حبان ۴۶/۵، تہذیب الکمال ۴۲۱/۱۰، تہذیب التہذیب ۳۱۴/۵ خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال للخزرجی ص ۲۱۰]

ظفر احمد تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں:

”وکذا کل من ذکرہ البخاری فی تواریخہ ولم یطعن فیہ فہو ثقہ“

فإن عادته ذكر الجرح والمعرو حين قاله ابن تيمية“
اور اسی طرح ہر وہ راوی جسے بخاری نے اپنی تاریخوں میں ذکر کر کے جرح نہیں کی
وہ ثقہ ہے کیوں کہ آپ کی عادت ہے کہ جرح اور مجروحین کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ بات
(مجدالدین عبدالسلام بن عبداللہ) ابن تیمیہ نے کہی ہے۔

[قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۲۳، اعلیٰ السنن ج ۱۹]

ظفر احمد تھانوی صاحب کا یہ قول مرجوح ہے تاہم دیوبندیوں کو چاہیے کہ وہ اس
اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے راوی مذکور کو ثقہ قرار دیں۔ دیدہ باید!
ابن القطان الفاسی نے عبداللہ بن القاسم مذکور کو مجہول کہا ہے۔

[تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۱۲]

یہ جرح کئی وجہ سے مردود ہے:

① جب توثیق ثابت ہو جائے تو مجہول و مستور وغیرہ اقوال خود بخود مردود ہو جاتے
ہیں۔ کتنے ہی ایسے راوی ہیں جنہیں امام ابو حاتم وغیرہ نے مجہول کہا ہے، جب کہ
دوسرے محدثین انہیں ثقہ کہتے ہیں اور عمل ان کی توثیق پر ہی ہے۔ دیکھیے قواعد فی
علوم الحدیث (ص ۲۶۷)

② ابن القطان الفاسی کا ایک خاص اصول ہے کہ وہ ایسے راویوں کو مجہول کہہ دیتے ہیں
جن کی توثیق کی صراحت انہیں (اس کے معاصر سے) نہیں ملتی، حالانکہ ایسے راوی
صحیحین میں بھی موجود ہیں۔ دیکھیے قواعد الدیوبندیہ فی اصول الحدیث (ص ۲۰۵)
③ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ جس سے دو ثقہ راوی روایت بیان کریں وہ
مجہول العین نہیں ہوتا بلکہ توثیق نہ ہونے کی صورت میں مجہول یا مستور کہلاتا ہے۔ ایسے
شخص کی روایت امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔

[قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۰۴]

یہ قول اگرچہ مرجوح ہے تاہم ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو ”أجلی الأعلام أن

الفتویٰ مطلقاً علی قول الإمام، جیسی کتابیں لکھتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں:
”لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔“

[ایضاح الادلۃ ص ۲۷۶]

وہ بعض ثقہ راویوں کو مستور یا مجہول الحال کہہ کر کیوں رد کر دیتے ہیں؟
ان لوگوں کے اصول اتنے متناقض ہیں کہ ہر سلیم الفطرت انسان معلوم ہونے کے
بعد حیران ہوتا ہے کہ ان میں تطبیق کس طرح دے؟ مثلاً:
ظفر احمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”إن رواية المستور من القرون الثلاثة مقبول عندنا معشر الحنفية“
ہم حنفیوں کے نزدیک قرون ثلاثہ کے مستور کی روایت مقبول (صحیح و حجت) ہے۔
[اعلاء السنن ۲۰۴/۳]

اور فرماتے ہیں:

”الجهالة في القرون الثلاثة لا يضر عندنا“

اور قرون ثلاثہ میں مجہول ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں ہے۔ [ایضاً ص ۱۹۷]
جب کہ اسی جلد میں، یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”قلت ففيه رجل مجهول، فلا يحتج به“

اس میں ایک آدمی (رجل من آل الحارث جو کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شاگرد
تھا) مجہول ہے لہذا اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ [ص ۱۶۱] انا للہ وانا الیہ راجعون
تھانوی صاحب کی ان متعارض و متناقض پالیسیوں کی وجہ سے ایک عرب محقق
شیخ، عدا ب محمود الحمش نے اعلاء السنن کے بارے میں لکھا ہے:

”طبع هذا الكتاب مع مقدماته الثلاثة في واحد وعشرين جزءاً

وفي هذا الكتاب بلایا و طامات مخجلة.“

یہ کتاب اپنے تین مقدموں کے ساتھ اکیس جلدوں میں چھپی ہے اور اس کتاب میں مصیبتیں اور شرمندہ کرنے والی تباہیاں ہیں۔

[رواة الحدیث الذین سکت علیہم ائمة الجرح والتعديل ص ۲۷]

④ سنن ابی داود (۱۵۱۴) اور سنن ترمذی (۳۵۵۹) کی ایک روایت ”عن أبي نصيرة عن مولی لأبي بکر عن أبي بکر“ کی سند سے ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”وقول علي بن المديني والترمذي ليس إسناد هذا الحديث بذاك، فالظاهر أنه لأجل جهالة مولی أبي بکر ولكن جهالة مثله لا تضر لأنه تابعي كبير ويكفيه نسبه إلى أبي بکر فهو حديث حسن والله أعلم“
ابن مدینی اور ترمذی کا یہ قول: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے ظاہراً مولی ابی بکر کی جہالت کی وجہ سے ہے، لیکن ایسے شخص کی جہالت مضرت نہیں کیوں کہ وہ بڑا تابعی ہے اور اس کے لیے ابو بکر سے نسبت کافی ہے۔ پس یہ حدیث حسن ہے، واللہ اعلم!
[تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۶ نوٹی نشیج ص ۴۱۶]

یہ قول اگرچہ مرجوح ہے لیکن معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم، حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

[حافظ زلیعی نے کہا: ”لكن جهالته لا تضر إذ تكفيه نسبه إلى الصديق“ لیکن اس کی جہالت مضرت نہیں ہے کیونکہ اس کی صدیق سے نسبت کافی ہے (اتحاف المتقین ۵/۵۹)]

⑤ امام ابوداؤد نے عبداللہ بن القاسم کی ایک حدیث پر سکوت کیا ہے۔ [۱۷۹۳]

منذری وغیرہ سکوت ابی داؤد کی بنا پر حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔

[قواعد التھانوی ص ۸۷]

یہ قول بھی مرجوح ہے تاہم ان لوگوں پر حجت ہے جن کے نزدیک سکوت ابی داؤد حسن ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ: ہمارے شیخ الاستاذ حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے سکوت ابی داؤد پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ امام ابو داؤد کا کسی روایت پر سکوت اس کے حسن ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم حسن الحدیث ہے۔ یہ بات عقلاً بعید ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو لہذا معاصرت کی وجہ سے راجح یہی ہے کہ یہ سند متصل ہے۔ عبداللہ بن قاسم مذکور کے بارے میں حافظ مزنی لکھتے ہیں: ”رأى عمر بن الخطاب“

اس نے عمر بن خطاب کو دیکھا ہے۔ [تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۲۱]

(2) ابو عیسیٰ سلیمان بن کیسان الخراسانی:

ان سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ حافظ ابن حبان اور حافظ ذہبی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ [الکشف ج ۳ ص ۳۲۱]

لہذا ابن القطان الفاسی کا قول ”حاله مجهولة“ مردود ہے۔

(3) حیوہ بن شریح:

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ [تقریب التہذیب: ۱۶۰۰]

(4) عبداللہ بن وہب القرشی:

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ حافظ عابد ہیں۔ [التقریب: ۳۶۹۴]

(5) حجاج بن ابراہیم الازرق:

اس حدیث کو ابن وہب سے بیان کر رہے ہیں۔ کما نقلہ ابن سید الناس

ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابو حاتم الرازی نے ثقہ کہا ہے۔

[الجرح والتعذیل ج ۳ ص ۱۵۴، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۳۹]

بلکہ اسے ابن حبان اور العجلی وغیرہما نے بھی ثقہ کہا ہے۔ [الثقات ج ۸ ص ۲۰۳]

تقریب التہذیب میں ہے: ثقة فاضل [۱۱۱۸]

(6) احمد بن الحسن الترمذی:

الراوي عن حجاج بن إبراهيم صحيح بخاری کے راوی اور ”ثقة حافظ“ ہیں۔
[تقریب التہذیب: ۲۵]

(7) ابوبکر محمد بن اسحق بن خزیمہ:

الراوي عن أحمد بن الحسن الترمذی صحيح ابن خزیمہ کے مصنف اور مشہور
ثقة امام بلکہ شیخ الاسلام ہیں۔ [دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۶۵ تا ۳۸۲]
(8) ابوالاحمد الحسین بن علی بن محمد بن یحییٰ:

حسینک الراوی عن ابن خزيمة خطیب نے کہا: ”كان ثقة حجة“
[تاریخ بغداد ۴/۷۲ ص ۴۱۵۴]

(9) ابو عبد اللہ الحافظ:

الحاكم النيسابوري الراوي عن حسينك/ صاحب المستدرک علی
الصحيحين مشہور ثقة و صدوق امام ہیں۔
(10) الامام البیهقی صاحب الخلافيات:
الراوي عن الحاكم: مشہور ثقة بالاتفاق امام اور السنن الکبریٰ وغیرہ کے مصنف ہیں۔
اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ اس کے متعدد شواہد بھی
موجود ہیں مثلاً:

۱۔ حدیث الحکم قال: رأيت طائفاً يرفع يديه إذا افتتح الصلوة

وإذا ركع وإذا رفع من الركوع رفعهما، فسألت بعض أصحابه

فقال: أنه يحدثه عن ابن عمر عن عمر عن النبي ﷺ
[السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۷]

اسے حاکم نے محفوظ کہا ہے۔ یہاں پر ”بعض أصحابه“ مضر نہیں ہے کیوں کہ

خطیب بغدادی نے اس حدیث پر ”من اجتزأ بالسماع النازل مع كون الذي حدث عنه موجوداً“ کا باب باندھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ حکم بن عتیبہ نے یہ حدیث طاؤس کے سامنے بیان کی ہے۔ [الجامع لاهلاق الراوی وآداب السامع ج ۱ ص ۱۱۶-۱۱۸]

چونکہ طاؤس کا انکار ثابت نہیں لہذا یہ روایت الحکم عن طاؤس متصل ہے۔ اس پر صاحب ”الامام“ کی جرح صحیح نہیں ہے۔

۲۔ حدیث بخلف بن آیوب البلخی عن مالک بن أنس عن الزهري

عن سالم عن أبيه عن عمر۔۔ إلخ [نصب الراية ج ۱ ص ۲۱۶]

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ خلف کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

[خلف مختلف فیہ راوی ہے ابو حاتم رازی کہتے ہیں: یروی عنه تہذیب الکمال ج ۵ ص ۴۷۳]

تنبیہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

۳۔ حدیث : راشد بن سعد عن محمد بن سہم عن سعید بن

المسيب قال زأيت عمر بن الخطاب يرفع يديه حذو منكبيه إذا

افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع .

و فيه من يستضعف [نصب الراية ج ۱ ص ۴۱۷]

محمد بن سہم کا ترجمہ التاریخ الکبیر للبخاری والجرح والتعديل لابن ابی حاتم میں

مذکور ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقافت میں ذکر کیا۔ [ج ۷ ص ۴۲۵]

راشد بن سعد کثیر الارسال ہے۔ [تقریب التہذیب: ۱۸۵۴]

اور اگر اس سے مراد رشید بن سعد ہے تو ضعیف ہے۔ [ایضاً: ۱۹۴۲ ملخصاً]

معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔

اس کے دیگر شواہد بھی ہیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر

دوبارہ نہ کرتے۔ [الطحاوی والبیہقی بحوالہ نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۵ بروایت ابراہیم عن الاسود عنه]

اس کی سند ابراہیم النخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں دوسری علتیں بھی ہیں۔

اس مختصر تحقیق سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین قبل الركوع وبعده کا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فعلاً بھی ثابت ہے اور قولاً بھی۔

”کان یأمر بها“ سے حکم ثابت ہوتا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ((صلوا كما رأيتموني أصلي)) [صحیح البخاری ج ۱ ص ۸۸ حدیث ۶۳۱]

اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ہی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کر کے نماز پڑھی ہے۔ [صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ج ۲ ص ۷۳۷ صحیح مسلم: ۳۹۱]

لہذا رفع الیدین کا حکم ثابت ہو گیا۔

- سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے متعدد مسائل معلوم ہوتے ہیں، مثلاً:
- (۱) شاگردوں کو تعلیم کے لیے استاد خود انھیں نماز پڑھ کر سکھائے۔
 - (۲) رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کا حکم دیتے تھے۔
 - (۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت اور تبلیغ سنت کے جذبہ مبارکہ سے سرشار تھے۔
 - (۴) ہر نماز میں حسب استطاعت، قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔
 - (۵) کندھوں تک رفع الیدین کرنا صحیح اور غیر منسوخ ہے۔
 - (۶) رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو لوگوں میں سے کسی شخص کو تو امیر المؤمنین پر اعتراض کرنا چاہیے تھا مگر ایسا قطعاً منقول نہیں ہے۔
 - (۷) پہلے رفع الیدین اور پھر تکبیر کہنا صحیح ہے۔ اسی طرح دوسری احادیث کی رو سے پہلے تکبیر اور بعد میں رفع الیدین یا تکبیر مع رفع الیدین بھی صحیح ہے۔
 - (۸) نماز میں نظر جھکا کر رکھنی چاہیے۔

(۹) ”ثم قام قدراً يقرأ بأم القرآن و سورة من المفصل“ کے الفاظ سے نماز

- میں سورہ فاتحہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔
 (۱۰) رکوع میں گھٹنوں پر ہتھیلیاں پھیلا کر رکھنا صحیح ہے۔
 (۱۱) تعدیل ارکان ضروری ہے۔
 (۱۲) صرف تین تسبیحات، رکوع و سجود میں پڑھنا صحیح ہے۔
 (۱۳) اگر نماز صرف دو رکعتیں ہو تو دوسری رکعت کے آخر میں تشهد میں تو رک کرنا صحیح و مسنون ہے۔

”ثم صلی رکعة أخرى مثلها ثم استوی جالساً فَنَحَى رجليه عن

مقعدته وألزم مقعدته الأرض“..... إلخ

(۱۴) نماز سے خروج کا طریقہ سلام (السلام علیکم) ہے۔



رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: أخبار الفقهاء والمحدثین؟

مسئلہ رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت اخذ کی گئی ہے جسے کچھ عرصہ سے بہت زور و شور سے تحریر و تقریر میں بیان کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ”ترک رفع یدین“ نامی ایک کتاب چھپی ہے جس میں اس روایت کو ”اخبار الفقهاء والمحدثین“ کے حوالے سے لکھا گیا ہے لہذا اس روایت کی بھی تحقیق پیش خدمت ہے:

روایت کا متن

”اخبار الفقهاء والمحدثین“ میں لکھا ہوا ہے:

حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيى: حدثني عثمان بن سودة ابن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن أسلم عن عبد الله بن عمر قال: كنا مع رسول الله ﷺ بمكة نرفع أيدينا في بدء الصلاة وفي داخل الصلاة عند الركوع فلما هاجر النبي ﷺ إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلاة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلاة۔

[ص ۲۱۴ ت ۳۷۸، ترک رفع یدین ص ۴۹۱]

تاریکین رفع یدین کی پیش کردہ روایت کئی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔
دلیل نمبر ۱:

”اخبار الفقهاء والمحدثین“ نامی کتاب کے شروع (ص ۵) میں اس کتاب کی کوئی

سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے:

”تم الكتاب والحمد لله حق حمده وصلى الله على محمد وآله

وكان ذلك في شعبان من عام ٢٨٣ ھ“

کتاب مکمل ہوگئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان ۲۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ [ص ۲۹۳]

اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیر وانی (متوفی ۳۶۱ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (۱۲۲) سال بعد اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیر وانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔
دلیل نمبر ۲:

اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیر وانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

”عثمان بن محمد بن خشيش القير واني عن ابن غانم قاضي إفريقية أظنه ، كان كذاباً“

عثمان بن محمد بن خشيش القير وانی، ابن غانم قاضی افریقیہ سے روایت کرتا ہے، میرا خیال ہے، یہ کذاب تھا۔ [المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۵۰ ت ۴۰۵۹]
عثمان بن محمد: کذاب قیر وانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیر وانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے۔

یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیر وانی سے منسوب کتاب میں لکھا ہوا ہے:

” قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عني بطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله و كان مفتي أهل موضعه توفي ٣٢٠“
خالد بن سعد نے کہا: عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے، اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزیں لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۶]

اس عبارت میں توثیق کا نام و نشان نہیں ہے۔
غلام رسول نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل لکھا ہے:
”جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحب فضیلت ہیں اور اپنے موضع کے مفتی تھے۔“ [ترک رفیعین ص ۴۹۳]!!
دلیل نمبر ۳:

عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ اخبار الفقہاء میں لکھا ہوا ہے:

” قال عثمان بن محمد قال عبيد الله بن يحيى : كان عثمان بن سوادة ثقة مقبولا عند القضاة والحكام....“

چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہذا عبید اللہ بن یحییٰ سے یہ توثیق ثابت نہیں ہے۔
نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔
دلیل نمبر ۴:

عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات اور معاشرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۱ھ ہے۔

دلیل نمبر ۵:

محمد بن حارث کی کتابوں میں ”اخبار القضاۃ والمحدثین“ کا نام تو ملتا ہے مگر ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کا نام نہیں ملتا۔ دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۳۷۲/۲) ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کحالیہ نے ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کا ذکر کیا ہے۔ [معجم المؤلفین ۲۰۴/۳]

اس طرح معاصر خیر الدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ [الاعلام ۷/۶۷۶] جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر ۶:

مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے: ”وکان یحدث بحديث رواه مسنداً في رفع الیدین وهو من غرائب الحديث وأراه من شواذها“

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔

[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۲]

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔ غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے ”کمال دیانت“ سے کام لیتے ہوئے ”من شواذها“ کی جرح کو چھپا لیا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ۷:

اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح و مستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

[صحیح مسلم ۱۶۸/۱ ج ۳۹۱ صحیح بخاری ۱۰۲/۱ ج ۴۳۷]

مالک بن حویرث اللیشی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جب آپ ﷺ (مدینہ منورہ میں) غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔

[دیکھئے فتح الباری ج ۲ ص ۱۱۰ ج ۶۲۸]

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ شروع نماز رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۷۳ ج ۴۰۱] عینی حنفی لکھتے ہیں:

”وائل بن حجر أسلم في المدينة في سنة تسع من الهجرة“

اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (۹) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے۔

[عمدة القاری ج ۵ ص ۲۷۷]

۹ھ میں جو وفود نبی ﷺ کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱]

اس کے بعد (اگلے سال ۱۰ھ) آپ دوبارہ آئے تھے، اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا۔ [سنن ابی داود: ۷۲۷، صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۶۹/۳ ج ۱۸۵۷]

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں چھوڑا بلکہ آپ ﷺ مدینہ میں بھی رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر ۸:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ۳۴۱۲ ح ۶۹۴، ۶۹۵، وسندہ حسن]

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے وہ آپ ﷺ کے آخری چار سالوں میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری تحقیق: ۲۲]

اس روایت مذکورہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام ابو حنیفہ کے استاد عطاء بن ابی رباح بھی رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین کرتے تھے۔

[جزء رفع الیدین: ۶۲، وسندہ حسن]

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رکوع والارفع یدین متروک یا منسوخ بالکل نہیں ہوا تھا لہذا ”اخبار الفقہاء“ والی روایت جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ۹:

مشہور تابعی نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت (چاروں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲۲ ح ۷۳۹]

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رفع یدین منسوخ ہو جائے اور پھر بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ رفع یدین کرتے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں سب سے آگے تھے۔

دلیل نمبر ۱۰:

نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔

[جزء رفع الیدین: ۵۱۵ اسنادہ صحیح]

امام نووی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”یاسنادہ الصحيح عن نافع“

نافع تک اس کی سند صحیح ہے۔ [المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۵]

یہ کس طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بروایت ابن عمر منسوخ ہو جائے پھر اس کی ”منسوخیت“ کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس نامعلوم و مجہول جاہل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین ۴۰، ۷۶، والمجموع للنووی ۳/۴۰۵]

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی، صحابہ کرام میں سے نہیں تھا بلکہ کوئی مجہول و نامعلوم شخص ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ والی روایت موضوع اور باطل ہے لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے ”حدیث صحیح“ کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ وما علینا الا البلاغ (۲۱ محرم ۱۴۲۶ھ)



رفع الیدین قبل الركوع و بعده ایک تحقیقی مضمون

تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے سنت و (بلحاظ لغت) مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین درج ذیل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے:

(1) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”رأيت رسول الله ﷺ إذا قام في الصلوة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه، وكان يفعل ذلك حين يكبر للركوع و يفعل ذلك إذا رفع رأسه من الركوع و يقول: ((سمع الله لمن حمده)) ولا يفعل ذلك في السجود“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز میں (تکبیر تحریمہ کے لئے) کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے۔ آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے وقت ایسا ہی کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے تھے اور فرماتے: ((سمع الله لمن حمده)) اور آپ ﷺ سجدوں میں (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

[البخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰ و ترمذی: ۸۶۱-۸۶۳]

(2) ابو قتلابہ (مشہور تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ

أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ثم رفع يديه وإذا أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا“

انھوں نے مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا: وہ جب نماز پڑھتے، تکبیر (اللہ اکبر)

کہتے پھر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو) رفع یدین کرتے اور حدیث بیان کرتے تھے کہ

بے شک رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ [مسلم: ۳۹۱/۲۴، البخاری: ۷۳۷]

(3) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز میں داخل ہوئے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا (کانوں تک) پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کپڑا لپیٹ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ باہر نکال کر رفع یدین کیا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا (اور) رفع یدین کیا، پھر جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ [مسلم: ۴۰۱/۵۴]

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ کرام نے اس حدیث کی تصدیق فرمائی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ [ابوداؤد: ۷۳۰، سندہ صحیح]

نیز درج ذیل صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

(4) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: (۱) وسندہ حسن، ابوداؤد: ۷۴۳، ۷۶۱، الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: ”هذا حديث حسن صحيح“ ابن ماجہ: ۸۶۴ وصحہ ابن خزیمہ: ۵۸۴، واحمد بن حنبل (نصب الراية ۴/۱۲۲)]

اس کا راوی عبد الرحمن بن ابی الزناد: حسن الحدیث ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/۱۶۸، ۱۷۰)

(5) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [ابن خزیمہ: ۶۹۴، ۶۹۵ وسندہ حسن]

(6) ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ [الدارقطنی: ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ وسندہ صحیح]

(7) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ [البیہقی فی السنن الکبریٰ ۷۳۲ وقال: ”روایت ثقات“ وسندہ صحیح]

(8) جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

[مسند السراج، قلمی ص ۵۲ مطبوع: ح ۹۲، وسندہ حسن، ابن ماجہ: ۸۶۸ ابوالزیر المکی نے سماع کی تصریح کر دی]

ہے اور ابو حذیفہ حسن الحدیث راوی ہے۔]

(9) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ [ابوداؤد: ۳۰۷۰ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین والی روایت متواتر ہے۔ دیکھیے
نظم المتن اثر فی الحدیث المتواتر ص ۳۱، ۳۲

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد درج ذیل صحابہ کرام رکوع سے پہلے اور رکوع کے
بعد والے رفع یدین پر (بغیر کسی انکار کے) عمل پیرا تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

(1) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

[بخاری: ۳۹۷۰ وسندہ صحیح، وأخطأ من أعله وقال البغوي: هذا الحديث صحيح (شرح السنة ۲/۳۱۷)]

(2) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [بخاری: ۸۷۳۰ و مسلم: ۳۹۱]

(3) ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ [الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱ وسندہ صحیح]

(4) ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [البیہقی ۳۶۲ وسندہ صحیح]

(5) عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما [البیہقی ۳۶۲ وقال: "روايت ثقات" وسندہ صحیح]

(6) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [عبد الرزاق فی المصنف ۶۹۲ ح ۲۵۲۳، ابن ابی شیبہ ۲۳۵ وسندہ حسن]

(7) انس بن مالک رضی اللہ عنہ [جزء رفع یدین: ۲۰ وسندہ صحیح]

(8) جابر رضی اللہ عنہ [مسند السراج قلمی ص ۲۵ وسندہ حسن]

(9) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین: ۲۲ وسندہ صحیح]

(10) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[الخلافيات للبيهقي بحواله شرح الترمذي لابن سيد الناس، قلمی ج ۲ ص ۲۱۷ وسندہ حسن]

مشہور تابعی، امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام
(رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد
رفع یدین کرتے تھے۔ [البیہقی فی السنن الکبریٰ ۵/۲ ح ۷۵۷۲ وسندہ صحیح]

صحابہ کرام کے ان آثار کے مقابلے میں کسی صحابی سے باسند صحیح وحسن: ترک رفع الیدین

قبل الركوع وبعده ثابت نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کسی ایک صحابی سے بھی رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے“

[جزء رفع الیدین: ۷۷ و المجموع شرح المہذب للہوئی ۳/۴۰۵]

لہذا معلوم ہوا کہ رفع یدین کے عمل پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

اگر رفع یدین متروک یا منسوخ ہوتا تو صحابہ کرام بالاتفاق اس پر عمل نہ کرتے، ان کا

اتفاق و اجماع یہ ثابت کر رہا ہے کہ ترک رفع یدین یا منسوخیت کا دعویٰ، سرے سے ہی باطل

ہے۔ مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نماز میں آدمی جو (مسنون) اشارہ کرتا ہے تو اسے ہر اشارے کے بدلے (ہر انگلی پر)

ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔

[الطہرانی فی المعجم الکبیر ج ۱ ص ۲۹۷ ح ۸۱۹ وسندہ حسن]

یہ اثر حکماً مرفوع ہے اور مرفوعاً بھی مروی ہے دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ (ج ۷ ص ۸۲۸

ح ۳۲۸۶) عموم قرآن (سورۃ الانعام: ۱۶۱) بھی اس کا مؤید ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ،

محدث فقیہ مشہور نے اس اثر سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین

پر، ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں دیکھئے معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (قلمی ج ۱

ص ۲۲۵ وسندہ صحیح) امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اس اثر سے ”رفع الیدین

فی الصلوۃ“ پر استدلال کرتے ہیں۔

[دیکھئے مسائل احمد روایت عبد اللہ بن احمد ۲۳۷ و التلخیص الحجیر ۱/۲۲۰]

مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد

اب مخالفین رفع یدین، تارکین اور مدعیان نسخ کے شبہات کا مختصر اور جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

(1) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟

پھر انھوں نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہیں کیا مگر صرف پہلی دفعہ

[ابوداؤد: ۴۸ من طریق سفیان (الثوری) عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد اللہ بن مسعود بہ وقال: "هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ" الترمذی: ۲۵۷ وقال: "حديث حسن" النسائی: ۱۰۲۷، ۱۰۵۹، یہ روایت لمحاظ سند ضعیف ہے۔]

اس روایت کی سند میں ایک راوی امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس ہیں اور روایت عن سے کر رہے ہیں لہذا اصول حدیث کی رو سے یہ سند ضعیف ہے۔ سفیان الثوری کے شاگرد ابو عاصم (الضحاک بن مخلد النخعی) ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

”نری أن سفیان الثوری إنما دلّسه عن أبي حنیفة“

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک سفیان ثوری نے اس روایت میں ابو حنیفہ سے تدلیس کی ہے۔ [سنن الدارقطنی ۲۰۱۳ ج ۳۲۳ وسندہ صحیح]

حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں:

”وأما المدلسون الذين هم ثقات و عدول فإننا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش و أبي إسحاق و أضربهم....“

اور مدلس جو ثقہ و عادل ہیں جیسے (سفیان) ثوری، اعمش اور ابواسحاق (السبیعی)

وغیر ہم تو ہم ان کی (بیان کردہ) احادیث سے حجت نہیں پکڑتے الا یہ کہ انھوں نے سماع کی تصریح کی ہو۔ [الاحسان، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ۱۶۱/۱ قبل ج ۱]
قسطلانی، یعنی اور کرمانی فرماتے ہیں:

سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند سے (اس روایت میں) سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

[ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، القسطلانی ج ۱ ص ۲۸۶، عمدۃ القاری للیعنی ج ۳ ص ۱۱۲، شرح الکرمانی ج ۳ ص ۶۲]
ابن الترمذی نے کہا: ”الثوری مدلس و قد عنعن“، ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ [الجوہر النقی ج ۸ ص ۳۶۲]
تفصیل کے لئے دیکھئے میرا رسالہ ”التأمیس فی مسألة التذلیس“ [ص ۲۰، ۳۲]

تنبیہ اول

سفیان ثوری کی اس معنعن روایت کی نہ کوئی متابعت ثابت ہے اور نہ کوئی شاہد، لعل للدارقطنی میں متابعت والا حوالہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

تنبیہ ثانی

امام ابن المبارک، الشافعی، ابوداؤد اور دارقطنی وغیرہم/ جمہور محدثین نے اس روایت کو غیر ثابت شدہ اور ضعیف قرار دیا ہے۔

2) یزید بن ابی زیاد الکوفی نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (ثقت تابعی) سے روایت کی ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور) پھر دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

[ابوداؤد: ۵۲، وقال: هذا الحديث ليس بصحيح]

یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یزید کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یزید بن ابی زیاد کی متابعت میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے۔

[ابوداؤد: ۷۴۹ وسندہ ضعیف، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت یزید بن ابی زیاد سے لی ہے۔
[کتاب العلل لاجہد بن حنبل ج ۱ ص ۱۴۳ رقم ۶۹۳ و معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۹ مخطوط] لہذا یہ متابعت
مردود ہے۔]

اس روایت میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
دیکھئے فیض الباری لا نور شاہ الکشمیری الدیوبندی (ج ۳ ص ۱۶۸)

(3) باطل سند کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:
میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ شروع نماز میں
تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

[الدارقطنی ۲۹۵/۱ ح ۱۱۲۰ و قال: "تفرد بہ محمد بن جابر وکان ضعیفا"]

اس کا راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ [مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۱]
امام احمد بن حنبل نے محمد بن جابر کی اس روایت کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث
منکر ہے۔ [کتاب العلل ج ۱ ص ۵۱۴ رقم ۷۰۱]

حاکم نیشاپوری نے کہا: "ہذا إسناد ضعیف" [معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۲۰]
اس روایت میں دوسری علت یہ ہے کہ حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔

[دیکھئے مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۰، ۹۱۱ و قال: "ولا یقبل من حدیث حماد بن أبی سلیمان إلا ما رواه
عنه القدماء: شعبۃ و سفیان الثوری و الدستوائی و من عدا هؤلاء وروا عنه بعد الاختلاط" حماد
بن ابی سلیمان کی صرف وہی حدیث مقبول ہے جسے شعبہ، ثوری اور (ہشام) الدستوائی نے بیان کیا ہے۔ ان کے
علاوہ سب لوگوں نے حماد کے اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔]

(4) بعض لوگ حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی سے
ایک روایت "فلا یرفع" (ج ۶ ص ۶۱۴) پیش کرتے ہیں حالانکہ مسند حمیدی کے دو قدیم
نسخوں اور حسین سلیم اسد الدارانی (الشامی) کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی میں
"فلا یرفع" کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ رفع یدین کا اثبات ہے۔

[مطبوعہ دارالقفا، دمشق، داریا، ج ۱ ص ۵۱۵ ح ۶۲۶]

حسین الدارانی کے نسخے میں حدیث مذکور کی سند و متن پیش خدمت ہے:

”۲۲۶۔ حدثنا الحميدي قال: حدثنا سفيان قال: حدثنا الزهري

قال: أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ

إذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما

يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدين“

ابو نعیم الاصبہانی نے المستخرج علی صحیح مسلم میں یہ روایت حمیدی کی سند سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کی ہے۔ [ج ۲ ص ۱۲۷ ح ۸۵۶]

(5) بعض لوگ مسند ابی عوانہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں ”لا يرفعهما“ سے پہلے ”و“ گر گئی ہے حالانکہ مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں یہ ”و“ موجود ہے جس سے رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے نفی نہیں ہوتی۔

(6) بعض لوگ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں ترک رفع یدین کا ذکر نہیں ہوتا مثلاً المدونۃ الکبریٰ (ج ۱ ص ۷۱) کی روایت وغیرہ، حالانکہ ایک روایت میں ذکر موجود ہونے کے بعد دوسری روایت میں عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔

[نیز دیکھئے الجوهري لابن الترمذي الحنفی ج ۳ ص ۳۱۷، الدرر المعیہ ج ۱ ص ۱۷۷]

دوسرے یہ کہ المدونۃ الکبریٰ غیر ثابت اور غیر مستند کتاب ہے۔ دیکھئے میری کتاب القول المتین فی الجبر باتنا میں (ص ۷۳)

(7) بعض لوگ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس طرح دیکھتا ہوں جیسے شریگھڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔

[مسلم: ۴۳۰ و ترمذی: ۹۶۸]

یہ روایت مسند احمد (ج ۵ ص ۹۳ ح ۲۱۱۶۶) میں ”وهم قعود“ (اور وہ بیٹھے ہوئے تھے) کے الفاظ کے ساتھ مختصراً موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت قیام والے رفع یدین کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس میں قعدے (تشہد) والی حالت بیٹھنے میں

ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ شیعہ ”حضرات“ کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ آج بھی کیا جاسکتا ہے۔ شیعہ کے رد والی حدیث کو اہل سنت کے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا ظلم عظیم ہے۔

اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کرنے والے کو ”لا یعلم“ (بے علم) قرار دیا ہے۔ [جزء رفع الیدین تحقیقی: ۳۷]

امام نووی اس استدلال کو بدترین جہالت کہتے ہیں۔ [المجموع شرح المہذب ج ۴ ص ۴۰۳]
محمود حسن دیوبندی ”اسیر مالٹا“ فرماتے ہیں کہ
”باقی اذناہ الخیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقت سلام نماز میں اشارہ بالید بھی کرتے تھے آپ ﷺ نے اس کو منع فرمادیا“

[الورد الشذی علی جامع الترمذی ص ۶۳، تقاریر شیخ الہند ص ۶۵]

محمد تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں کہ

”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے“ [درس ترمذی ج ۲ ص ۳۶]

معلوم ہوا کہ رفع الیدین قبل الركوع وبعده کے خلاف ایک روایت بھی ثابت نہیں ہے۔



مسئلہ رفع الیدین اور طاہر القادری صاحب

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد:

”پی ایچ ڈی“ والے ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے ”المنهاج السوي من الحديث النبوي“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بریلوی مسلک کو ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر انھوں نے ”تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان“ کا عنوان مقرر کر کے رفع یدین کے خلاف چودہ (۱۴) روایات مع حوالہ پیش کی ہیں۔ [ص ۲۲۳ تا ۲۲۹]

اس مضمون میں ان روایات پر تبصرہ و تحقیق پیش خدمت ہے:

تنبیہ: عربی عبارات اور بہت سی تحریجات کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، صرف روایت نمبر: ۱۲/۲۵۹ کو مع عربی عبارت نقل کیا گیا ہے۔

طاہر القادری صاحب کی پہلی دلیل (۲۴۸/۱):

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد کروادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے۔“ [صحیح بخاری: ۱/۲۷۱ ج ۸۵۱....] (المنهاج السوي ص ۲۲۳)

تبصرہ:

ہمارے نسخہ میں اس روایت کا نمبر ۸۴۷ ہے۔ اس حدیث میں رفع یدین کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف یہی مسئلہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدوں سے) اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔ تمام اہل حدیث کا اس مسئلے پر عمل ہے۔ والحمد للہ

اس روایت میں پہلے رفع یدین کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ ایک روایت میں ذکر ہو اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ ابن الترمذی (حنفی) لکھتے ہیں کہ

”ومن لم يذكر الشيء ليس بحجة على من ذكره“

اور جو شخص ذکر نہ کرے اس کی بات اس پر حجت نہیں ہے جو ذکر کرے۔

[الجوہر النقی ج ۳ ص ۳۱۷]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ

”اور آگاہی رکھنے والے، آگاہی نہ رکھنے والوں کی بنسبت فیصلہ کن ہوتے ہیں۔

واللہ اعلم“ [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور]

جس طرح اس روایت کو تکبیرِ اولیٰ والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے اسی طرح اسے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا بھی غلط ہے۔ نیز دیکھئے تیسری دلیل مع تبصرہ (۲۵۰/۳)

دوسری دلیل (۲۴۹/۲):

”حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھیں نماز پڑھایا کرتے

تھے، وہ جب بھی جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو

فرمایا: تم میں سے میری نماز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۲۱، ۷۵۲، صحیح مسلم: ۲۹۳۱، ۳۹۲... (المنہاج السوی ص ۲۲۳)]

تبصرہ:

یہ روایت صحیح بخاری والے ہمارے نسخہ میں نمبر ۷۸۵ پر ہے۔ صحیح مسلم کے دارالسلام والے نسخہ میں اس کا نمبر ۸۶۷ ہے۔

اس روایت میں بھی رفع یدین کے نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ (سجدوں میں) جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا

غلط ہے۔

فائدہ: عطاء (بن ابی رباح) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ (نماز کے لئے) تکبیر کہتے وقت، اور رکوع کرتے وقت (اور رکوع سے اٹھتے وقت) رفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: ۲۲۰ وسندہ صحیح]

تیسری دلیل (۲۵۰/۳):

”حضرت مطرف بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں: میں اور حضرت عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی جب انہوں نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی جب سر اٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو تکبیر کہی۔ جب نماز مکمل ہو گئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کی نماز یاد کرا دی ہے۔ (یا فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے۔“

[صحیح بخاری: ۲۱/۲۷۷ ح ۵۳۷ صحیح مسلم: ۱/۲۹۵ ح ۳۹۳ ...] (المہناج السوی ص ۲۲۲)

تبصرہ:

یہ روایت صحیح بخاری (۷۸۶) اور صحیح مسلم (ترقیم دار السلام: ۸۷۳) میں موجود ہے لیکن اس روایت میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ سجدوں اور دو رکعتوں سے قیام پر تکبیرات کا مسئلہ ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا مردود ہے ورنہ پھر اس طرز استدلال کی وجہ سے تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی متروک یا منسوخ ہو جائے گا!

فائدہ: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز (پڑھنے) کے لئے کھڑے ہوتے وقت، رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

[جزء رفع الیدین للبخاری: ۱ وسندہ حسن واللفظ لہ، سنن الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: ”حسن صحیح“ صحیح ابن خزیمہ:

۵۸۴، صحیح ابن حبان، بحوالہ عمدۃ القاری للعلینی ۲۷۷/۵

اس حدیث کے راوی عبد الرحمن بن ابی الزناد کی حدیث حسن ہوتی ہے۔

[دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۶۸/۸، ۱۷۰]

محدثین کرام کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۱ تحقیقی والسنن الکبریٰ للبیہقی ۸۱، ۸۰، ۸۱، مسائل احمد ۳۴۳]

چوتھی دلیل (۲۵۱/۴):

”حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے جب کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک کو سیدھا کرتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی اور جب دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۲/۱، ۵۶۱، صحیح مسلم: ۲۹۳/۱، ۳۹۲] (المناہج السوی ص ۲۲۵)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ میں، صحیح بخاری (۷۸۹) و صحیح مسلم (دار السلام: ۸۶۸) میں موجود ہے۔ اس روایت میں بھی ترک رفع یدین کا کوئی مسئلہ مذکور نہیں ہے بلکہ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ اور ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کے ساتھ ساتھ تکبیروں کا بیان ہے لہذا اس حدیث کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔ محدثین کرام میں سے کسی قابل اعتماد محدث نے ایسی روایات کو رفع یدین کے خلاف پیش نہیں کیا۔ حدیث نمبر ۲ کے تبصرہ میں راقم الحروف نے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد

رفع یدین کرتے تھے۔ لہذا راوی کے عمل کے بعد اس روایت سے ترکِ رفع یدین کا مسئلہ کشید کرنا راوی حدیث کی صریح مخالفت کے مترادف ہے۔

پانچویں دلیل (۲۵۲/۵):

”ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے خواہ وہ فرض ہوتی یا دوسری، ماہِ رمضان میں ہوتی یا اس کے علاوہ جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتے۔ پھر سجدہ کرنے سے پہلے ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہتے۔ پھر جب سجدے کے لئے جھکتے تو ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسری رکعت کے قعدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے، اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر فارغ ہونے پر فرماتے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم سب میں سے میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے تادمِ وصال اسی طریقہ پر نماز ادا کی۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۱۰ ج ۷ ص ۷۷۰....] (المنہاج السوی ص ۲۲۶)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ صحیح بخاری میں نمبر ۸۰۳ پر موجود ہے۔ اس حدیث میں بھی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور تکبیرات کا ذکر ہے لیکن رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہذا ایسی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔

حدیث نمبر ۲ کے تبصرہ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے

اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی آخری نماز وہی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔ اس طریقہ استدلال سے خود بخود ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ کی آخری نماز رفع یدین والی تھی، آپ سے ترک رفع یدین باسند صحیح یا حسن قطعاً ثابت نہیں ہے۔

چھٹی دلیل (۲۵۳/۶):

”حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ اور یہ نماز کے معینہ اوقات کے علاوہ کی بات ہے۔ سوانہوں نے قیام کیا، پھر رکوع کیا تو تکبیر کہی پھر سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا، پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا پھر سجدہ کیا۔ پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا۔ انہوں نے ہمارے ان بزرگ حضرت عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب کا بیان ہے وہ ایک ایسا کام کرتے جو میں نے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔“

[صحیح بخاری: ۲۸۲۱/۷۸۵] (المنہاج السوی ص ۲۲۶، ۲۲۷)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ صحیح بخاری میں نمبر ۸۱۸، ۸۱۹ پر موجود ہے۔ اس حدیث میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ جبکہ طاہر القادری صاحب کے استدلال کے سراسر برعکس ابو قلابہ (تابعی) رحمہ اللہ سے

روایت ہے کہ انھوں نے (سیدنا) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ [صحیح البخاری: ۷۳۷، صحیح مسلم: ۳۹۱، وترقیم دار السلام: ۸۶۴، واللفظ لہ]

آپ نے دیکھ لیا کہ اس متفق علیہ حدیث سے دو مسئلے ثابت ہیں:

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
 - ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو قلابہ تابعی کے سامنے سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد الارتفاع یدین کرتے تھے۔
- لہذا جو لوگ ترک رفع یدین یا منسوخیت رفع یدین کے دعویدار ہیں، اُن کا دعویٰ باطل ہے۔ قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ طاہر القادری صاحب نے نمبر بڑھانے کے لئے چھ غیر متعلقہ، عدم ذکر والی روایات پیش کی ہیں جن کا ترک رفع یدین کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب ان کی پیش کردہ دوسری روایات پر تبصرہ پیش خدمت ہے:

ساتویں دلیل (۲۵۴/۷):

”حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور ایک مرتبہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے۔“ امام نسائی کی بیان کردہ روایت میں ہے: ”پھر انہوں نے ہاتھ نہ اٹھائے۔“

[ابوداؤد: ۲۸۶/۱، ترمذی: ۲۹۷/۱، نسائی: ۲۵۷/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۵۱، ۲۲۱/۱، ح ۶۴۵، ۱۰۹۹، مسند احمد: ۳۸۸/۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۳/۱، ح ۲۴۴] (المہاج السوی ص ۲۲)

تبصرہ:

ان تمام کتابوں میں یہ روایت ”سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمہ“ کی سند سے مروی ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ مشہور مدلس ہیں۔

ابن الترمذی (حنفی) نے کہا:

”الثوري مدلس“ ثوری مدلس ہیں۔ [الجہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲]

یعنی حنفی نے کہا:

سفیان مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی الا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔

[عمدة القاری ج ۳ ص ۱۱۲ تحت ح ۲۱۳]

یہی بات قسطلانی نے بھی لکھی ہے۔ [ارشاد الساری ج ۱ ص ۲۸۶]

احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ

”اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے“

[فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۳۵ طبعہ محققہ]

احمد رضا خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

”اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول ہے۔“ [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۶]

محمد عباس رضوی بریلوی لکھتے ہیں کہ

”یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے

ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے

انشاء اللہ بیان ہوگا۔“

[مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹ مطبوعہ: مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور]

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ یہ روایت غیر مقبول، نامقبول اور

مردود ہے۔

آٹھویں دلیل (۲۵۵/۸):

”حسن بن علی، معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ

سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ہم سے حدیث بیان کی (کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) پہلی دفعہ ہی ہاتھ اٹھائے، اور بعض نے کہا: ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔ [ابوداؤد: ۲۸۶۱/۱ ج ۴۹] (المنہاج السوی ص ۲۲۸)

تبصرہ:

یہ روایت بھی سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۲۵۴۷/۷ کا تبصرہ۔ یاد رہے کہ ابو حذیفہ وغیرہ صحابی نہیں بلکہ راویان حدیث تھے۔
نویں دلیل (۲۵۶/۹):

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے، اور پھر ایسا نہ کرتے۔“

[ابوداؤد: ۲۸۷۱/۱ ج ۵۰ و مصنف عبدالرزاق: ۷۰/۲ ج ۲۵۳ و مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۳/۱ ج ۲۴۴ و سنن الدارقطنی: ۲۹۳/۱ و شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱۱۳/۱ ج ۱۱۳] (المنہاج السوی ص ۲۲۸)

تبصرہ:

اس روایت کا بنیادی راوی یزید بن ابی زیاد الکوفی ہے۔ اس کے بارے میں محدث دارقطنی نے فرمایا: ”ضعیف یخطئ کثیراً“ وہ ضعیف تھا اور بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ [سوالات البرقانی للدارقطنی: ۵۶۱]

بیہقی نے فرمایا: ”غیر قوی“ وہ قوی نہیں تھا۔ [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶]

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

”والجمہور علی تضعیف حدیثہ“

اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ [ہدی الساری ص ۴۵۹]

بوصیری نے کہا:

”وضعفه الجمہور“ اور جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

[زوائد سنن ابن ماجہ: ۲۱۱۶]

اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یہ روایت صحیح السند نہیں ہے“

[تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری ج ۳ ص ۲۶۴ رقم: ۱۲۳۹]

ڈاکٹر صاحب کو اس قسم کی کمزور اور کچی روایت پیش نہیں کرنی چاہئے تھی۔

دسویں دلیل (۲۵۷/۱۰):

”حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف تکبیر تحریر

کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے اور یہ عمل

حضور نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کرتے۔“ [خرجہ الخوارزمی فی جامع المسانید ۱/۳۵۵]

(المنہاج السوی ص ۲۲۸)

تبصرہ:

طاہر القادری صاحب کی تخریج ”رواہ أبو حنیفہ“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے

امام ابوحنیفہ نے روایت کیا ہے حالانکہ یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اسے خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ)

نے ”أبو محمد البخاري عن رجاء بن عبد الله النهشلي عن شقيق بن

إبراهيم عن أبي حنيفة...“ کی سند سے روایت کیا ہے۔ [جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۵]

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی کے بارے میں ابوالاحمد الحافظ (حاکم کبیر)

نے فرمایا: ”كان عبد الله بن محمد بن يعقوب الأستاذ ينسج الحديث“ استاد

عبداللہ بن محمد بن یعقوب حدیثیں بناتا تھا۔

[کتاب القراءات للبیہقی ص ۷۸ رقم: ۳۸۸ دوسرے نسخہ ص ۱۵۴، ۱۵۵ و سندہ صحیح]

اس شخص کی توثیق کسی نے نہیں کی۔ اس پر شدید جرحوں کے لئے دیکھئے

میزان الاعتدال (ج ۲ ص ۲۹۶) ولسان المیزان (۳/۳۲۸، ۳۲۹) والکشف الحثیث

عمن رمی بوضع الحديث (ص ۲۳۸)

حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء والمترکین میں ذکر کیا ہے۔ [۷۶/۱ رقم: ۲۲۹۷]

رجاء بن عبد اللہ النمیشی کے حالات اور شخصیت نامعلوم ہے۔
 ثابت ہوا کہ یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے
 ثابت ہی نہیں ہے لہذا اسے ”رواہ ابو حنیفہ“ کہنا بہت بڑی غلطی ہے۔
 گیارہویں دلیل (۲۵۸/۱۱):

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ
 اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، یہ سب حضرات صرف نماز کے شروع میں
 ہی اپنے ہاتھ بلند کرتے تھے۔“
 [سنن الدارقطنی ۲۹۵/۱، مسند ابی یعلیٰ ۴۵۳/۸ ح ۵۰۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲، مجمع الزوائد ۱۰/۲
 (المہاج السوی ص ۲۲۸، ۲۲۹)]

تبصرہ:

اس روایت کا بنیادی راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
 زیلعی حنفی فرماتے ہیں کہ ”و محمد بن جابر: ضعیف“ اور محمد بن جابر ضعیف ہے۔
 [نصب الراية ص ۶۱]
 جو راوی خود حنفیوں کے نزدیک بھی ضعیف ہے اس کی روایت ڈاکٹر صاحب کیوں
 پیش کر رہے ہیں؟

یہ روایت امام دارقطنی رحمہ اللہ سنن الدارقطنی میں روایت کرنے کے بعد فرماتے
 ہیں: ”تفرد بہ محمد بن جابر و کان ضعیفاً“ اس کے ساتھ محمد بن جابر منفرد
 (اکیلا) ہے اور وہ ضعیف تھا۔ [ج ۱ ص ۲۹۵ ح ۱۱۲۰]

مسند ابی یعلیٰ کے محقق حسین سلیم اسد نے لکھا: ”إسناده ضعیف“ اس کی سند
 ضعیف ہے [۴۵۳/۸] یاد رہے کہ اسی نسخے کا حوالہ ڈاکٹر صاحب نے دے رکھا ہے۔
 امام بیہقی نے یہ روایت ذکر کر کے امام دارقطنی سے نقل کیا کہ محمد بن جابر ضعیف تھا۔
 [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹، ۸۰]

امام بیہقی بذاتِ خود دوسری جگہ محمد بن جابر الیمامی کو ضعیف لکھتے ہیں۔

[السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۴، ۱۳۵]

حافظ بیہقی نے یہ حدیث مجمع الزوائد میں ذکر کر کے فرمایا:

”رواہ أبو یعلیٰ وفیہ محمد بن جابر الحنفی الیمامی وقد اختلط
علیہ حدیثہ وکان یلقن فیتلقن“

اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور اس میں محمد بن جابر حنفی (قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک فرد)
یمامی ہے۔ اس کی حدیث اُس پر گڈ مڈ ہو گئی تھی اور وہ تلقین قبول کر لیتا تھا [پنجابی
زبان کا ”لائی لگ“ تھا] [ج ۲ ص ۱۰۱]

حافظ بیہقی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”وفیہ محمد بن جابر السحیمی وهو ضعیف“

اور اس میں محمد بن جابر السحیمی (الیمامی) ضعیف ہے۔

[مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۸۸ باب ما جاء فی القود والقصاص ومن لا تود علیہ]

آپ نے دیکھ لیا کہ اس روایت کے راوی کو ذکر کرنے والے محدثین بھی ضعیف ہی
کہتے ہیں لیکن پھر بھی ڈاکٹر صاحب ایسی کمزور روایت اپنے استدلال میں پیش کر رہے ہیں۔
اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:
”هذا حدیث منکر“ یہ حدیث منکر ہے۔

[المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۲۴۲/۱ ت ۳۲۷]

بارہویں دلیل (۲۵۹/۱۲):

”عن سالم عن أبیه قال: رأیت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة
رفع یدیه حتی یحاذی بهما، وقال بعضهم: حذو منکبیه، وإذا أراد
أن یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع، لا یرفعهما وقال بعضهم:
ولا یرفع بین السجدةین، رواه أبو عوانة۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب آپ ﷺ رکوع کرنا چاہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اور بعض نے کہا دونوں سجدوں کے درمیان (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔“
[ابوعوانہ ۴۲۳/۱ ح ۱۵۷۲] (المہاج السوی ص ۲۲۹)

تبصرہ:

یہ روایت مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:
”عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد“
ان میں ایک قلمی نسخہ ہمارے استاد محترم پیر جھنڈا شیخ الاسلام ابو القاسم محبت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے کتب خانہ سعیدیہ میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ (عکس) مدینہ یونیورسٹی میں موجود ہے۔

طاہر القادری صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے جبکہ صحیح ترجمہ درج ذیل ہے:
”سالم اپنے ابا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ دونوں (ہاتھ) برابر ہو جاتے اور بعض نے کہا: آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (رفع یدین کرتے تھے) اور دونوں (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے اور بعض نے کہا: اور سجدوں کے درمیان نہیں اٹھاتے تھے اور معنی ایک ہے۔“

معلوم ہوا کہ ”لا یرفعہما“ کا تعلق ”بین السجدتین“ سے ہے ”من الرکوع“ سے نہیں ہے۔ ”والمعنی واحد“ کے الفاظ بھی صاف صاف اسی کی تائید کر رہے ہیں۔ مگر صدافسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے دیوبندیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روایت کو رفع یدین کے خلاف پیش کر دیا ہے حالانکہ یہ حدیث رفع یدین کے اثبات کے ساتھ ”سالم عن أبیه“ کی سند سے صحیح بخاری (۷۳۶) صحیح مسلم (ج ۳۹۰) ترقیم دارالسلام: (۸۶۱) میں موجود ہے۔

محدث ابو عوانہ الاسفرائینی والی روایت میں ان کے تین استادوں کے نام مذکور ہیں: عبداللہ بن ایوب المحرمی، سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو (دیکھئے ج ۲ ص ۹۰) سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں ”ولا یرفع بین السجدتین“ اور آپ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے (۶۹/۲) کے الفاظ سے موجود ہے۔ جبکہ ”سالم عن أبیه“ والی یہی روایت صحیح مسلم میں ”ولا یرفعہما بین السجدتین“ اور آپ دونوں ہاتھ سجدوں کے درمیان نہیں اٹھاتے تھے (ج ۳۹۰) ترقیم دارالسلام: (۸۶۱) کے الفاظ سے موجود ہے۔ ابو عوانہ رحمہ اللہ نے راویوں کے درمیان الفاظ کے اس اختلاف ”ولا یرفعہما“ اور ”ولا یرفع“ کو جمع کر کے ”والمعنی واحد“ کہہ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کا تعلق سجدوں کے درمیان سے ہے، رکوع کے بعد سے نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ ”ولا یرفعہما“ کو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین سے ملا دینا غلط ہے۔

تیرھویں دلیل (۲۶۰/۱۳):

”حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر (بقیہ

نماز میں ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔“

[شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۴/۱ ج ۱۳۲۹] (المہاج السوی ص ۲۲۹)

تبصرہ:

ڈاکٹر صاحب کے پاس مرفوع حدیثیں ختم ہو گئیں۔ اب انھوں نے آثار پیش کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس پیش کردہ اثر کے ایک راوی ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس تھے۔

[دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۸، اُسماء من عرف بالتدلیس للسیوطی: ۱، کتاب المدلسین لابن زرعۃ ابن العراق: ۲، التبيين لأسماء المدلسين لسبط ابن الجعي: ۲]

یہ روایت عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔ دیکھئے ساتویں دلیل (۲۵۴/۷) پر تبصرہ اس کے برعکس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔ دیکھئے شرح سنن الترمذی لابن سید الناس (قلمی ج ۲ ص ۲۱۷) اس کی سند حسن ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے (دیکھئے صحیح بخاری: ۷۳۹) بلکہ آپ جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔

[جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: ۱۵۱ و سندہ صحیح]

لہذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

ان کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی رفع یدین ثابت ہے:

- ۱۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۷ و صحیح مسلم: ۸۶۴/۳۹۱]
- ۲۔ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ [مسائل الامام احمد، روایۃ صالح بن احمد بن حنبل، قلمی ص ۷۴ و سندہ صحیح]
- ۳۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۲۲ و سندہ صحیح]

- ۴۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۲۲ وسندہ صحیح]
- ۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے ۳۴۹/۲ کا تبصرہ]
- ۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵]
- ۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۰ وسندہ صحیح]
- ۸۔ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ [مسند السراج ص ۶۲، ۶۳، ۹۲ وسندہ حسن]
- مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
- [السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۵ وسندہ صحیح]
- منکرین رفع یدین، آثار کے معاملے میں بھی بالکل تہی دامن ہیں۔

چودھویں اور آخری دلیل (۲۶۱/۱۴):

”عاصم بن کلیب اپنے والد کلیب سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ میں ہی ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوران نماز نہیں اٹھاتے تھے۔“

[ابن ابی شیبہ ۲۱۳ ج ۲۴۴۴ (المنہاج السوی ص ۲۲۹)]

تبصرہ:

یہ بھی مرفوع حدیث نہیں بلکہ ایک غیر ثابت شدہ اثر ہے اور ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب میں آخری دلیل ہے۔ [دیکھئے المنہاج السوی من الحدیث النبوی ص ۲۲۹]

اس اثر کو کسی قابل اعتماد محدث نے صحیح نہیں کہا جب کہ امام احمد نے اس پر جرح کی ہے۔ [دیکھئے المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۲۴۳ ت ۳۲۹]

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فلم یثبت عند أحد منهم علم في ترك رفع الأیدی عن النبي ﷺ ولا عن أحد من أصحاب النبي ﷺ أنه لم يرفع یدیه“

ان (علماء) میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی ﷺ سے

(ثابت) ہے اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔

[جزء رفع الیدین: ۴۰]

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے۔
ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ

”فأثر علي رضي الله عنه ضعيف لا يصح عنه وممن ضعفه البخاري“

پس علی رضی اللہ عنہ (کی طرف انتساب) والا اثر ضعیف ہے۔ آپ سے صحیح ثابت

نہیں ہے، اسے ضعیف کہنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔ [البدرا لمیر ج ۳ ص ۴۹۹]

اس کے برعکس سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد

رفع یدین کرتے تھے۔ دیکھئے تیسری دلیل (۲۵۰/۳) کا تبصرہ، اس روایت کو امام احمد بن

حنبل رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ [عل الخلال بحوالہ البدرا لمیر ج ۳ ص ۴۶۶]

آپ نے دیکھ لیا کہ رفع یدین کے خلاف طاہر القادری صاحب نے تین قسم کی

روایات پیش کی ہیں: ۱۔ غیر متعلق روایات ۲۔ ضعیف روایات ۳۔ ضعیف آثار

جبکہ صحیح احادیث و آثار سے رفع یدین (قبل الركوع وبعده) کا کرنا ہی ثابت ہے۔

غالباً اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ

”والذي يرفع أحب إلي ممن لا يرفع“ إلخ

اور جو شخص رفع یدین کرتا ہے وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو رفع یدین

نہیں کرتا۔ [حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۰، اذکار الصلوٰۃ و ہیأتہا المندوب إلہا]

یہ قول بطور الزام پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ

مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو جزء رفع الیدین للبخاری اور البدرا لمیر لابن الملقن کی طرف

رجوع کریں۔ وما علينا إلا البلاغ (۸ محرم ۱۴۲۷ھ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر اور ترک رفع یدین

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ﴾

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ [المؤمنون: ۲۰]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ولا يرفعون أيديهم في الصلوة“ اور نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

[دیکھئے التفسیر المنسوب الی ابن عباس ص ۲۱۲]

بعض لوگ درج بالا عبارت کا درج ذیل ترجمہ کرتے ہیں:

”جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے“

[مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ۱ ص ۱۸۲، تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۶]

عرض ہے کہ یہ ساری کی ساری تفسیر مکذوب و موضوع ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

ثابت ہی نہیں ہے۔

اس تفسیر کے شروع میں درج ذیل سند لکھی ہوئی ہے:

” (أخبرنا) عبدالله الثقة ابن المأمور الهروي قال: أخبرنا أبي قال:

أخبرنا أبو عبدالله قال: أخبرنا أبو عبيدالله محمود بن محمد

الرازي قال: أخبرنا عمار بن عبدالمجيد الهروي قال: أخبرنا علي بن

إسحاق السمرقندي عن محمد بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح عن

ابن عباس قال...“ [تنوير المقياس، تفسیر ابن عباس للفقیر وزآبادی الشافعی ص ۲]

اس تفسیر کی سند کے دو بنیادی راوی (۱) محمد بن مروان السدی (۲) اور محمد بن السائب

الکلبی دونوں کذاب ہیں۔

محمد بن مروان السدی کا تعارف

محمد بن مروان السدی کے بارے میں محدثین کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

- ۱۔ بخاری نے کہا: سکتوا عنه یہ متروک ہے۔ [التاریخ الکبیر ۲۳۲/۱]
- ۲۔ لا یکتب حدیثہ البتہ، اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی۔ [الضعفاء الصغیر: ۳۵۰]
- ۳۔ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بثقة وہ ثقہ نہیں ہے۔ [الجرح والتعذیل ج ۸ ص ۸۶ وسندہ صحیح]
- ۴۔ ابو حاتم رازی نے کہا: هو ذاهب الحديث، متروک الحديث، لا یکتب حدیثہ البتہ، وہ حدیث میں گیا گزرا ہے، متروک ہے، اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی۔ [الجرح والتعذیل ۸۶/۸]
- ۵۔ نسائی نے کہا: ”یروی عن الکلبی، متروک الحديث“ وہ کلبی سے روایت کرتا ہے، حدیث میں متروک ہے۔ [الضعفاء والمتر وکون: ۵۳۸]
- ۶۔ یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: وهو ضعيف غير ثقة [المعرفة والتاریخ ۱۸۶/۳]
- ۷۔ ابن حبان نے کہا: ”کان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا یحل كتابة حدیثہ إلا علی جهة الاعتبار ولا الإحتجاج به بحال من الأحوال“ یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا، پرکھ کے بغیر اس کی روایت لکھنا حلال نہیں ہے۔ کسی حال میں بھی اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ [المجروحین ۲۸۶/۲]
- ۸۔ ابن نمیر نے کہا: کذاب ہے۔ [الضعفاء الکبیر للعقلمی ۱۳۶/۲ وسندہ حسن، یاد رہے کہ الضعفاء الکبیر میں غلطی سے ابن نمیر کے بجائے ابن نصیر چھپ گیا ہے]
- ۹۔ حافظ ہاشمی نے کہا: ”وهو متروک“ [مجمع الزوائد ۹۹/۸] ”أجمعوا علی ضعفه“ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ [مجمع الزوائد ۲۱۴]
- ۱۰۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”کوفي متروک متهم“ [دیوان الضعفاء: ۳۹۶۹]
- ۱۱۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”متهم بالكذب“ [تقریب التہذیب: ۶۲۸۴]

دیوبندی حلقہ کے نزدیک موجودہ دور کے ”امام اہلسنت“ سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں: ”اور محمد بن مروان السدی الصغیر کا حال بھی سن لیجئے“
امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی روایت ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔

[ضعفاء صغیر امام بخاری ص ۲۹]

اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ [ضعفاء امام نسائی ص ۵۲]
علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام نے اس کو ترک کر دیا ہے اور بعض نے اس پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔
امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ جھوٹ اس کی روایت پر بالکل بین ہے۔ [میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۳۲]

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ [کتاب الاسماء والصفات ص ۳۹۴]

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ وہ بالکل متروک ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۵]

علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ [شفاء القمام ص ۳۷]

علامہ محمد طاہر لکھتے ہیں کہ وہ کذاب ہے (تذکرہ الموضوعات ص ۹۰)
جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، ابن نمیر کہتے ہیں کہ وہ محض ہیچ ہے۔
یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا
”وکان یضع“ (خود جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا) ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اس کی حدیث ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ [ازالۃ الریب ص ۳۱۶]

۲۔ یہی موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”صوفی صاحب نے اپنے بڑوں کی پیروی کرتے ہوئے روایت تو خوب پیش کی ہے مگر ان کو سودمند نہیں کیونکہ ”سدی“ فن روایت میں ”ہیچ“ ہے۔ امام ابن معین فرماتے ہیں کہ ان کی روایت میں ضعف ہوتا ہے۔ امام جوزجانی فرماتے ہیں ”ہو کذاب شتام“ وہ بہت بڑا جھوٹا اور تیرائی تھا..... امام طبری فرماتے ہیں کہ اس کی

روایت سے احتجاج درست نہیں..... اس روایت کی مزید بحث ازالۃ الریب میں دیکھئے۔ ان بے جان اور ضعیف روایتوں سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا،
[تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر ص ۷۷ تا ۷۸]

۳۔ سرفراز صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

”سدی کا نام محمد بن مروان ہے..... امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بالکل ترک کر دیا ہے (حیرت ہے کہ امام احمد بن حنبل جیسی نقاد حدیث شخصیت تو اس کی روایت کو ترک کرتی ہے مگر مولوی نعیم الدین صاحب اور ان کی جماعت اس کی روایت سے.....)“ [تقید متین ص ۱۶۸]

۴۔ موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

”سدی کذاب اور وضاع ہے“ (اتمام البرہان ص ۴۵۵) ”صغیر کا نام محمد بن مروان“ ہے امام جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے اور صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا بقیہ محدثین بھی اس پر سخت جرح کرتے ہیں۔ انصاف سے فرمائیں کہ ایسے کذاب راوی کی روایت سے دینی کونسا مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟“ [اتمام البرہان ص ۴۵۸]

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”آپ لوگ سدی کی ”دوم“ تھامے رکھیں اور یہی آپ کو مبارک ہو۔“

[اتمام البرہان ص ۴۵۷]

سرفراز خان صاحب مزید فرماتے ہیں:

”آپ نے خازن کے حوالے سے ”سدی کذاب“ کے گھر میں پناہ لی ہے جو آپ کی ”علمی رسوائی“ کے لئے بالکل کافی ہے اور یہ ”داغ“ ہمیشہ آپ کی پیشانی پر چمکتا رہے گا۔“ [اتمام البرہان ص ۴۵۸]

تنبیہ: موجودہ دور میں رفع یدین کے خلاف ”تفسیر ابن عباس“ نامی کتاب سے استدلال کرنے والوں نے بقول سرفراز خان صفدر صاحب سدی کی دُم تھام رکھی ہے اور ان لوگوں کی پیشانی پر رُسوائی کا یہ داغ چمک رہا ہے۔

محمد بن السائب الکلبی کا تعارف

محمد بن السائب، ابوالضر الکلبی کے بارے میں محدثین کرام کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

- ۱۔ سلیمان التیمی نے کہا: ”کان بالكوفة كذابان أحدهما الكلبی“ کوفہ میں دو کذاب تھے، ان میں سے ایک کلبی ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۰/۷ وسندہ صحیح]
- ۲۔ قرہ بن خالد نے کہا: ”کانوا یرون أن الكلبی یرزف یعنی یکذب“ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ کلبی جھوٹ بولتا ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۰/۷ وسندہ صحیح]
- ۳۔ سفیان ثوری نے کہا: ہمیں کلبی نے بتایا کہ تجھے جو بھی میری سند سے عن ابی صالح عن ابن عباس بیان کیا جائے تو وہ جھوٹ ہے اسے روایت نہ کرنا۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷ وسندہ صحیح]
- ۴۔ یزید بن زریع نے کہا: کلبی سبائی تھا۔ [الکامل لابن عدي ۲۱۲۸/۵ وسندہ صحیح]
- ۵۔ محمد بن مہران نے کہا: کلبی کی تفسیر باطل ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷ وسندہ صحیح]
- ۶۔ جوزجانی نے کہا: کذاب ساقط [احوال الرجال: ۳۷]
- ۷۔ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بشيء کلبی کچھ چیز نہیں ہے۔ [تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۱۳۴۴]
- ۸۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: ”الناس مجتمعون علی ترک حدیثہ، لا یشغل بہ، ہو ذاہب الحدیث“ اس کی حدیث کے متروک ہونے پر لوگوں کا اجماع ہے۔ اس کے ساتھ وقت ضائع نہ کیا جائے وہ حدیث میں گیا گزرا ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷]
- ۹۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”المفسر متهم بالكذب ورمي بالرفض“

[تقریب الحمد ۵۹۰:۱]

۱۰۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”ترک وہ“ (محدثین نے) اسے ترک کر دیا ہے۔

[المغنی فی الضعفاء: ۵۵۴۵]

کلبی کے متعلق سرفراز خان صاحب نے لکھا ہے:

”کلبی کا حال بھی سن لیجئے..... کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابو النضر الکلبی ہے۔ امام معمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے کذاب تھے، ایک ان میں سے کلبی تھا اور لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے جھوٹے تھے۔ ایک کلبی اور دوسرا سدی۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ لیس بیشی، امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ اور ابن مہدی نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی۔ امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ابو جزء نے فرمایا: میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔ میں نے جب یہ بات یزید بن زریع سے بیان کی تو وہ بھی فرمانے لگے کہ میں نے بھی ان سے یہی سنا کہ ”اشہد انه کافر“ میں نے اس کے کفر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ

”يقول كان جبرائيل يوحى الى النبي ﷺ فقام النبي لحاجته وجلس علي فأوحى إلي علي“

کلبی کہتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی طرف وحی لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی حاجت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان پر وحی نازل کر دی۔

(یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کو وحی اور مہبط وحی کو نہ پہچان سکے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول سمجھ کر ان کو وحی سنا گئے..... اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بھولے بھالے جبرائیل علیہ السلام نے آگے پیچھے کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہوں گی اور کن کن پر وحی نازل کی ہوگی اور نہ معلوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہ اس خفیہ وحی میں کیا کچھ کہہ

گئے ہوں گے، ممکن ہے یہ خلافت بلا فصل ہی کی وجی ہو جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں پھونک گئے ہوں گے۔ بات ضرور کچھ ہوگی۔ آخر کلبی کا بیان بلاوجہ تو نہیں ہو سکتا، اور کلبی کے اس نظریہ کے تحت ممکن ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی ہی وجی میں بھول کر حضرت محمد ﷺ کو سنا گئے ہوں اور مقصود کوئی اور ہو اور عین ممکن ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہوں، آخر کلبی ہی کے کسی بھائی کا یہ نظریہ بھی تو ہے کہ:

جبرائیل کہ آمد چوں از خالق بے چوں بہ پیش محمد شد مقصود علی بود

معاذ اللہ تعالیٰ، استغفر اللہ تعالیٰ، کلبی نے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ اور وحی کو ایک ڈراما اور کھیل بنا کر رکھ دیا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ (صفر) بلکہ کلبی نے خود یہ کہا ہے کہ جب میں بطریق ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کوئی روایت اور حدیث تم سے بیان کروں تو ”فہو کذب“ (وہ جھوٹ ہے) امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام سب اس پر متفق ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اس کی کسی روایت کو پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ علی بن الجنید، حاکم ابو احمد اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی روایت جھوٹ پر جھوٹ بالکل ظاہر ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ ساجی کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا کیونکہ وہ غالی شیعہ ہے، حافظ ابو عبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ ابوصالح سے اس نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وقد اتفق ثقات أهل النقل على ذمه وترك الرواية عنه في الأحكام

والفروع“

تمام اہل ثقات اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کلبی کی تفسیر اول سے لے کر آخر تک سب جھوٹ ہے اس کو پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ [تذکرۃ الموضوعات ص ۸۲]
 اور علامہ محمد طاہر الحنفی لکھتے ہیں کہ کمزور ترین روایت فن تفسیر میں کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس ہے اور إذا انضم إليه محمد بن مروان السدي الصغير فهي سلسلة الكذب. [تذکرۃ الموضوعات ص ۸۳ و اتقان ج ۲ ص ۱۸۹] اور اس روایت میں خیر سے یہ دونوں شیر جمع ہیں۔ [ازالۃ الريب ص ۳۱۶، ۳۱۷] نیز دیکھئے تنقید متین ص ۱۶۷، ۱۶۹
 اس سند کا تیسرا راوی ابوصالح بازام: ضعیف ہے۔

ابوصالح بازام کا تعارف

- ۱۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ [الجرح والتعديل ص ۴۳۲/۲]
 - ۲۔ نسائی نے کہا: ضعیف کوفي [الضعفاء والمترکین: ۷۲]
 - ۳۔ بخاری نے اسے کتاب الضعفاء میں ذکر کیا [رقم: تحفة الاقویاء ص ۲۱]
 - ۴۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”ضعیف الحديث“ [دیوان الضعفاء: ۵۴۴]
 - ۵۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”ضعیف یروسل“ [تقریب التہذیب: ۶۳۴]
- بعض علماء نے بازام مذکور کی توثیق بھی کر رکھی ہے مگر جمہور محدثین کی جرح کے مقابلے میں یہ توثیق مردود ہے۔

تنویر المقباس کی اس سند کے متعلق حافظ جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں:

”وأوهی طرقہ طریق الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس فإن انضم إلى ذلك رواية محمد بن مروان السدي الصغير فهي سلسلة الكذب“
 تمام طرق میں سب سے کمزور ترین طریق ”الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ“ ہے اور اگر اس روایت کی سند میں محمد بن مروان السدي الصغير بھی مل جائے تو پھر یہ سند ”سلسلة الكذب“ کہلاتی ہے۔ [الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۳۱۶]
 واضح رہے کہ یہ سند سلسلة الكذب ابوصالح تک ہے ”الصحابة کلهم عدول

رضی اللہ عنہم“ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں یہ قاعدہ کلیہ ہے، البتہ ان سے روایت کرنے والے بعد کے راویوں کا عادل وثقتہ وصدق ہونا ضروری ہے یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ تفسیر (تنویر المقباس) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن مروان السدی اور کلبی کی من گھڑت تفسیر ہے جسے انھوں نے کذب بیانی کرتے ہوئے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب کر دیا ہے۔

تنبیہ: خود سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔

ابو حمزہ (عمران بن ابی عطاء الاسدی، تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رأیت ابن عباس یرفع یدیه إذا افتتح الصلوۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع“ میں نے (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا کہ وہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ ح ۲۴۳۱ وسندہ حسن] یہ روایت مسائل الامام احمد (روایۃ عبداللہ بن احمد ۴/۲۴۰ ح ۳۳۱) مصنف عبدالرزاق (۲۹۲ ح ۲۵۲۳) اور جزء رفع الیدین للبخاری (۲۱ ح) میں بھی موجود ہے۔

طاؤس (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (بن عباس) کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [جزء رفع الیدین: ۲۸ وسندہ صحیح]

سیدنا ابن عباس کا نماز میں رفع یدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز میں رفع یدین خشوع و خضوع کے خلاف نہیں ہے۔

تنبیہ: اس موضوع تفسیر کے اوکاڑوی ترجمے اور طرز استدلال میں بھی نظر ہے۔

سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث

دس صحابہ کرام کے مجمع میں سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے جو حدیث بیان فرمائی تھی، سب سے پہلے سنن ابی داود سے اس کا متن مع ترجمہ پیش خدمت ہے۔ بعد میں اس کی تحقیق، راویوں کا دفاع اور رد کرنے والوں کے شبہات و خیانتوں کا جواب ہوگا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدثنا أحمد بن حنبل حدثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد ح وحدثنا مسدد: حدثنا يحيى . ولهذا حديث أحمد قال: أخبرنا عبد الحميد يعني ابن جعفر: أخبرني محمد بن عمر و بن عطاء قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة ، قال أبو حميد: أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالوا: فلم؟ فوالله! ما كنت بأكثرنا له تبعه ولا أقدمنا له صحبة، قال: بلى، قالوا: فاعرض، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلوة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم كبر حتى يقرّ كل عظم في موضعه معتدلاً، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يركع ويضع راحتيه على ركبتيه، ثم يعتدل فلا يصب رأسه ولا يقنع، ثم يرفع رأسه فيقول: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلاً، ثم يقول: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثم يهوي إلى الأرض فيجافي يديه عن جنبه، ثم يرفع رأسه ويشني رجله اليسرى فيقعدها عليها، ويفتح أصابع رجله إذا سجد، ثم يسجد، ثم يقول: اللَّهُ أَكْبَرُ ويرفع رأسه ويشني رجله اليسرى فيقعدها عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الأخرى

مثل ذلك ، ثم إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلوة ، ثم يصنع ذلك في بقية صلاته حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخرج رجله اليسرى وقعد متوركا على شقه الأيسر ، قالوا بصدقت ، هكذا كان يصلي ﷺ ،

(سنن ابی داود، کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ج ۳۰ ۷ وسندہ صحیح)

(سیدنا) ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے دس صحابہ کرام، جن میں (سیدنا) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) بھی تھے، کے مجمع میں فرمایا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، انھوں نے کہا: کیسے؟ اللہ کی قسم! آپ نے نہ تو ہم سے زیادہ آپ ﷺ کی اتباع کی ہے اور نہ ہم سے پہلے آپ ﷺ کے صحابی بنے تھے۔ انھوں (سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ) نے کہا: جی ہاں، صحابیوں نے کہا: تو پیش کرو، (سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے (رفع یدین کرتے) پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ اعتدال سے ٹھہر جاتی۔ پھر آپ (ﷺ) قراءت کرتے، پھر تکبیر کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر (پیٹھ سیدھی کرنے میں) اعتدال کرتے، نہ تو سر زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھائے رکھتے (آپ کا سر مبارک اور پیٹھ ایک سیدھ میں برابر ہوتے تھے) پھر سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، پھر کندھوں تک اعتدال سے رفع یدین کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر زمین کی طرف جھکتے۔ (سجدے میں) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھتے۔ پھر آپ سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں دُہرا کر کے (بچھا کر) اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ سجدے میں اپنی انگلیاں کھلی رکھتے تھے۔

پھر آپ سجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور سجدے سے سر اٹھاتے، آپ بایاں پاؤں دُہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پہنچ جاتی۔

پھر دوسری رکعت میں (بھی) اسی طرح کرتے۔ پھر جب آپ دو رکعتیں پڑھ کر

کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک رفع یدین کرتے، جیسا کہ آپ نے شروع نماز میں رفع یدین کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح پڑھتے حتیٰ کہ جب آپ کا (آخری) سجدہ ہوتا جس میں سلام پھیرا جاتا ہے تو آپ تورک کرتے ہوئے، بایاں پاؤں (دائیں طرف) پیچھے کرتے ہوئے، بایں پہلو پر بیٹھ جاتے تھے۔

(سارے) صحابہ نے کہا: ”صدقت، ہکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم“ آپ نے سچ کہا ہے، آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین) اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ اب تفصیلی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

نور البصر فی توثیق عبد الحمید بن جعفر

مشہور راوی حدیث عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن رافع الانصاری سے روایت ہے:

”أخبرني محمد بن عمر و بن عطاء قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة... إلخ

مجھے محمد بن عمرو بن عطاء (القرشي العامري المدني) نے حدیث سنائی، کہا: میں نے (سیدنا) ابو حمید الساعدي (رضی اللہ عنہ) کو (سیدنا) رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کرام میں بشمول (سیدنا) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہوئے سنا..... إلخ

مفہوم: اس روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

[سنن ابی داود: ۳۰۷۰ وسندہ صحیح، الترمذی: ۳۰۴۳ وقال: ”حسن صحیح“ ابن خزيمة: ۵۸۷، ۵۸۸ ابن حبان، الاحسان:

۱۸۶۴ وصحیح البخاری فی جزء رفع الیدین: ۱۰۲، وابن تیمیہ فی الفتاویٰ الکبریٰ ۱۰۵، ومجموع فتاویٰ ۲۲/۴۵۳

وابن القیم فی تہذیب سنن ابی داود ۲/۴۱۶ والخطابی فی معالم السنن ۱/۱۹۴]

اس حدیث کو متعدد علماء نے صحیح قرار دیا ہے مثلاً:

(۱) الترمذی (۲) ابن خزیمہ (۳) ابن حبان (۴) البخاری (۵) ابن تیمیہ (۶) ابن القیم (۷) الخطابی رحمہم اللہ اجمعین

اس حدیث کے راویوں کا مختصر و جامع تعارف درج ذیل ہے:

① عبد الحمید بن جعفر رحمہ اللہ

- ۱۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ثقة [تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۲۶۳، ۶۱۰]
- ۲۔ احمد بن حنبل نے کہا: ثقة لیس بہ بأس [تہذیب الکمال ۴/۱۱۱ و کتاب الجرح والتعديل ۱۰/۶۰۶ و سندہ صحیح]
- ۳۔ ابن سعد نے کہا: وکان ثقة کثیر الحدیث [الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰۰ و تہذیب الکمال ۴/۱۱۱]
- ۴۔ ساجی نے کہا: ثقة صدوق [تہذیب التہذیب ۱۱/۶]
- ۵۔ یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: ثقة [کتاب المعرفة والتاریخ ۲/۵۸۸]
- ۶۔ ابن شاہین نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ [ص ۱۵۹، فقرہ: ۹۱۰]
- ۷۔ علی بن المدینی نے کہا: وکان عندنا ثقة... إلخ [سؤالات محمد بن عثمان بن أبی شیبہ: ۱۰۵]
- ۸۔ ان کے علاوہ مسلم بن الحجاج [صحیح مسلم: ۵۳۳/۲۵، إلخ]
- ۹۔ ترمذی، ۱۰۔ ابن خزیمہ اور ۱۱۔ بخاری نے عبد الحمید بن جعفر کی حدیث کو صحیح قرار دے کر اس کی توثیق کی۔
- ۱۲۔ ذہبی نے کہا: الإمام المحدث الثقة. [سیر اعلام النبلاء ۲۰/۷، ۲۱]
- ۱۳۔ ابن نمیر نے اسے ثقة کہا۔ [تہذیب التہذیب ۱۱/۶]
- ۱۴۔ یحییٰ بن سعید القطان اسے ثقة کہتے تھے إلخ [تہذیب التہذیب ۱۱/۶]
- ۱۵۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: محله الصدق
- ۱۶۔ ابن عدی نے کہا: أرجو أنه لا بأس به وهو یکتب حدیثہ [ایضاً ۱۱/۶]

- ۱۷۔ ابن حبان نے کہا: أحد الثقات المتقین إلخ
[صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، نسخہ محققہ ج ۵ ص ۸۴ قبل ح ۱۸۶۵]
- ۱۸۔ ابن القطان الفاسی نے کہا: وعبد الحمید ثقة إلخ
[بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج ۳ ص ۵۱۴ ح ۱۲۸۷]
- ۱۹۔ عبد الحق الاشعری نے عبد الحمید بن جعفر کی اس حدیث کو ”صحیح متصل“ قرار دیا۔
[بیان الوہم والایہام ج ۲ ص ۴۶۲ ح ۴۶۲]
- ۲۰۔ حاکم نیشاپوری نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [المستدرک ۱/۵۰۰ ح ۱۸۴۲]
- ۲۱۔ بوسیری نے اس کی حدیث کو هذا السناد صحیح کہا۔ [زوائد ابن ماجہ: ۱۴۳۴]
- ۲۲۔ ابن تیمیہ ۲۳۔ خطابی اور ۲۴۔ ابن القیم نے اس کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔
- ۲۵۔ بیہقی نے عبد الحمید بن جعفر پر طحاوی کی جرح کو مردود کہا۔
[معرفۃ السنن والآثار ۱/۵۵۸ تحت ح ۷۸۶]
- ۲۶۔ ابن الجارود نے منقہی میں روایت کر کے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ [المنقہی: ۱۹۲]
- ۲۷۔ زیلیعی خفی نے کہا: ولكن وثقه أكثر العلماء، لیکن اکثر علماء نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔
[نصب الراية ۳۴۱، اس کے بعد زیلیعی کا ”إنه غلط في هذا الحديث“ لکھنا جمہور کے مقابلے میں مردود ہے]
- ۲۸۔ الضیاء المقدسی نے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ [دیکھئے المختارۃ ۱/۵۱۶ ح ۳۸۴]
- ۲۹۔ ابونعیم الاصبہانی
- ۳۰۔ اور ابو عوانہ الاسفرائینی نے عبد الحمید بن جعفر کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔
[دیکھئے المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابن نعیم ۲/۱۳۴ ح ۱۱۷۵، مسند ابی عوانہ ۱/۳۹۱]
- ۳۱۔ نسائی نے کہا: ليس به بأس [تہذیب التہذیب ۱/۱۱۲]
- اس جم غفیر کی توثیق کے مقابلے میں ۱۔ سفیان ثوری، ۲۔ طحاوی، ۳۔ یحییٰ بن سعید القطان، ۴۔ نسائی اور ۵۔ ابو حاتم الرازی کی جرح ہے جو جمہور کی تعدیل کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ سفیان ثوری کی جرح کا سبب مسئلہ قدر ہے، اس کی تردید ذہبی نے مسکت انداز میں کر دی ہے۔ [دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۷/۲۱۷]

ثقہ راوی پر قدری وغیرہ کی جرح مردود ہوتی ہے۔ یحییٰ القطان، نسائی اور ابوحاتم الرازی کی جرح اُن کی تعدیل سے معارض ہے۔ طحاوی کی جرح کو بیہقی نے رد کر دیا ہے۔ نسائی کے قول ”لیس بہ بأس“ کے لیے دیکھئے تہذیب الکمال (۴۱/۱۱) وسیر اعلام النبلاء (۲۱/۷) وتاریخ الاسلام للذہبی (۴۷۶/۹)

خلاصۃ التحقيق:

عبدالحمید بن جعفر ثقہ صحیح الحدیث راوی ہیں۔ والحمد للہ
حافظ ابن القیم نے عبدالحمید بن جعفر پر جرح کو مردود قرار دیا ہے۔

[تہذیب السنن مع عون المعبود ۴/۳۲۱]

عبدالحمید مذکور پر طحاوی کی جرح جمہور کی توثیق کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ابوحاتم کی جرح باسنہ صحیح نہیں ملی اور اگر مل بھی جائے تو جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ [نیز دیکھئے توثیق کرنے والے: ۱۵]

صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن اربعہ کے مرکزی راوی محمد بن عمرو بن عطاء القرشی العامری المدنی کا مختصر و جامع تعارف پیش خدمت ہے:

② محمد بن عمرو بن عطاء

(۱) ابوزرعہ الرازی نے کہا: ثقة [الجرح والتعديل ۲۹/۸ وسندہ صحیح]

(۲) ابوحاتم الرازی نے کہا: ثقة صالح الحديث [الجرح والتعديل ۲۹/۸]

(۳) ابن سعد نے کہا: وكان ثقة له أحاديث [الطبقات الكبرى، القسم المتمم ص ۱۲۳، ۱۲۴]

(۴) ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ [۳۶۸/۵]

(۵) بخاری (۶) مسلم (۷) الترمذی (۸) ابن خزيمة (۹) خطابی (۱۰) ابن تیمیہ

(۱۱) ابن الجارود [المشقی: ۱۹۲]

(۱۲) ابن القیم نے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا اور فرمایا: ”فإنه من كبار التابعين

المشهورين بالصدق والأمانة والثقة“ [تہذیب السنن مع عون المعبود ۴/۳۲۱]

- (۱۳) ذہبی نے کہا: أحد الثقات [سیر اعلام النبلاء ۲۲۵/۵]
- (۱۴) ابن حجر العسقلانی نے کہا: ثقة..... و وہم من قال إن القطان تكلم فيه ، أو إنه خرج مع محمد بن عبدالله بن حسن فإن ذاك هو ابن عمر و بن علقمة الآتي [تقریب التہذیب: ۶۱۸۷]
- (۱۵) [کہا جاتا ہے کہ] نسائی نے کہا: ثقة [تہذیب الکمال ۱۱۲/۱۷]
- (۱۶) ابوعوانہ الاسفرائینی [مسند ابی عوانہ ۲۶۹/۱]
- (۱۷) ابونعیم الاصبہانی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [المستخرج علی صحیح مسلم ۳۹۶/۱ ج ۴۹۳]
- (۱۸) الضیاء المقدسی نے اس کی حدیث کو المختارہ میں روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ [المختارہ ۶۳/۱۳ ج ۹۶]
- (۱۹) حاکم نے اس کی حدیث کو ”صحیح علی شرط الشیخین“ کہا۔ [المستدرک ۳۸۱/۱ ج ۱۴۰۶]
- (۲۰) ابوالزناد عبد اللہ بن ذکوان المدنی نے کہا: ”و کان امرئ صدق“ [تہذیب الکمال ۱۱۲/۱۷]
- (۲۱) ابن القطان الفاسی نے کہا: ”أحد الثقات“ [نصب الراية ۳۷۱/۲، بیان الوہم والایہام ۳۶۷/۵ ج ۲۵۴۰]
- (۲۲) ابو محمد (عبد الحق الاشعری) اس کی احادیث کو صحیح کہتے ہیں۔ [بیان الوہم والایہام ۳۶۸/۵]
- (۲۳) زیلعی حنفی نے ابن القطان کی توثیق نقل کر کے تردید نہیں کی۔ [نصب الراية ۳۷۱/۲]
- (۲۴) محمد بن عمرو بن عطاء کی حدیث سے عینی حنفی نے حجت پکڑی۔ [دیکھئے شرح سنن ابی داود للعینی ج ۵ ص ۷۷ ج ۱۲۵۶۰]
- (۲۵) نووی نے محمد بن عمرو بن عطاء کی حدیث سے حجت پکڑی اور اسے صحیح یا حسن قرار دیا۔ [دیکھئے خلاصة الاحکام ۳۴۴/۱ ج ۱۰۴۱-۱۰۴۲ ص ۳۹۴ ج ۱۲۴۵]
- (۲۶) حسین بن مسعود البغوی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [شرح السنہ ۱۵/۱۳ ج ۵۵۷]

اس جرمِ غیر کے مقابلے میں ابن القطان الفاسی نے محمد بن عمرو پر یحییٰ بن سعید القطان اور سفیان ثوری کی جرحِ نقل کی ہے۔ [تہذیب التہذیب ۳۷۹/۳]

یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

۱: یہ جمہور کے خلاف ہے۔

۲: اس جرح کا تعلق محمد بن عمرو بن عطاء سے نہیں بلکہ محمد بن عمرو بن علقمہ اللیشی سے ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (۳۷۹/۳، دوسرا نسخہ ۳۳۲/۹)

تنبیہ: محمد بن عمرو بن علقمہ اللیشی پر بھی جرح مردود ہے، وہ قولِ راجح میں صدوق حسن الحدیث راوی ہے۔ والحمد للہ
خلاصۃ التحقيق:

محمد بن عمرو بن عطاء المدنی بالاجماع یا عند الجمہور ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہے۔
تنبیہ: احمد یار نعیمی بریلوی رضا خانی نے کذب و افتراء کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”محمد بن عمرو ایسا جھوٹا راوی ہے۔ کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز نہ ہوئی۔ مگر کہتا ہے سمعت میں نے اُن سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم سے کم اول درجہ کی مدلس ہے۔“ [جاء الحق حصہ دوم ص ۶۵ چھٹا باب رفع یدین کرنا منع ہے، دوسری فصل]
محمد بن عمرو بن عطاء المدنی رحمہ اللہ کو کسی محدث نے بھی جھوٹا نہیں کہا لہذا معلوم ہوا کہ احمد یار نعیمی بذاتِ خود بہت بڑا جھوٹا راوی ہے۔ یہ احمد یار نعیمی وہی شخص ہے جس نے لکھا ہے: ”قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ. وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ“ [جاء الحق حصہ دوم ص ۳۹ چوتھا باب، امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کرے، دوسری فصل]
حالانکہ قرآن کریم میں احمد یار کی بیان کردہ آیت موجود نہیں ہے۔ جو شخص اللہ پر جھوٹ بولتے نہیں شر ماتا وہ محمد بن عمرو بن عطاء اور ثقہ راویوں کے خلاف جھوٹ لکھنے سے کب شر ماتا ہے؟

سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کی تردید کے لئے جمہور محدثین کے اقوال اور دندان شکن دلائل پیش خدمت ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بہت بعد ۵۴ھ میں فوت ہوئے تھے:

۱۔ امام لیث بن سعد المصری (متوفی ۱۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [کتاب المعرفة والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان ج ۳ ص ۳۲۲ وسندہ صحیح، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۵۵۸/۱ ج ۸۷ وسندہ صحیح]

۲۔ سعید بن عفیر (متوفی ۲۲۶ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۱۶۱/۱۰ وسندہ صحیح]

۳۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر (متوفی ۲۳۷ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۰/۳ ج ۳۲۵ وسندہ صحیح]

۴۔ یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر (متوفی ۲۳۱ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۰/۳ ج ۳۲۵ وسندہ صحیح]

۵۔ ابراہیم بن المنذر (متوفی ۲۳۶ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبہانی ۴۹/۲ ج ۱۹۹۲، والمستدرک للحاکم ۴۸۰/۳]

۶۔ یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) سے روایت ہے کہ آپ نے کہا آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [کتاب الکنی للذہبی ۴۹/۱]

۷۔ ابو جعفر عمرو بن علی الفلاس نے کہا: آپ مدینہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۱۵/۱]

۸۔ ابن البرقی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق ۱۰۷/۱]

۹۔ ابو احمد الحاکم نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق ۱۰۷/۱]

- ۱۰۔ ترمذی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[تہذیب السنن لابن القیم مع عون المعبود ۴/۴۲۲]
 - ۱۱۔ ابو عبد اللہ ابن مندہ الحافظ نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[ایضاً ۴/۴۲۲ و معرفۃ السنن والآثار ۸/۵۵۸]
 - ۱۲۔ امام بیہقی نے کہا: اہل تاریخ کا اس پر (امام بیہقی کے زمانے میں) اجماع ہے کہ ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [معرفۃ السنن والآثار ۸/۵۵۸ قبل ج ۷۸۷]
 - ۱۳۔ ذہبی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[تجرید اسماء الصحابہ ۲/۱۹۴، الاعلام بوفیات الاعلام ۱/۳۷۷ تا ۱۳۱]
 - ۱۴۔ ابن کثیر نے انھیں ۵۴ھ کی وفیات میں ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ۷/۷۸]
 - ۱۵۔ ابن حبان نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ الخ [الثقات ۳/۷۴]
 - ۱۶۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۲۳]
 - ۱۷۔ امام بخاری نے آپ کو ۵۰ھ کے بعد ۶۰ھ تک وفیات میں ذکر کیا ہے۔
[التاریخ الصغیر ۱/۱۳۱]
 - ۱۸۔ ابن حجر العسقلانی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب: ۸۳۱۱]
 - ۱۹۔ ابن الجوزی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المنتظم ۵/۲۶۸]
 - ۲۰۔ ابن العماد الحنبلی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [شذرات الذہب ۱/۶۰۱]
 - ۲۱۔ عینی حنفی (!) نے کہا: آپ (ایک قول میں) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[عمدة القاری ۲/۲۹۴ ح ۱۵۳ باب النبی عن الاستبشاء بالیمین]
- اس جم غفیر اور جمہور کے مقابلے میں حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی نے یشتم بن عدی (کذاب) سے نقل کیا ہے کہ (سیدنا) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے (نور الصباح ص ۲۰۷) حنبل بن اسحاق نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ ۳۸ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد ۱/۱۶۱)
- یہ اقوال جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ یشتم بن عدی (کذاب) پر جرح

کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال (۳۲۴/۴ ت ۹۳۱) وعام کتب الحجر وحین۔
 امام یحییٰ بن معین نے کہا: ”کوفي، ليس بثقة، كذاب“ [الجرح والتعديل ۷/۹۵۷ وسندہ صحیح]
 کیا خیال ہے اگر ہم بھی یثیم بن عدی (کذاب) کے مقابلے میں محمد بن عمر الواقدی
 (کذاب علی الرأخ) کی روایت پیش کر دیں؟ جو اس نے یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادہ
 (وثقه ابن حبان / الثقات ۷/۵۹۴، صحیح لہ الحاکم فی المستدرک ۳۵۳/۱ ج ۳۰۵) ووافقه
 الذہبی) سے نقل کی ہے کہ سیدنا ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) مدینہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے تھے۔

[طبقات ابن سعد ۱۵/۶۱ وسندہ صحیح الی الواقدی]
 یاد رہے کہ خفیوں و بریلویوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک واقدی کذاب نہیں ہے۔

ابن ہمام خفی نے کہا: ”وهذا تقوم به الحجة عندنا إذا وثقنا الواقدي“ إلخ
 [فتح القدیر ج ۱ ص ۶۹]

احمد رضا خان بریلوی نے کہا: ”امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں“
 (فتاویٰ رضویہ نسخہ جدیدہ ج ۵ ص ۵۲۶) نیز دیکھئے منیر العین فی حکم تقبیل الالبھا مین
 (ص ۹۱) اور الامن والعلمی (ص ۷۶، ۷۷)

عبداللہ بن یزید، اکوڑہ خٹک والے نے کہا: ”کیونکہ واقدی کی روایت اگرچہ حلال و حرام
 کے مسائل میں حجت نہیں ہے اور حدیث میں وہ ضعیف ہیں مگر تاریخ میں ان کی روایت
 جمہور تسلیم کرتے ہیں“ [خاتم السنن ج ۱ ص ۲۸۶]

نیز دیکھئے آثار السنن (تحت ج ۷) وسیرۃ المصطفیٰ از محمد ادریس کاندھلوی [ج ۱ ص ۷۷-۸۰]

ایک روایت کا جائزہ

بعض الناس نے موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید کی روایت پیش کی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
 نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تھا..... الخ

اس روایت کے بارے میں حدیث کے امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وهو غلط لإجماع أهل التواريخ..“

یہ روایت اہل تاریخ کے اجماع کی وجہ سے غلط ہے۔ [معرفۃ السنن والآثار ج ۱ ص ۵۵۸]
حافظ ابن القیم نے کہا:

”وقد خطأ الأئمة رواية موسى هذه ومن تابعه وقالوا: هي غلط“ الخ
اور اماموں نے موسیٰ (بن عبداللہ بن یزید) کی اس روایت کو خطا قرار دیا ہے۔ اور جو لوگ
اس روایت کی اتباع کرنے والے ہیں (مثلاً طحاوی حنفی) انھیں بھی غلط قرار دیا ہے۔ امام
کہتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ [تہذیب السنن ۲/۲۳۲]

جمہور ائمہ کرام کے مقابلے میں دیوبندیوں و بریلویوں اور بعض خفیوں کا اس روایت کو صحیح
قرار دینا غلط ہے دوسرے یہ کہ اس روایت میں موسیٰ مذکور نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع کی
تصریح نہیں کی اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زندہ
موجود تھے۔

تنبیہ بلغ: عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہ اللہ کی کتاب ”معجم الصحابة“ میں
لکھا ہے کہ ”عن موسى الأنصاري قال: أتانا علي رحمه الله فصولي علي
أبي قتادة فكبر سبعة“ [ج ۲ ص ۴۰ ج ۲ ص ۴۱]

اس کی سند اسماعیل بن ابی خالد: مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسماعیل مذکور کی
تدلیس کے لئے دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۳۶، والرائج انه من المرتبة الثالثة)
وميزان الاعتدال (۴/۶۰۱) وجامع التحصيل للعلانی (ص ۱۰۵) والمدلسین لابن زرعہ بن
العراقی (۳) والمدلسین للسيوطی (ص ۳) والمدلسین للحلی (ص ۱۴) ومنظومة ابی محمود المقدسی
بعض لوگ شععی (تابعی) کی منقطع روایت پیش کرتے ہیں۔ مجھے یہ روایت باسند نہیں ملی۔
بعض الناس نے ”امام حسن بن عثمان“ کا قول بغیر کسی سند کے پیش کیا ہے، دیکھئے
نور الصباح (ص ۲۰۶)

حسن بن عثمان نام کے دو راویوں کا ذکر لسان المیزان (۲/۲۱۹، ۲۲۰) میں ہے اور یہ
دونوں مجروح ہیں۔

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ۲۸ھ سے ۵۵ھ تک اقتدار میں رہے۔ [تہذیب السنن ۲/۴۲۳]

آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی دفعہ مدینہ کے والی (امیر) بنے۔

[تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۲۲۵]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب: ۶۷۵۸]

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے، ۵۸ھ وغیرہ۔

[دیکھئے تقریب التہذیب ۲۳۳۷ و کتب التاريخ]

یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا شخص ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان میں فوت ہونے والے کے جنازے میں شامل ہو، لہذا درج بالا روایت نص قاطع اور دلیل واضح ہے کہ سیدنا ابوققادہ رضی اللہ عنہ ۵۰ھ کے بعد (۵۴ھ) میں فوت ہوئے۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ یہ ایسی دلیل ہے جس کا کوئی جواب کسی حنفی و دیوبندی و بریلوی کے پاس نہیں ہے۔ والحمد للہ

خلاصۃ التحقیق: سیدنا ابوققادہ رضی اللہ عنہ سے محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت منقطع نہیں بلکہ متصل ہے۔ طحاوی اور ان کے مقلدین کا یہ دعویٰ کہ سیدنا ابوققادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہو گئے تھے، غلط اور باطل ہے۔ صحیح و متصل روایات اس دعویٰ کو غلط اور باطل قرار دے رہی ہیں۔

ایک اور دندان شکن دلیل

(مروی ہے کہ) مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ میں قندانیل (ہند) پر حملہ کیا۔ کابل کے قیدیوں میں سے مکحول، نافع مولیٰ ابن عمر، کیسان والد راویب السخنیانی اور سالم الافطس تھے۔

[تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۰۶ و تاریخ الاسلام للذہبی ج ۴ ص ۱۲ حوادث سنۃ اربع و اربعین]

معلوم ہوا کہ امام نافع رحمہ اللہ مدینہ طیبہ میں ۴۴ھ یا اس کے بعد لائے گئے۔

نافع کہتے ہیں کہ ”فنظرتُ إلی ابن عباس وأبی ہریرۃ وأبی سعید وأبی قتادۃ فقلت: ما هذا؟ قالوا: ہی السنۃ“ پس میں نے ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو سعید اور ابوققادہ (رضی اللہ عنہم) کی طرف دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ سنت ہے۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی وفات (۴۰ھ) کے بعد ہوئی اور کم از کم ۴۴ھ یا اس کے بعد بھی سیدنا ابوقادہ ؓ زندہ موجود تھے۔ لہذا حنفیوں و بریلویوں و دیوبندیوں کا یہ پروپیگنڈا کہ سیدنا ابوقادہ ؓ ۴۰ھ میں یا اس سے پہلے فوت ہو گئے تھے، بے بنیاد ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کہتے ہیں کہ ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالترتیب پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے“ [حجۃ اللہ البالغہ اردو ج ۱ ص ۲۴۲ مترجم عبدالحق خانی]

رشید احمد گنگوہی نے کہا:

[تالیفات رشیدیہ ص ۳۳۷]

محمد تقی عثمانی نے کہا:

”جہاں تک صحیحین اور موطأ کا تعلق ہے ان کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی تمام احادیث نفس الامر میں بھی صحیح ہیں“ [درس ترمذی ج ۱ ص ۶۳]

احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک صحیحین کا بڑا مقام ہے۔ وہ کسی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کرو گے!..... صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی“ [فتاویٰ رضویہ/ جدید ج ۵ ص ۱۸۰]

احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔“

[فتاویٰ رضویہ ۱۷/۵]

محدثین کرام اور اہل حدیث کے نزدیک بھی صحیحین کی مسند متصل مرفوع تمام احادیث صحیح ہیں۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص ۲۳، ۳۳) و علوم الحدیث لابن الصلاح (ص ۴۱، ۴۲) دوسرے نسخہ ص ۹۷ اور ثناء اللہ الزاہدی (اہل حدیث) کا رسالہ ”أحادیث الصحیحین بین الظن والیقین“ والحمد للہ صحیح بخاری میں ہے:

”عن محمد بن عمرو بن عطاء أنه كان جالساً في نفرٍ من أصحاب رسول الله ﷺ فذكرنا صلاة النبي ﷺ فقال أبو حميد الساعدي.....“
محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ (محمد بن عمرو بن عطاء نے کہا:) پس ہم نے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو (سیدنا) ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا.....

[کتاب الاذان باب ستر الجوس فی التشہد ح ۸۲۸]

اس صحیح حدیث سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوا کہ
(۱) محمد بن عمرو بن عطاء صحابہ کرام کی مجلس میں موجود تھے۔
(۲) اس مجلس میں نبی ﷺ کی نماز کا ذکر ہوا تھا۔
(۳) سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے محمد بن عمرو بن عطاء کے سامنے حدیث سنائی تھی۔
رہا یہ مسئلہ کہ اس مجلس میں کون کون سے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) موجود تھے تو ان میں سے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر عبد الحمید بن جعفر (ثقة) کی عن محمد بن عمرو بن عطاء والی روایت میں موجود ہے۔

والحدیث یفسر بعضہ بعضاً، والحمد للہ

ایک اور دلیل

محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ محمد بن اسحاق (بن یسار) نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی (ثقة/تقریب التہذیب: ۳۱۷۰) سے نقل کیا ہے کہ ”كنت بالسوق مع أبي قتادة وأبي أسيد وأبي حميد كلهم يقول: أنا أعلمكم بصلوة رسول الله ﷺ فقالوا لأحدهم: صل.....“ إلخ میں (سیدنا) ابوقتادہ (سیدنا) ابواسید اور (سیدنا) ابوحمید کے ساتھ بازار میں تھا۔ ان میں سے ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، تو انھوں نے ایک کو کہا: تو نماز پڑھ..... إلخ [جزء رفع الیدین تحقیقی: ۶ و صحیح ابن خزیمہ: ۶۸۱ و تحف الأثر بآطراف العشرة ج ۱ ص ۸۲ ح ۱۷۵۰]

یہ روایت حسن ہے۔ ابن اسحاق نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار کا حدیث میں مقام

محمد بن اسحاق کے بارے میں محدثین کرام کا اختلاف ہے۔ امام مالک وغیرہ نے انہیں کذاب کہا ہے لیکن جمہور محدثین نے انہیں ثقة و صدوق، صحیح الحدیث اور حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا: ”وابن إسحاق الأكثر علی توثيقه“ اور ابن اسحاق کو اکثر نے ثقة قرار دیا ہے۔ [نصب الراية ج ۴ ص ۷۷]

یعنی حنفی نے کہا: ”إن ابن إسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور“

بے شک ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقات (ثقة راویوں) میں سے ہے۔

[عمدة القاری ۲/۷۷]

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے کہا: ”جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے۔“

[سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶]

نیز دیکھئے تبلیغی نصاب از محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی (ص ۵۹۵) و فضائل ذکر (ص ۱۱۷)

احمد رضا خان بریلوی نے کہا:

”محمد بن إسحاق تابعي ثقة إمام السير والمغازي“

[الامن والعلی ص ۱۷۰]

احمد رضا خان نے مزید کہا:

”ہمارے علماء کرام قدست اسرار ہم کے نزدیک بھی رائج محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے“

[منیر العین فی حکم تقبیل الالبھائین ص ۱۴۵ حاشیہ]

تنبیہ: جمہور کی اس توثیق و تعدیل کے مقابلے میں سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ ”محمد بن اسحاق کو گو تاریخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح و تعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں انکی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہو سکتی اور اس لحاظ سے انکی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے۔“

[احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع دوم]

یہ کہنا کہ محمد بن اسحاق پر پچانوے فیصدی محدثین جرح کرتے ہیں، صفدر صاحب کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

بعض لوگوں نے ابن اسحاق کی احکام میں روایات پر جرح کی ہے لیکن جمہور محدثین نے احکام میں بھی انھیں صحیح الحدیث و حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں:

- ۱: ابن خزیمہ [۱۱۱ ح ۱۵، وغیرہ]
 - ۲: ابن حبان [الاحسان: ۷۷۰ و دوسرے نسخہ: ۱۰۸۰، وغیرہ]
 - ۳: الترمذی [ح ۱۱۵ و قال: هذا حديث حسن صحيح الخ]
 - ۴: الحاکم [المستدرک ۲۸۶ ج ۱ و قال: هذا حديث صحيح الاسناد]
 - ۵: الذہبی [تلخیص المستدرک ۲۸۶ ج ۱ و قال: صحيح]
- محمد بن اسحاق کی بیان کردہ فاتحہ خلف الامام کی حدیث کو درج ذیل علماء نے صحیح، حسن اور جید قرار دیا ہے:

- ۶: دارقطنی [۳۱۸، ۳۱۷ ح ۱۲۰۰ وقال: هذا الإسناد حسن]
- ۷: بیہقی [کتاب القراءت خلف الامام ص ۵۸ ح ۱۱۲ وقال: وهذا الإسناد صحيح]
- ۸: ابوداود [بحوالہ تلخیص الخیر ۲۳۱/۱ ح ۳۴۴]
- ۹: خطابی [معالم السنن ۱/۷۷ ح ۲۵۲ وقال: وإسناده جيد لا طعن فيه] وغيرہم
- ۱۰: ابن الجارود [المستقی ۳۲۱]
- ۱۱: ابن الملقن [البدرا المنیر ۳/۵۴۷ وقال: "هذا الحديث جيد"]
- ۱۲: ابن علان [الفتوحات ربانیہ ۱۹۳/۲، صحیح لا مطعن فيه]
- ۱۳: الضیاء المقدسی [ذکرہ فی الختارۃ ۳۳۹/۸ ح ۳۴۱-۳۴۲ ح ۳۴۱-۳۴۲]

معلوم ہوا کہ جمہور محدثین و علماء کے نزدیک محمد بن اسحاق بن یسار کی حدیث احکام میں بھی صحیح یا حسن ہوتی ہے۔ لہذا جمہور کے مقابلے میں بعض محدثین کے اقوال کی بنیاد پر یہ پروپیگنڈا کرنا کہ احکام میں اس کی روایت حجت نہیں غلط اور مردود ہے۔

نام نہاد اضطراب کا دعویٰ

بعض الناس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث ”مضطرب“ ہے۔ ان لوگوں کی بیان کردہ ”اضطرابی“ اسانید اور ان پر تبصرہ درج ذیل ہے:

- ۱: محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید رضی اللہ عنہ [صحیح البخاری: ۸۲۸ وسنن ابی داؤد: ۷۳۰] ☆ یہ سند بالکل صحیح ہے۔

- ۲: محمد بن عمرو: أخبرني مالك عن عياش أو عباس بن سهل [السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰۱/۲]

☆ اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک مجہول الحال ہے، اسے سوائے ابن حبان کے کسی نے ثقہ نہیں کہا، لہذا یہ سند ضعیف ہے، محمد بن عمرو بن عطاء سے ثابت ہی نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ”ضعیف“ ہی قرار دیا ہے۔

- [سنن ابی داؤد ص ۱۱۸ ح ۷۳۳]

تنبیہ: اسنن الکبریٰ للبیہقی میں ”أخبرني مالك“ کا لفظ غلط ہے۔ صحیح ”أحد بني مالك“ ہے۔ دیکھئے اسنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۱۱۸) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۸۶۳ دوسرا نسخہ: محققہ ۱۸۱/۵ ج ۱۸۶۶)

۳: محمد بن عمرو عن عباس بن سہل عن ابی حمید رضی اللہ عنہ (البیہقی ۱۱۸/۲)
☆ اس کی سند عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک (مجہول الحال) کی وجہ سے ضعیف ہے۔
یہی ضعیف روایت سنن ابی داود (۷۳۳) میں محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس او عیاش بن سہل کی سند سے ہے۔

۴: محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن ابی حمید رضی اللہ عنہ۔ الخ ملخصاً
[شرح معانی الآثار للطحاوی ۲۵۹/۱]
☆ اس کی سند ضعیف ہے۔ اس کا راوی عبد اللہ بن صالح کا تب الیث مختلف فیہ راوی ہے۔ اگر یحییٰ بن معین، بخاری، ابو زرہ اور ابو حاتم (وغیرہم) ماہرین اس سے روایت کریں تو روایت صحیح ہوتی ہے، دوسروں کی روایت میں توقف کیا جاتا ہے۔

[دیکھئے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۴۱۴]
طحاوی کے دونوں استاد فہد اور یحییٰ بن عثمان اہل الخندق (فن حدیث کے ماہرین) میں سے نہیں ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے میزان الاعتدال (۴۴۰/۶ - ۴۴۵) و تقریب التہذیب (۳۳۸۸) والجوہر النقی (۳۰۹/۱)

دوسرے یہ کہ اصول حدیث کا ایک طے شدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک ثقہ راوی اپنے استاد سے تصریح سماع (حدثاً، سمعت وغیرہ) کے ساتھ ایک روایت بیان کرے اور یہی روایت اپنے اور اپنے استاد کے درمیان کسی واسطے سے بیان کرے تو دونوں روایتیں محفوظ ہوتی ہیں لیکن اعتبار اسی روایت کا ہوتا ہے جس میں اس نے اپنے استاد سے تصریح سماع کر رکھی ہو۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۸۹، ۲۹۰ دوسرا نسخہ ص ۳۹۲، ۳۹۳، النوع السابغ والثلثون: معرفۃ المزیدي متصل الاسانید)

مثلاً صحیح بخاری کی ایک روایت ”مجاہد عن ابن عباس“ کی سند سے ہے۔ (البخاری: ۲۱۶)
جبکہ دوسری روایت میں ”عن مجاہد عن طاؤس عن ابن عباس“ آیا ہے۔ (البخاری: ۱۳۶۱)
صحیح بخاری کی یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں، انھیں مضطرب قرار دینا غلط ہے۔

تنبیہ: اگر دو سندیں اس طرح ہوں کہ (۱) محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید (۲) محمد بن عمرو بن رجل عن ابی حمید

فرض کریں کہ پہلی سند میں سماع کی تصریح نہیں ہے اور دوسری سند میں رجل مجہول ہے تو بے شک ایسی روایت ضعیف ہو جاتی ہے۔ لیکن ہماری بیان کردہ روایت میں سماع کی تصریح بھی ہے۔ لہذا وہ ”عن رجل“ والی سند سے ضعیف نہیں ہوتی بلکہ یہ بشرط صحت اس کی تائیدی روایت بن جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ عطاء بن خالد والی اس سند میں ”رجل“ سے مراد ”عباس بن سہل“ ہے جیسا کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک (مجہول الحال) کی ضعیف حدیث میں صراحت ہے۔ [دیکھئے الاحسان: ۱۸۶۶]

حافظ ابن حبان کے نزدیک یہ روایت محمد بن عمرو نے سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے اور عباس بن سہل سے بھی سنی ہے۔ [الاحسان نسخہ محققہ ۱۸۲/۵]

فیض الباری کے حاشیے پر لکھا ہوا ہے کہ ”لابأس بضعف الروایة فإنها تكفي لتعيين أحد المحتملات“ ضعیف حدیث کے ساتھ دو محتمل معنوں میں سے ایک معنی کا تعین کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ج ۲ ص ۴۲۱)

یاد رہے کہ ابن حبان اور ابو داؤد والی اس ضعیف روایت، جس میں عباس بن سہل کا ذکر موجود ہے، کو نیوی حنفی نے ”إسناده صحيح“ لکھا ہوا ہے۔ [آثار السنن: ۴۴۹]!!

خلاصۃ التحقیق: عبدالحمید بن جعفر کی بیان کردہ یہ روایت صحیح و محفوظ ہے اور اس پر اضطراب کی جرح باطل و مردود ہے۔

امام محمد بن یحییٰ الذہلی کا اعلان

سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مجلس صحابہ میں بیان کردہ حدیث ”فلیح بن سلیمان:

حدثني العباس بن سهل الساعدي“ کی سند سے بھی مروی ہے

[سنن ابن ماجہ: ۸۶۳ وسند حسن، فلیح بن سلیمان من رجال الحسن وثقہ المجہور]

اس حدیث میں شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع یدین کا اثبات ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام بخاری اور بے شمار محدثین کے استاد امام

محمد بن یحییٰ (الذہلی، متوفی ۲۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ ”من سمع هذا الحديث، ثم لم

يرفع يديه. يعني إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع. فصلاؤه ناقصة“

جو شخص یہ حدیث سن لے پھر بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہ کرے

تو اس کی نماز ناقص (باطل) ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ ح ۵۸۹ وسند صحیح]

یاد رہے کہ امام ذہلی کا یہ قول کسی حدیث یا آثارِ سلف صالحین کے خلاف نہیں ہے۔

چند اہم نکات و فوائد

۱: امام ابو حاتم الرازی نے ”محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی“ کی حدیث کو

”والحدیث أصله صحيح“ کہہ کر ”فصار الحديث مرسلًا“ یعنی مرسل قرار دیا

ہے۔ [علوم الحدیث ۱/۶۳ ح ۴۶۱، النسخة المحققة ۱/۴۲۴ ح ۴۶۱]

چونکہ محمد بن عمرو بن عطاء (ثقة) نے سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح کر دی ہے لہذا

امام ابو حاتم کا اس روایت کو مرسل قرار دینا غلط ہے۔

۲: عبد الحمید بن جعفر کے بارے میں ابو حاتم الرازی کہتے ہیں: ”محله الصدق“

[الجرح والتعديل ۱/۶، علل الحدیث ۱/۳۸۲ ح ۱۱۴۰، نسخة محققة ۲/۵۰۲]

اس پر ابو حاتم کی جرح ”لا يحتج به“ (میزان الاعتدال ۲/۵۳۹ ت ۴۷۶) باسند صحیح

نہیں ملی لہذا یہ جرح امام ابو حاتم سے ثابت ہی نہیں ہے۔

۳: سیدنا ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں سخت اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں: ۳۰ھ، بعض کہتے ہیں: ۶۰ھ یا ۷۰ھ یا ۸۰ھ یا ۹۰ھ

دیکھئے تقریب التہذیب (۶۴۳۶) والإصابة (ص ۱۱۵۵، ۱۱۵۶)

لہذا بعض الناس کا بالجزم آپ کی وفات ۳۰ھ قرار دینا غلط ہے۔

طبقة رابعہ کے راوی ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی نے کہا: ”سمعت أبا أسيد

الساعدي و ابن عباس“ إلخ

[المعجم الكبير للطبرانی ۱۹/۲۶۸، ۲۶۹ ح ۵۹۵ وسندہ حسن، وقال البیهقی فی مجمع الزوائد ۴/۱۱۴: وإسناده حسن]

جب طبقة رابعہ والے تابعی کا سماع سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے تو طبقة ثالثہ والے تابعی کا کیوں ناممکن ہے؟ اس سے بھی ”العلامة الحافظ الصادق“ علی بن محمد المدائنی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے، حافظ ذہبی کا اس قول کو ”وہذا بعيد“ (سیر اعلام النبلاء ۲/۵۳۸) کہنا بذات خود بعید اور محل نظر ہے۔

۴: سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے ۴۳ھ اور بعض نے ۴۶ھ اور ۴۷ھ کہا ہے دیکھئے تہذیب الکمال (۲۴۰/۱۷) آپ کی صحیح تاریخ وفات نامعلوم ہے۔

یہ کہنا کہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں فوت ہو گئے تھے، دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اسی طرح بعض الناس کا یہ کہنا کہ ”سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ سے پہلے روپوش ہو گئے تھے“ غلط ہے۔

۵: امام لیث بن سعد، امام سعید بن عفیر، امام یحییٰ بن معین اور امام ترمذی وغیرہم نے کہا ہے کہ سیدنا ابوققادہ رضی اللہ عنہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان ائمہ کی تردید کرتے ہوئے ایک گستاخ شخص لکھتا ہے کہ ”یہ تو سب مشرک و کافر شیطان کرنے والے تھے!“

اس کا یہی جواب ہے کہ ”لعنة الله على الظالمين“ امت مسلمہ کے جلیل القدر ثقہ اماموں کو ”مشرک“ اور ”کافر شیطان کرنے والے“ کہنے والا شخص سخت گستاخ اور گمراہ ہے۔

۶: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی ایک روایت بیان کرتا ہے، اس کے بعض شاگرد اسے مکمل مطول اور بعض شاگرد مختصر و تلخیص بیان کرتے ہیں۔

مثلاً صحیح بخاری میں مسی الصلوٰۃ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إذا قمت إلى الصلوة فكبر)) الخ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ..... الخ

[کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم۔۔۔ ج ۷۵۷]

اس میں قبلہ رخ ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ قبلہ رخ ہونا نماز کا رکن اور فرض ہے۔ وضو کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس حدیث کی دوسری سند میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إذا قمت إلى الصلوة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر“ الخ

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ رخ ہو جا، پس تکبیر کہہ۔ الخ

[صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من رد فقال: عليك السلام ج ۶۲۵۱]

اب اگر کوئی منکر حدیث یہ شور مچانا شروع کر دے کہ پہلی حدیث میں استقبال قبلہ اور وضو کا ذکر نہیں ہے۔ ”اور معرض بیان میں عدم ذکر کتمان ہے جو یہود کا شیوہ ہے!“

تو اس گمراہ و بے وقوف کا شور باطل و مردود ہے۔ اسے سمجھایا جائے گا کہ ایک صحیح روایت میں ذکر ہوا اور دوسری صحیح میں ذکر نہ ہو تو عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ احادیث کی تمام سندیں اور متون جمع کر کے مشترکہ مفہوم پر عمل کرنا چاہئے۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں کہ

”اعلم أن الحديث لم يجمع إلا قطعة قطعة فتكون قطعة عند واحد

وقطعة أخرى عند واحد فليجمع طرقه وليعمل بالقدر المشترك

ولا يجعل كل قطعة منه حديثاً مستقلاً“

اور جان لو کہ احادیث کو ٹکڑوں کی صورت میں جمع کیا گیا ہے۔ پس ایک ٹکڑا ایک

راوی کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کے پاس، لہذا چاہئے کہ احادیث کی

تمام سندیں (اور متون) جمع کر کے حاصل مجموعہ پر عمل کیا جائے اور ہر ٹکڑے کو مستقل حدیث نہ بنایا جائے۔ [فیض الباری ج ۳ ص ۴۵۵]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”صد ہا مثالیں اس کی پائے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں، کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا ٹکڑا، کوئی کس طرح، کوئی کس طرح۔ جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے“ [فتاویٰ رضویہ جدیدہ ج ۵ ص ۳۰۱]

لہذا جو لوگ یہ شور مچاتے ہیں کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ والی حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین نہیں ہے، ان کا شور غلط اور مردود ہے۔

ایک اہم نکتہ

صحیح سند سے ثابت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ و سندہ صحیح]

اور یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۴۴، ۳۴۵، ۶۹۴، ۶۹۵، وقال الحافظ ابن حجر فی کتابہ موافقۃ الخبر الخبر ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸

رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور رکعتیں (دور رکعتوں) کے بعد کسی رفع یدین کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس حدیث کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نماز کے بارے میں فرماتے:

”إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاةٍ فَارِقُ الدُّنْيَا“ آپ ﷺ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ دنیا سے چلے گئے۔ [صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۲ ص ۲۹۰ ح ۸۰۳]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہی نماز پڑھتے تھے جو کہ نبی ﷺ کی آخری نماز تھی۔ اب چونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین ثابت ہے لہذا اس سے خود بخود ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔ جس شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے با سند صحیح یا حسن ترک رفع یدین کا ثبوت پیش کرے۔ اس استدلال کے بعد ”التحقیق الراسخ فی أن أحادیث رفع الیدین لیس لها ناسخ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے استادوں کے استاد (شیخ الشیوخ) حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی استدلال کر کے آپ ﷺ کی وفات تک رفع یدین ثابت کیا ہے۔ دیکھئے التحقیق الراسخ (ص ۹۰، ۹۱ نوین حدیث) والحمد للہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین ثابت ہے۔

[بحوالہ سنن ابن ماجہ ص ۶۲ ح ۸۶۰ و مسند احمد ۲/۱۳۲ ح ۶۱۶۳]

تو عرض ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیین و جازیین سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (باب ماجاء فی الجنب والیائض ح ۱۳۱) و تہذیب الکمال (۲/۲۱۴-۲۱۷) صالح بن کیسان مدنی (وجازی) ہیں۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۲۸۸۴) اس ضعیف سند سے استدلال مردود ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کو بڑا وہم ہوا ہے، انھوں نے بغیر کسی دلیل کے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

۷: بعض الناس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔ وجہ اضطراب یہ ہے کہ طحاوی (۱۲/۱) و سنن ابی داؤد (ج ۱ ص ۱۰۶ ح ۷۳۰) میں تورک کا ذکر ہے لیکن سنن ابی داؤد (ج ۱ ص ۱۰۷ ح ۷۳۳) میں تورک کی نفی (ولم يتورك) ہے۔ عرض ہے کہ ولم يتورك والی روایت (سنن ابی داؤد: ۷۳۳) بلحاظ سند ضعیف ہے جیسا کہ اس مضمون میں گزر چکا ہے۔ اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک مجہول الحال ہے۔ اسے حافظ ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا۔ مجہول الحال راوی کی روایت سے اضطراب ثابت کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو دن رات سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ بعض روایات میں ”قالوا جميعاً صدقت“ اور بعض روایات میں ان الفاظ کا نہ ہونا اضطراب کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون میں مفصل و مدلل ثابت کر دیا گیا ہے۔

خلاصۃ البحث والتحقیق: اس مضمون کی ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد الحمید بن جعفر (ثقة) کی محمد بن عمرو بن عطاء المدنی (ثقة) سے سیدنا ابو حمید الساعدی المدنی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث بالکل صحیح ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے..... الخ

یہ روایت بالکل بے غبار ہے اس میں کسی قسم کا اضطراب نہیں۔ جمہور محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کا اس حدیث کی تصدیق کرنا، اس کی واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے رہے۔



ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی کا اللہ تعالیٰ پر بہتان



نور القمرین فی اثبات رفع الیدین

انوار خورشید دیوبندی کی کتاب

”حدیث اور اہلحدیث“ کے باب

”ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرنا چاہیے“

کا مکمل جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔

[الاحزاب: ۲۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسَ بَوَاقِعَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

جو شخص پاک (حلال) کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ

رکھے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[سنن الترمذی: ۲۵۲۰ وسندہ حسن، صحیح الحاكم ۱۰۴/۲، ووافقه الذہبی/ ابوبشر حسن الحدیث وانھا من جملہ]

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ الامین ، أما بعد :
رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدثنا إسحاق الواسطي قال: حدثنا خالد بن عبد الله عن خالد عن أبي قلابه أنه رأى مالک بن الحويرث إذا صَلَّى كَبَّر ورفع يديه وإذا أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه وحدث أن رسول الله ﷺ صنع هكذا“

[صحیح البخاری: ۱۰۲/۱، حدیث ۷۳۷، صحیح مسلم: ۱۶۸/۱، حدیث ۹۱، ولفظ مسلم فی الآخر: ”وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا“]

ابوقلابہ (تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے (نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد) مالک بن الحویرث (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، جب وہ نماز پڑھتے تھے اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے، اور حدیث بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا، اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اور حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا (ہی) کرتے تھے۔
تبصرہ: اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، اس کے مقابلے میں کسی صحیح حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد کی صراحت کے ساتھ ترک رفع یدین یا نسخ رفع یدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔

نماز میں رفع الیدین کا مسئلہ انتہائی اہم اور معرکتہ الآراء مسئلہ ہے، اہل سنت کے اکابر علماء نے اس مسئلے کے اثبات پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً امیر المومنین فی الحدیث

امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب: جزء رفع الیدین۔ لیکن اہل سنت کے کسی بڑے عالم نے ترک رفع یدین پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔

راقم الحروف نے ”نور العینین فی اثبات رفع الیدین“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں رفع الیدین کا اثبات اور مخالفین کے شبہات کا مسکت جواب دے دیا ہے، ابھی تک کسی طرف سے اس کتاب کا جواب نہیں آیا۔ والحمد للہ انوار خورشید دیوبندی نے اہل حدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے ”حدیث اور اہل حدیث“ اس کتاب میں انھوں نے ”ترک“ کا باب باندھ کر رفع یدین کا مسئلہ بھی چھیڑا ہے، راقم الحروف نے ”نور القمرین“ کے نام سے اس کا مکمل جواب لکھا تھا جو چھپ کر پھیل چکا ہے، نور القمرین میں انوار صاحب کے تمام شبہات کا مسکت و دندان شکن جواب دے دیا گیا ہے، انھوں نے جواب الجواب میں خاموشی اختیار کی۔ عام مسلمانوں کو نور القمرین سے بہت فائدہ پہنچا۔ اب اسی جواب کو انوار خورشید صاحب کی اصل عبارتوں کے ساتھ، طبع جدید کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔

نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین متواتر ہے۔ [دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۹۶، ۹۷، لفظ اللآلی المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ ص ۲۰۷، قطف الازہار المتناثرۃ للسبیوطی ص ۳۱، ۳۲] ترک رفع یدین یا نسخ رفع یدین نہ تو نبی ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے۔ سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے (تمام) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۵/۲۰۷ وسندہ صحیح] اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کو کتاب وسنت کی نشر و اشاعت اور میرے لئے ذخیرہ آخرت بنادے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی

(۸۔ اگست ۲۰۰۴ء)

مسئلہ رفع الیدین اور ”حدیث اور اہلحدیث“

انوار خورشید دیوبندی نے اپنی کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ میں ”ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح“ کے باب کے تحت اڑتیس (۳۸) مرفوع احادیث اور چند آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) و آثار تابعین پیش کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ”تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے“ اس مختصر مضمون میں ان کے ”دلائل“ مذکورہ کا جائزہ اور اثبات رفع الیدین کے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ جب ”تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے“ تو حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟ اگر وہ کہیں کہ وتر و عیدین کے رفع الیدین کی تخصیص دوسرے صحیح دلائل سے ثابت ہے تو عرض ہے کہ رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں کے بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دوسرے صحیح دلائل سے ثابت ہے لہذا اس سنت صحیحہ سے انکار کیوں؟ اب انوار خورشید دیوبندی صاحب کے ”دلائل“ اور ان پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ۱:

ترك رفع اليدين في غير الافتتاح

بکیر تحریر کے علاوہ رفیع الدین نہیں کرنا چاہیے

حضرت امام ہزیمؒ، حضرت امام علیؑ سے اور دوسرے اپنے والد حضرت
عبداللہ بن ابی طالبؑ کی تعظیم سے ادایت کرتے کہ انہوں نے
فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نماز شروع
کرتے تو فریق بین کہتے مومنوں کو ادب جب آپؐ
ارادے فرماتے کہ کوئی ان کو رکوع سے اٹھا لے گا آپ
فریق بین نہ کرے گے، بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپؐ دونوں پہلا
کے درمیان بھی فریق بین نہ کرے گے مطلب سب راویوں کی ادایت
کا ایک ہی جگہ۔

تبصرہ:

۱: مسند ابی عوانہ کا موجودہ مطبوعہ نسخہ ہندوستانی دیوبندیوں کا شائع کردہ ہے جسے انھوں نے متعدد نسخوں سے شائع کیا ہے جن میں ایک نسخہ شاہ احسان اللہ السندھی رحمہ اللہ کے المکتبۃ الراشدیہ کا ہے۔ [صحیح ابی عوانہ: ۴۳۱]

اس نسخہ کے ص ۳۱۲ پر مذکورہ بالا حدیث موجود ہے جس کا متن اس طرح ہے:

”.... وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا

يرفع بين السجدين والمعنى واحد“

یہی متن انوار صاحب کی ”حدیث اور اہلحدیث“ (طبع چہارم) کے ص ۹۱۲ پر موجود ہے صحیح ابی عوانہ کا ایک دوسرا نسخہ الجامعة الاسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے اس میں بھی نسخہ راشدیہ جیسا متن ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ دو قلمی نسخوں میں ”واو“ موجود ہے جسے ہندوستانی ناشرین نے اڑا دیا ہے۔
اس کے بعد دنیا میں جہاں کہیں بھی صحیح ابی عوانہ چھپی ہے، ہندوستانی نسخہ کا عکس ہے۔

۲: صحیح ابی عوانہ کی مذکورہ بالا روایت صحیح مسلم (ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۳۹۰) وغیرہ میں بھی ”واو“ کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔

۳: روایت مذکورہ میں امام ابو عوانہ کے کم از کم تین استاد ہیں:

۱: عبداللہ بن ایوب ۲: سعدان بن نصر ۳: شعیب بن عمرو
ان میں سے سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی (۶۹/۲) میں اثبات رفع الیدین
اور ”واو“ کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔

۴: امام ابو عوانہ فرماتے ہیں:

”حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي عن ابن عيينة بنحوه“ إلخ

(۹۰/۲)

یہ روایت کتاب الام للشافعی (۱۰۳/۱) میں ”واو“ کے اثبات اور رفع الیدین کے
ثبوت کے ساتھ موجود ہے۔ امام ابو عوانہ دراصل راویوں کا اختلاف بیان کر کے یہ سمجھانا چاہتے
ہیں کہ بعض راویوں نے ”ولا یرفع بین السجدين“ [سنن الکبریٰ للبیہقی ۶۹/۲، کتاب الام ۱۰۳/۱]
اور بعض نے ”ولا یرفعهما بین السجدين“ کے الفاظ بیان کئے ہیں، جبکہ ”والمعنی
واحد“ مفہوم ایک ہے۔ [صحیح مسلم ۱۶۸/۱ ج ۳۹۰]
امام ابو عوانہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کتاب الام للشافعی، وغیرہ میں یہی روایت
اثبات رفع الیدین کے ساتھ موجود ہے۔

۵: راقم الحروف نے اپنی کتاب ”نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین“ میں یہ ثابت کیا ہے
کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہی روایت تیس (۳۰) سے زیادہ اماموں اور راویوں نے
اثبات رفع الیدین کے ساتھ نقل کی ہے۔ اسی طرح امام زہری رحمہ اللہ سے یہی روایت
تواتر کے ساتھ ثابت ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فإن الرواية عن الزهري بهذا السند بالغة مبلغ القطع بآثبات الرفع

عند الركوع وعند الإعتدال وهي في الموطأ وسائر كتب أهل الحديث“

[لسان المیزان ۲۸۹/۵ ترجمہ محمد بن عکاشہ]

امام حازمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وممن رواه الزهري عن سالم ولم يختلف فيه عليه ولا اضطراب

فہی متنتہ، إلخ اور سالم سے روایت کرنے والوں میں زہری بھی ہیں۔ اس روایت میں ان پر اختلاف نہیں کیا گیا اور نہ اس روایت کے متن میں کوئی اضطراب ہے۔ إلخ [مقدمۃ کتاب الاعتبار فی النسخ والمسنوخ من الآثار ۱۶ الوجہ التاسع عشر دوسرا نسخہ ص ۲۱]

۶: امام ابو عوانہ نے اس حدیث پر رفع الیدین کے اثبات کا باب باندھا ہے لہذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس باب کے تحت وہ رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی روایت لے آئیں۔

ایک شخص دکان پر بورڈ لگاتا ہے ”گوشت کی دکان“ جبکہ وہ دکان کے اندر منیاری کا سامان سجائے بیٹھا ہے۔ کیا کوئی شخص اسے صاحب عقل تصور کر سکتا ہے؟ جب عام آدمی ایسا نہیں کرتا تو امام ابو عوانہ سے اس کا صدور کس طرح ممکن ہے؟

۷: عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے ابو عوانہ کی روایت مذکورہ سے استدلال نہیں کیا اگر ایسی کسی روایت کا وجود ہوتا تو اسلاف حنفیہ اس سے ضرور استدلال کرتے۔

۸: اس روایت میں ”ولا یرفع“ اور ”ولا یرفعہما“ دونوں سے سجدوں والے رفع الیدین کی نفی ہے، رکوع والے کی نہیں۔

۹: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد ثقہ راویوں نے اثبات رفع الیدین نقل کیا ہے مثلاً سالم بن عبد اللہ، نافع اور محارب بن دثار رحمہم اللہ وغیرہم۔

۱۰: ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔ [جزء رفع الیدین: ص ۵۳ ح: ۵۵۵ صحیح النووی فی المجموع شرح المہذب ۴۰۵/۳]

حدیث نمبر ۲:

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا الزہری قال أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا اراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع مثلاً يرفع ولا يبين السجدين له (مسند حمیدی ۲ ص ۵۵۵)

امام زہری فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے شریکاً کہہ کر بتایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے مڑبھول تک اور جب رکوع میں جاتے کہ ارا وہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھالینے تو پھر رفع یدین نہ کرتے اور نہ دونوں سجدوں کے درمیان کرتے۔

2

تبصرہ:

۱: مسند حمیدی کا موجودہ نسخہ حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی نے ”نسخہ دیوبند“ (نوشتہ ۱۳۲۲ھ) سے شائع کیا ہے۔ [مسند حمیدی ج ۱ ص ۳ مقدمہ]

اعظمی صاحب نے (ص ۲۴ مقدمہ، کے بعد) مکتبہ ظاہریہ۔ دمشق کے نسخہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کا سن نوشتہ ۶۸۹ھ ہے۔ [مقدمہ مسند حمیدی ۱۹/۱]
نسخہ ظاہریہ کے مذکورہ نسخہ کی مکمل فوٹو سٹیٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰۰ اب پر مذکورہ بالا حدیث درج ذیل متن کے ساتھ موجود ہے:

”وبعد ما یرفع رأسه من الركوع ولا یرفع بین السجدةین“
یعنی اس میں ”فلا یرفع“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲: مدینہ یونیورسٹی سے میرے عرب طالب علم دوستوں نے مکتبہ ظاہریہ کا ایک دوسرا مسند حمیدی کا (مکمل) نسخہ بھیجا ہے۔ جس کا سن نوشتہ تقریباً ساٹھویں صدی ہجری ہے۔ اس پر امام ابن قدامہ وغیرہ کے سماعت بھی ہیں۔ اس نسخہ کے ص ۱۲۸ الف پر یہی روایت:
”وبعد ما یرفع رأسه من الركوع ولا یرفع بین السجدةین“
کے متن کے ساتھ موجود ہے۔ ”فلا یرفع“ کے الفاظ نہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ متن حدیث میں ”فلا یرفع“ کا لفظ تیرھویں اور چودھویں صدی کے ہندوستانی نسخین کا وہم ہے۔

۳: مسند حمیدی کا موجودہ نسخہ (تحقیق الاعظمی) غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے مسند الحمیدی کی تحقیق میں جسے (دار السلام ریاض، لاہور) سے (ان شاء اللہ) شائع کیا جا رہا ہے اس نسخہ کی تقریباً چار سو غلطی کی نشاندہی کی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ بطور تجربہ اعظمی صاحب کے نسخہ کا کوئی صفحہ نکالیں اور حاشیہ پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر صفحہ پر غلطی اور غلطیاں موجود ہیں۔ مثلاً ج ۱ ص ۲۲۲ ح ۴۶۹ پر ”أخبرني أبو الشعثاء“

جابر بن زید قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول "إلخ" ہے حالانکہ یہ سند قطعاً غلط ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں۔ نبی ﷺ سے ان کی ملاقات بالکل ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ورنہ میں ایسی بہت سی مثالیں ذکر کرتا۔ لہذا ایسے غلط نسخہ کی بنیاد پر صحیح متفق علیہ احادیث کو تار پیڈ و کرنا انتہائی مذموم حرکت ہے۔

۴: عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے یہ روایت اپنے استدلال میں پیش نہیں کی۔

۵: سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے رفع الیدین کا اثبات بالتواتر ہے۔

۶: زہری رحمہ اللہ سے رفع الیدین کا اثبات متواتر ہے۔

۷: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد شاگردوں نے رفع الیدین کا اثبات نقل کیا ہے۔

۸: ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے۔

۹: کسی کتاب کے اگر کسی نسخہ سے کوئی مختلف فیہ روایت نقل کی جائے تو اس کتاب کے

دوسرے موجودہ نسخوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔ [تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۲۰۲ مقدمہ ابن الصلاح]

۱۰: امام حمیدی سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث معلوم ہو جانے

کے بعد بھی رفع الیدین نہ کرے تو اس کی نماز فاسد یا ناقص ہے۔ [دیکھئے التہذیب ۲۲۵/۹]

جب امام حمیدی رفع الیدین کے وجوب کے قائل ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ رفع الیدین

کے خلاف روایت بیان کریں؟

حدیث نمبر ۳:

۳- عن عبد الله بن عون الحنظلي حدثنا مالك عن الزهري عن عمار بن محمد عن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن النبي ﷺ قال: "إذا كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ثم لا يعود؛ يجره دوابه منكرته".
عن ابن عمر بن الخطاب عن النبي ﷺ قال: "إذا كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ثم لا يعود؛ يجره دوابه منكرته".
عن ابن عمر بن الخطاب عن النبي ﷺ قال: "إذا كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ثم لا يعود؛ يجره دوابه منكرته".

تبصرہ:

نصب الراية کے مذکورہ بالا صفحہ پر اس حدیث کے بعد لکھا ہوا ہے:

”قال البيهقي: قال الحاكم: هذا باطل موضوع، ولا يجوز أن يذكر،

إلا على سبيل القدح“ بیہقی نے کہا: حاکم نے کہا: یہ (روایت) باطل موضوع ہے اور بغیر اس پر جرح کے اس روایت کا ذکر جائز نہیں ہے۔
یعنی یہ روایت باطل اور من گھڑت ہے۔ انوار خورشید دیوبندی نے روایتی مقلدین کی طرح خاموشی کے ساتھ اس جرح کو چھپا لیا ہے۔
حدیث نمبر ۴:

۴- ابن وهب عن مالك بن انس عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن أبيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح التكبیر للصلاة ، المدونة الكبرى ۵/۱۵۱
حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے منڈھوں تک جب کہ آپ نماز کی تکبیر تحریر کرتے تھے۔

تبصرہ:

اس حدیث میں رفع الیدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔
امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ”معرفۃ السنن والآثار“ (۵۴۰/۱، ۵۴۱ ح ۵۹۷ طبع بیروت لبنان) میں ابن وهب کی یہی روایت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔ [نیز دیکھئے التہذیب ۹/۲۱۰، ۲۱۱]
”المدونة الکبریٰ“ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ ”سحون“ تک متصل سند نامعلوم ہے لہذا یہ ساری کتاب بے سند ہے۔ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد بن صبیح بن الجراد المغربی صاحب سحون، جو کہ مجتہدین میں سے تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۰۵]
انھوں نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ [ایضاً ۲۰۶]
وہ مدونہ کو ”مدودہ“ یعنی کیڑوں والی کتاب کہتے تھے۔ [العبر فی خبر من عبر ۴۳۳ وفیات سید ۳۰۲ھ]
عبدالرحمن بن قاسم نے امام مالک سے جو مسائل بیان کئے ہیں ان کے بارے میں امام ابو زرعہ الرازی نے فرمایا: ”فالناس يتكلمون في هذه المسائل“ پس لوگ ان

حدیث نمبر ۵:

[illegible]

تبصرہ:

۱: اس روایت سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہوتا۔

۲: خود ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسند صحیح رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵/۱ ح ۲۲۳۱ وسندہ حسن، جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۱]

۳: انوار خورشید صاحب کی پیش کردہ کتاب ”کشف الاستار“ کے حاشیہ پر حبیب الرحمن اعظمی دلیوبندی لکھتے ہیں:

”قال الهيثمي وفيه ابن أبي ليلى وهو سئ الحفظ“

یعنی اس کے راوی ابن ابی لیلیٰ کا حافظہ خراب تھا۔ [مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳]

نیز اسی صفحہ پر محدث بزار کی جرح بھی موجود ہے۔

۴: انور شاہ کشمیری (دیوبندی) اس راوی محمد ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور“

یعنی وہ میرے نزدیک اور جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ [فیض الباری ۳/۱۶۸]

۵: اس کا ایک راوی الحکم بن عتیبہ مدلس ہے۔ [اسماء المدلسین للسيوطی ص ۹۶]

مدلس راوی کے بارے میں سرفراز خان صاحب فرماتے ہیں:

”مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی

ثقہ متابع ہو مگر یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول

ہے۔ (مقدمہ نویں ص ۱۸ فتح المغیث ص ۷۷ و تدریب الراوی ص ۱۴۴)“

[خزان السنن: اربعہ اضعاف ص ۷۷ ع ۱]

حدیث نمبر ۶:

۶۔ حدثنا احمد بن حنبل، ابو عبد الرحمن الشافعی، ابو عمرو بن عبيد بن عبيد بن جريح، ثنا سمعت بن عبد الله بن عطاء بن عطاء بن السائب عن عبيد بن جريح عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبين ورفع اليدين اذا ركعت البيت وعلى الصفا والمروة وبرفة وعند رمي الجمار واذا اتممت الصلوة، راجع في الحديث ۱۱ ص ۳۵۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر کیا کرو: دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں، اور بٹنوں پر اور رفع یدین اس وقت کیا کرو جب توبہ بیت اللہ کو دیکھو اور صفا و مروہ پر، وقوف عرفہ کے وقت، رمی جمار کے وقت اور جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے۔

تبصرہ:

۱: اس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ نیز دیکھئے

حدیث سابق: ۵

۲: عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

[الکواکب البیروت ص ۶۱ تا ص ۶۵]

میرے علم میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ عطاء نے عطاء سے قبل از اختلاط سماع کیا تھا۔

حدیث نمبر ۷ تا ۱۴:

۷۔ حدثنا هناد بن اذينة عن سفیان بن عاصم بن حبيب عن عبد الرحمن بن اسود عن علقمة بن قتال قال قال عبد الله بن مسعود الا اصل بكسر صلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فليرفع يديه الا في اول مرة ، قال وفي الباب عن البراء بن عازب قتال ابو عيسى حديث ابن مسعود حديث حسن و به يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والنا بيمين وهو قول سفیان و اهل الكوفة ، (تمذي ۱ ص ۵۵۴)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ تکبیر تحریر کے بعد رفع یدین کرنے کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کیا، اور ترک رفع یدین کے باب میں حضرت براء بن عازب سے بھی حدیث مروی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور بے شمار اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کے (یعنی صرف بخیر تحریر کے وقت رفع یدین کرنے کے) قائل ہیں اور یہی حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

۹۔ حدثنا احمد بن حنبل، ابو عبد الرحمن الشافعی، ابو عمرو بن عبيد بن عبيد بن جريح، ثنا سمعت بن عبد الله بن عطاء بن عطاء بن السائب عن عبيد بن جريح عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبين ورفع اليدين اذا ركعت البيت وعلى الصفا والمروة وبرفة وعند رمي الجمار واذا اتممت الصلوة، راجع في الحديث ۱۱ ص ۳۵۳

۸۔ حدثنا هناد بن اذينة عن سفیان بن عاصم بن حبيب عن عبد الرحمن بن اسود عن علقمة بن قتال قال قال عبد الله بن مسعود الا اصل بكسر صلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فليرفع يديه الا في اول مرة ، قال وفي الباب عن البراء بن عازب قتال ابو عيسى حديث ابن مسعود حديث حسن و به يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والنا بيمين وهو قول سفیان و اهل الكوفة ، (تمذي ۱ ص ۵۵۴)

(12)

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَى الْعَبْدِ مُبِينٌ
وَمَنْ تَوَلَّى بَعْضَ مَا نُهُوا عَنْهُ يُفْسِدْ فِيهِمْ أَجْرَهُمْ وَلَا يَقْبَلُوا لَهُ شَيْئًا وَهُمْ مُخَذَّذُونَ لِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

14

اور مزید لکھتے ہیں ”اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول“ [ص ۲۶۶ ایضاً]

15

تبصرہ:

(أخرجه) أبو محمد البخاري (عن) رجاء بن عبد الله النهشلي (عن)

شقيق بن إبراهيم (عن) أبي حنيفة رضي الله عنه،

اس کا پہلا راوی ابو محمد البخاری الحارثی کذاب ہے۔

[دیکھئے الکشف الحثیث عن رمی بوضع الحدیث ص ۲۴۸، میزان الاعتدال ۲/۴۹۶، لسان المیزان ۳/۳۴۸، ۳۴۹]

دوسرا راوی نامعلوم اور تیسرا متکلم فیہ ہے لہذا یہ سند موضوع و باطل ہے۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۲۱ اور ۲۳:

حضرت ابراہیم عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو دو دو ہاتھ کاٹوں کے قریب ہٹا لیا کرتے ہیں کہ تھپہر (جگہ کی) دھڑکتے

مداورہ اور ان میں سے عید الفطر میں منیٰ عبد الرحمن بن ابی الجہل
عن الجہلی بن عازب شہدہ و زاد قال مرۃ و احد
ثم لا تعد رفعها في تلك الصلوة۔
صحت سنن ابی یوسف عن عبد الرحمن بن ابی الجہل
عن ابی الجہلی عن حضرت زکریا بن عازب رضی اللہ عنہما
انہما خرجتا مع ابی جہل بن اسود بن اسد بن غطفان فركبوا
برذی عن حضرت زکریا بن عازب رضی اللہ عنہما
عن ابی جہل بن اسود بن اسد بن غطفان و روى عن ابی جہل بن اسود
عن حضرت زکریا بن عازب رضی اللہ عنہما

[illegible][illegible][illegible]

[illegible]

۱: اس کا راوی یزید بن ابی زیاد جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”یزید بن ابی زیاد وهو ضعیف“ [تفسیر ابن کثیر ۴/۱۱۳، الشوریٰ آیت ۲۳، ۲۴]

”نماز پیغمبر ﷺ کے مصنف محمد الماس فیصل لکھتے ہیں:

”زیلعی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ الخ (ص ۸۵)

”نبوی نماز مدلل سندھی“ جلد اول کے مصنف علی محمد صاحب حقانی دہلوی ہندی فرماتے ہیں:

جواب: يزيد بن ابي زياد كوفي، تي توڙي جو بعض محدثين
 ڪلام ڪيو آهي مگر اهو ثق آهي امام مسلم فرمائيندو آهي ته
 هو سچو آهي ۽ ان کان روايت به ڪري سگهجي ٿي (مقدمه)

(ص ۱۶۹) اس کا مفہوم الیاس فیصل صاحب کے الفاظ میں اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

۲: یزید بن ابی زیاد مدلس ہے۔ [اسماء المدلسین للسیوطی ص ۱۰۷]

اور رفع الیدین نہ کرنے والی روایت (لم یعد وغیرہ) کی کسی سند میں اس نے سماع کی تصریح نہیں کی۔ امام شعبہ کی جس سند میں سماع کی تصریح ہے اس میں تکبیر اولیٰ کے بعد دوبارہ رفع الیدین کرنے کی نفی موجود نہیں ہے۔

۳: یزید بن ابی زیاد کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

[ملحق الكواكب النيرات ص ٥٠٩، ٥١٠ الشيخ عبد القیوم عبد رب النبى]

حدیث نمبر ۲۲، ۲۴ تا ۲۸:

(28)

حدثنا محمد بن النعمان قال حدثنا يحيى بن يحيى
قال سألت عن ابن أبي ليلى عن أخيه وعن
الحكم عن ابن أبي ليلى —
عن البراء رضى الله عنه عن النبي صلى الله
عليه وسلم مثله (رجع صفحاً إلى الآثار الواردة في صفح)

[دیکھئے کتاب العلل لاحمد بن حنبل ۱/۱۴۳]

حدیث نمبر ۲۹:

(29) ۲۹۔ حدثنا مسدد بن يحيى عن ابن أبي ذئب عن سعيد بن جهمان عن أبي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل في الصلاة رفع يديه مدياً
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازیں داخل ہوتے تھے تو خوب ہاتھ اٹھ کر کے رفع یدین کرتے تھے۔
(ابوداؤد ص ۱۸۱)

تبصرہ:

اس روایت میں تکبیر اولیٰ کے بعد رفع الیدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد کے اسی نسخہ میں ج ۳۸ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں وہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیدین نقل کرتے ہیں۔ [ج ۱ ص ۱۰۸]
امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ [۳۴۵، ۳۴۶ ج ۳ ص ۶۹۵]
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ہذا حدیث صحیح“ [موافقۃ الخیر الخیر ۱: ۴۰۹، ۴۱۰]

حدیث نمبر ۳۰:

(30) ۳۰۔ عن نسیم المجمع والی جعفر القاری عن ابی نعیم الحمری عن حضرت ابو جعفر القاری رحمہما الشرح فی ہریرۃ اسہ کان یرفع یدیه إذا فتنح الصلۃ وبیکین کسما خفض و یقول انا شہدکم صلاۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،
حضرت نعیم الحمری اور حضرت ابو جعفر القاری رحمہما الشرح فی ہریرۃ اسہ کان یرفع یدیه إذا فتنح الصلۃ وبیکین کسما خفض و یقول انا شہدکم صلاۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،
تو نماز شروع کرتے وقت کہتے تھے انا شہدکم صلاۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔
(التہذیب لما فی الموطا من المعانی والاسانید ص ۱۵۱)

تبصرہ:

اس روایت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع الیدین کے ترک کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ عدم ذکر نفی ذکر کے لئے مستلزم نہیں ہوتا۔
[دیکھئے الدرر مع الہدایہ ۱/۱۷۷، الجوہر النقی ۴/۳۱۷ وغیرہما]
اس سے پہلی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کا اثبات گزر چکا ہے۔
خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی رفع الیدین ثابت ہے۔
[جزء رفع الیدین ص ۲۲ ج ۲۲، واسنادہ صحیح]

بلکہ ایک روایت میں ان سے یہ بھی آیا ہے:

أقسم بالله إن كانت لہی صلاتہ حتیٰ فارق الدنیا [المعجم لابن الاعرابی ۲۲۶]

اس کے راوی محمد بن احمد بن عصمہ الرلی کے حالات نہیں ملے لیکن مسند الشامیین للطبرانی (۳۵/۲) میں بعض حدیث میں اس کی متابعت موجود ہے۔ تفصیلی بحث آگے آرہی

ہے۔ ان شاء اللہ

حدیث نمبر ۳۱:

31 - عن عبد الرحیم بن سلیمان عن ابی یزید الخثلی عن عاصم بن کلیب عن ابی
عن علی عن المنجی علی اللہ علیہ وسلم انه کان
یرفع یدیه فی اول الصلوۃ ثم لا یعود،
(العلل الواردة فی الاماہد النبویہ، دار قطنی ج ۴ ص ۳۸) قلت الف
برفعہ عبد الرحیم بن سلیمان وهو ثقة، ناقل،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں یدین
کرتے تھے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ:

۱: اس روایت پر امام دارقطنی نے جرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”و وہم فی رفعہ“ یعنی اسے اس کے مرفوع بیان کرنے میں وہم ہوا ہے۔

[العلل الواردة ۴/۲۷۰]

۲: دوسرے یہ کہ العلل الواردة میں عبد الرحیم مذکور تک سند غیر موجود ہے لہذا یہ روایت

بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حدیث نمبر ۳۲:

32 - ثنا الحسن بن احمد بن منصور سجادة ثنا فضيل بن
الوليد القاسمي ثنا كثير بن عبد الله ابو هاشم —
قال سمعت انس بن مالك يقول قال لي النبي
صلی اللہ علیہ وسلم یا یسئ اذا تقدمت الي
الصلاة فاستقبل القبلة وارفع یديك وكبر
واقرأ الحمد فاذا ركعت فصنع كفك على ركبتيك
وفرقي بين اصابعك وسبح فاذا رفعت
رأسك فاقم صلبك حتى يقع كل عضو مكانه
واذا سجدت فامكن جبهتك من الارض
وسبح واذا رفعت رأسك فاقم رأسك فاذا
قعدت فصنع عقبك تحت الجنب واقم
صلبك فانها من سنتي ومن اتبع سنتي فانه
مني ومن هومني فهو معي في الجنة؟
(الكمال فی شعفاة الرجال لابن عدي ج ۶ ص ۳۵۵)

کثیر بن عبد اللہ بن منصور سجادة فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو نماز کے لیے بڑھے تو قبلہ رخ
ہو جا، رقع یدین کر اور تکبیر تحریرہ کر اور قراوت کر جہاں سے
کڑنا چاہیے پھر جب تو رکوع میں جائے تو دونوں ہتھیلیاں
گھٹنوں پر رکھ اور انگلیاں کھلی رکھ اور ذکر کی کسی چیز پر
پھر جب رکوع سے سر اٹھائے تو اپنی کمر سیدھی کرے ہاتھ
کمر حصو اپنی ہاتھ پر رکھ جائے پھر جب توجہ میں جائے تو
اپنی پیشانی زمین پر رکھ اور (سجدہ) کی تسبیح پڑھ، پھر جب
تو سر اٹھائے تو اپنا سر سیدھا کرے، پھر جب توجہ کرے
تو اپنی انگلیوں کو سر کے نیچے کرے اور کمر کو سیدھا کرے
یہ میری سنت ہے اور میں نے میری سنت کی پیروی کی وہ
مجھ سے ہے اور مجھ سے ہے وہ جنت میں میرے ساتھ

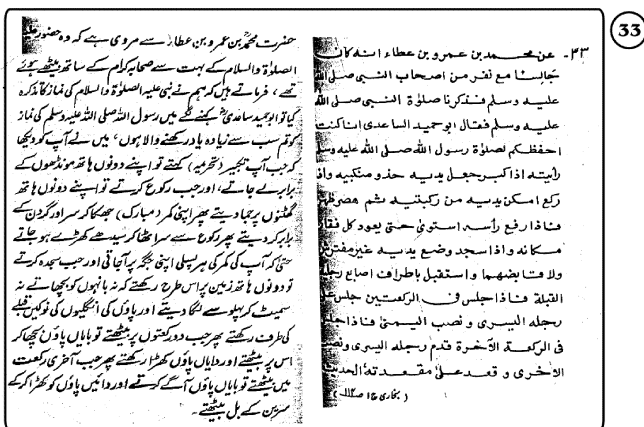
اس روایت میں ترک رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ روایت باطل ہے۔ کامل ابن عدی کے صفحہ مذکورہ سے پہلے (ص ۲۰۸۵ پر) امام بخاری رحمہ اللہ کا قول موجود ہے کہ ”کثیر بن عبد اللہ أبو ہاشم الأبلی منکر الحدیث عن أنس“ اور امام نسائی کا قول لکھا ہوا ہے:

”کثیر أبوہاشم یروی عن أنس: متروک الحدیث“
امام بخاری کا کسی راوی پر منکر الحدیث کی جرح کرنا (ان کے نزدیک) شدید جرح ہے۔
[دیکھئے میزان الاعتدال ۶/۱ وغیرہ بحوالہ قواعد فی علوم الحدیث تصنیف: فخر احمد تھانوی دیوبندی ص ۱۵۷
حاشیہ نمبر ۱ الی غدة]

بلکہ تہذیب التہذیب (۸/۴۱۸) فی نسخہ ص ۳۷۴) میں لکھا ہوا ہے:

”وقال الحاكم: زعم أنه سمع من أنس، روى عنه أحاديث يشهد القلب أنها موضوعة“ اور حاکم نے کہا: اس نے انس سے سننے کا دعویٰ کیا ہے، اس نے آپ سے ایسی حدیثیں بیان کی ہیں جن کے بارے میں دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ موضوع ہیں۔

حدیث نمبر ۳۳:



تبصرہ:

یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے ترک کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء کی یہی روایت ایک دوسری سند کے ساتھ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ سنن ابی داود (۱۰۶/۱ ح ۷۳۰) سنن ترمذی (۱/۶۷۷ ح ۳۰۴) میں بھی موجود ہے۔ اسے امام ابن خزیمہ (۵۸۷، ۵۸۸) اور امام ابن حبان (الموارد: ۴۴۲، ۴۹۱، ۴۹۲) وغیرہا نے صحیح کہا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہذا حدیث حسن صحیح“ اسے امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہم نے بھی صحیح کہا ہے۔ لہذا انوار خورشید صاحب کا مفصل روایت کو چھوڑ کر مختصر روایت سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یاد رہے کہ حدیث مذکورہ کا راوی عبد الحمید بن جعفر اکثر علماء کے نزدیک ثقہ ہے۔

[نصب الرایہ ۳۴۴/۱]

حدیث نمبر ۳۴:

عبد الرحمن بن عثیم ان ابی مالک الأشعری جمع قومہ فماتوا یا معشر الأشعریین اجتمعوا واجمعوا نساکم ابیہنکم اعلکم صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی لنا بالمدينة فاجتمعوا وجمعوا نساہم وابناہم فتوضأ واداہم کیف يتوضأ منا حصی الوضوء ای امکنہ حتی لمان فناء العنق والتسیر الظل فقاموا فصفت الرجال فثابت اذ فی الصف وصبوا الولدان خلفہم وضعت النساء خلف الولدان فقامت الصلوة فتقدم فرقع ید یدہ فتکبیر فقامت بسم التحۃ الکتاب وسورة یسزہما ثم فرقع فمات سبحة ان الله و یجده مشاڈ ثم شتم قال سمع الله لمن حمده واستوی ثم شتم کبر وسفر ساجدا شتم کبر فرقع رأس شتم کبر فسجد شتم کبر فثا فاضا فکبر تکبیرہ فی اول رکعة ست تکبیرات وکبر حین قام الی الركعة الثانیة فلما تم صلاتہ اقبل الی قتمہ یوجهہ فکبر احفظوا تکبیری وتعدوا رکوعی وسجودی فانها جسد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم البی کان یصلی لنا کذا الساعۃ من الی الفحدث۔

حضرت عبد الرحمن بن عثیم فرماتے ہیں کہ حضرت ابی مالک نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اسے اشعری قوم ہیں یہو باؤ اور توں اور بچوں کو بھی جمع کرونا کہ میں تمہیں نبی علیہ الصلوۃ کی نماز سکھا دوں جو آپ ہمیں مدینہ طیبہ میں پڑھا یا کرتے ہیں آپ نے وضو کیا اور انہیں دکھایا کہ کیسے وضو کیا جائے آپ نے خوب اچھی طرح سے پانی اعضا وضو کیا پٹایا حتی کہ جب سایہ ظاہر ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر اذان دی امام سے قریب تر مردوں نے صف بائیں، ان کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے۔ پھر اقامت ہوئی اور آپ نماز پڑھنے کے لیے آگے بڑھ گئے۔ آپ نے رفع یدین کیا اور تکبیر پڑھ لی۔ پھر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت دونوں کو آہستہ سے پڑھا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا اور تین مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سجدے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح پہلی رکعت میں آپ کی چھ تکبیریں ہوئیں۔ آپ نے دوسری رکعت کے لیے آگے بڑھتے وقت بھی تکبیر کی پھر نماز پوری کر کے اپنے قبیلہ والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میری تکبیریں گویا د گرو اور میرا رکوع و سجود سیکھ لو، کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو آپ ہمیں دن کے اس حصے میں پڑھا کرتے تھے۔

تبصرہ:

اس روایت کے ایک راوی شہر بن حوشب پر کافی کلام ہے لیکن قول رائج میں وہ حسن الحدیث ہے کیونکہ وہ جمہور کے نزدیک موثق ہے۔ عرض ہے کہ اس میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے ترک کا کہاں ذکر ہے؟ خواہ مخواہ عدم ذکر والی روایت کو نقل کر کے اپنی کتاب کا حجم بڑھا دینا کون سے دین کی خدمت ہے؟

حدیث نمبر ۳۵:

(35) عن عباد بن الزبير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه فبـ
حضرت عباد بن زبير سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو ابتداً نماز میں رفع الیدین اول الصلوة بشم لم يرفعهما في شئ حتى يحسن غـ
سیرت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نماز میں غـ (علاقت بیچ بھال نصب الیدین ص ۱ ص ۲) سے خارج ہو جاتے۔

تبصرہ:

۱: اس کی سند کے ایک راوی ”محمد بن اسحاق“ کا تعین مطلوب ہے۔ یہ وضاحت کی جائے کہ یہ کون ذات شریف ہے؟

۲: حفص بن غیاث مدلس ہے۔ [اسماء المدلسین للسیوط ص ۹۶]

لہذا اس کے سماع کی تصریح ثابت کی جائے۔

ابو یوسف محمد ولی درویش (الاستاذ بجامعة العلوم الاسلامية بنوري ثاؤن) اپنی کتاب ”ذ پیغمبر خدا ﷺ موضح“ میں لکھتے ہیں:

”او د مدلس عنعنہ دھیحا پہ نزد قبولہ نہ دہ“

یعنی: اور مدلس کا عن سے روایت کرنا کسی کے نزدیک بھی مقبول نہیں ہے۔ [ص ۳۲۲]

۳: روایت منقطع ہے۔ امام عراقی مرسل روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ورده جما هير النقاد للجهل بالساقط في الإسناد“

اور جمہور محدثین نے مرسل کو اس وجہ سے رد کر دیا ہے کہ اس کی سند میں گرا ہوا راوی

حدیث نمبر ۳۶، ۳۷:

۳۷۔ عن ساجد بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن يجمع رافعنا ايدينا في الصلاة فقاتل ما بهلورا فبين ايديهم الصلاة كما نهانا اذ فاق الخيل النخس اسكت الصلاة۔ (مشافہ اصطلاح)

۶: اگر اس حدیث سے رفع الیدین کا نسخ یا منع ثابت کیا جاتا تو پھر خفی و دیوبندی و بریلوی حضرات (۱) تکبیرِ اولیٰ (۲) وتر (۳) اور عیدین والا رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

اگر اس کی تخصیص دوسرے دلائل سے ثابت ہے تو پھر رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ دیکھئے علامہ سیوطی کی

قطف الأزهار المتناثرة فی الأحادیث المتواترة . [۳۳۷]

۷: تمیم بن طرفہ رحمہ اللہ کی یہ روایت مخالفین رفع الیدین، قیام والے رفع الیدین کے بارے میں پیش کر رہے ہیں حالانکہ یہی روایت مختصر مسند احمد (۹۳/۵) میں ”وہم قعود“ کے الفاظ کے ساتھ بھی موجود ہے۔ یعنی: اور وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

۸: متعدد علماء نے اس حدیث سے استدلال کرنے والوں پر کڑی تنقید کی ہے۔ مثلاً: امام نووی رحمہ اللہ اسے ”أقبح أنواع الجهالة بالسنة“ قرار دیتے ہیں۔ یعنی سنت کے ساتھ جہالت کی اقسام میں سب سے بُری قسم۔ [المجموع شرح المہذب ۴/۴۰۳]

۹: اس حدیث کے راویوں مثلاً امام مسلم، امام احمد اور امام ابوداؤد رحمہم اللہ وغیرہم میں ایک سے بھی اس حدیث کی بنیاد پر رفع الیدین کو منسوخ کہنا یا سمجھنا ثابت نہیں۔

۱۰: متعدد دیوبندی علماء نے اس روایت کے ساتھ نسخ رفع الیدین پر استدلال پر تنقید کی ہے۔ مثلاً محمود حسن دیوبندی فرماتے ہیں:

”باقی اذناہ خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقت سلام نماز اشارہ بالید بھی کرتے تھے۔ آپ نے اس کو منع فرمادیا۔“ [الورد الفذی علی جامع الترمذی ص ۶۳ تقاریر حضرت شیخ الہند ص ۶۵]

محمد تقی عثمانی (جن کا دیوبندی سنجیدہ حلقے میں بڑا مقام ہے) فرماتے ہیں:

”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے۔۔۔“ الخ

[درس ترمذی: ۳۶/۲]

کسے معلوم تھا کہ انوار خورشید صاحب ایسے اخلاف بھی آئیں گے جو انصاف کا خون کرتے ہوئے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اور احادیث ضعیفہ و موضوعہ اور غیر متعلق روایات پیش کر کے اپنے دیوبندی عوام کو ورغلا نے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

حدیث نمبر ۳۸:

38

(نمبر ۲۱)، تحریف، (نمبر ۳) باطل، موضوع، (نمبر ۶ تا ۱۳) ضعیف، (نمبر ۱۵) موضوع، (نمبر ۱۶ تا ۲۲) ضعیف، (نمبر ۲۳ تا ۲۸) ضعیف، (نمبر ۳۱) ضعیف - (نمبر ۳۵) ضعیف

مرسل اور (نمبر ۳۸) ضعیف ہے۔

ان میں بعض روایات کو آٹھ مرتبہ اور بعض کو سات دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اب آپ کی خدمت میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کا اثبات صحیح احادیث سے پیش کیا جاتا ہے۔

اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعد الرفع منه

حدیث نمبر:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”رأيت رسول الله ﷺ إذا قام في الصلاة رفع يديه حتى تكونا
حذو منكبيه وكان يفعل ذلك حين يكبر للركوع ويفعل ذلك إذا
رفع رأسه من الركوع، ويقول: ((سمع الله لمن حمده)) ولا يفعل
ذلك في السجود“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں
ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو ایسا ہی
کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور
سجدوں میں آپ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲/۱: ۳۶۷، صحیح مسلم ۱/۱۶۸: ۳۹۰]
اس حدیث کے ایک راوی امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں:
مسلمانوں پر یہ حق (لازمی) ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے وہ نمازوں میں رفع الیدین کریں۔
[بخاری درسی ۱۰۲/۱: ۱۱۸]

اس حدیث کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے
تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲/۱: ۳۹۷، شرح السنۃ للبخاری ۲/۳: ۲۱۸، وقال: هذا حديث صحيح]
بلکہ آپ اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدین مذکور نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔
[جزء رفع الیدین للبخاری ۱۰۲/۱: ۱۵، اسے امام نووی نے المجموع شرح المہذب ۳/۲۰۵ میں صحیح کہا ہے]

حدیث نمبر ۲:

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے رکوع سے پہلے اور بعد الارفع الیدین نقل کیا ہے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲۱ ح ۷۳۷ صحیح مسلم ۱۶۸ ح ۳۹۱]
نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

حدیث نمبر ۳:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نو (۹ھ) کو مسلمان ہوئے۔ [عمدة القاری للنعیمی الحنفی ۲۷۵ ح ۲۷۵]
آپ بھی نبی کریم ﷺ سے رکوع سے پہلے اور بعد الارفع الیدین بیان کرتے ہیں۔
[صحیح مسلم ۱۷۳ ح ۴۰۱]
ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین مذکور روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فی عشرة من أصحاب النبی ﷺ
[سنن ترمذی ۱۷۱ ح ۳۰۴ وقال: "هذا حديث حسن صحيح" صحیح ابن خزیمہ ۱۷۱ ح ۵۸۷، صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۷۱ ح ۱۸۶۴، صحیح ابن الجارود ص ۷۴، ۷۵ ح ۱۹۲ و صحیح البخاری وابن تیمیہ وابن قیم وغیرہم]

حدیث نمبر ۵:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [سنن ابی داود ۱۰۸۱ ح ۳۸۷ صحیح ابن خزیمہ: ح ۶۹۴، ۶۹۵، صحیح الحافظ ابن حجر کما تقدم]

حدیث نمبر ۶:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[اسنن اکبری للبیہقی ج ۲ ص ۷۳ وقال: رواه ثقات واقره الذہبی وابن حجر وسنده صحيح]

حدیث نمبر ۷:

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [ایضاً]

حدیث نمبر ۸:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[سنن ترمذی: ۲/۱۸۰ ح ۳۳۳۳ وقال: "هذا حديث حسن صحيح"، صحيح ابن خزيمة ۱/۲۹۴، ۲۹۶ ح ۵۸۳، صحيح ابن حبان كافي العمدة للعينی ۵/۲۷۷ صحیح احمد بن حنبل وابن تیمیہ وغیرہما]

حدیث نمبر ۹:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن دارقطنی ۱/۲۹۲ ح ۱۱۱۱ و رجالہ ثقات کما فی التلخیص الحبر ۱/۲۱۹ ح ۳۲۸ / وسندہ صحیح]

حدیث نمبر ۱۰:

جابر بن عبداللہ (سنن ابن ماجہ ص ۶۲ ح ۸۶۸، ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مسند السراج قلمی ص ۲۵ و مطبوع ح: ۹۲ پر موجود ہے اور اس کی سند حسن ہے۔) ان کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً عمر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ وغیرہما سے رفع الیدین مذکور مروی ہے۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں: "والحديث إذا روى من عشرة فهو متواتر على القول المختار (كما في تدريب الراوي)" [بوادر النواذر ص ۱۳۶] یعنی: جب حدیث دس (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے مروی ہو تو وہ قول راجح میں متواتر ہوتی ہے جیسا کہ تدريب الراوی میں لکھا ہوا ہے۔

[تدريب کے حوالہ کے لئے دیکھئے ۷/۲ او فیہ : وقال الأ صطخري: أقله عشرة وهو المختار ، لأنه أول جموع الكثرة]

لہذا ثابت ہوا کہ رفع الیدین کے اثبات والی حدیث متواتر ہے۔ اسی لئے متعدد علماء نے رفع الیدین کو متواتر لکھا ہے مثلاً السیوطی، الکتانی، ابن الجوزی، ابن حجر اور الزبیدی رحمہم اللہ وغیرہم

انوار خورشید صاحب اور آثار صحابہ

قول نمبر ۱:

① عن الراشدين صنفوا بحججهم في وقت دينهم كبريتهم
 قال الحسن بن ابي اسحاق بن محمد بن جابر عن جابر عن ابي جابر عن علقمة
 عن عبد الله قال صلى الله عليه وسلم رفع الي بكر ومع عمر رضي الله عنهما
 فلم يرفعوا ايديهم الا عند التكبيرة الاولى فلما
 في افتتاح الصلاة ، فقال استمعوا يا ايها الذين آمنوا
 الصلاة كلها - (دار الفکر ۵۱۹۹ ، ج ۲ صفحہ ۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔
 ان سب نے رفع دین نہیں کیا مگر پہلی تکبیر کے وقت نماز کے
 شروع میں حضرت الحسن بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ ہم بھی اس کی
 اپنا کرتے ہیں پھر نماز میں۔

اقول: محولہ بالادونوں کتابوں (دارقطنی اور بیہقی) میں لکھا ہوا ہے:

”تفرد به محمد بن جابر وكان ضعيفاً“ (ایضاً) یعنی اس روایت میں محمد بن جابر کا
 تفرد ہے اور وہ ضعیف تھا۔ (اس محمد بن جابر کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے)

قول نمبر ۲:

② عن علقمة ابنه قال صلى الله عليه وسلم
 مسموع منكم يرفع يديه عند الركوع وعند
 رفع الرأس من الركوع فقلت له لم لا ترفع
 يديك فقال صلى الله عليه وسلم لا ترفع
 عليه وسلم وخلف اب بكر وعمر منكم
 يرفعوا ايديهم الا في التكبيرة التي تفتتح
 بها الصلاة - (دار الفکر ۵۱۹۹ ، ج ۲ صفحہ ۲۷۵)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے
 سنا ہے کہ نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع میں جانتے اور رکوع سے سر
 اٹھاتے وقت رفع دین نہیں کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ رفع دین
 کیوں نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے
 ان سب نے رفع دین نہیں کیا مگر اسی تکبیر میں جس سے نماز شروع
 ہوئی ہے۔

اقول: یہ من گھڑت روایت کا سانی حنفی نے بغیر کسی سند کے نقل کی ہے۔ دنیا میں

حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت باسند موجود نہیں ہے۔ (فیما أعلم)

لہذا ایسی موضوع ومن گھڑت روایات پیش کر کے اہل حدیث کو صحیح حدیث سے کس طرح

ہٹایا جاسکتا ہے؟!

3

اقول: اس میں ابراہیم (نخعی) مدلس ہیں۔ [اسماء المدلسین للسيوطی ص ۹۳ ت نمبر ۱]

[مزید تحقیق کے لئے دیکھئے ص ۱۶۳، ۱۶۴]

[مسند الفاروق، للحافظ ابن کثیر ۱/۶۶ تا ۱/۶۶۲ الجامع لاخلق الراوی وآداب السامع ۱/۱۸۷ وغیرہما]

(4

اقول: ہمارے نسخہ میں امام بیہقی کی السنن الکبریٰ کے ص ۸۰ (ج ۲) پر یہ روایت موجود

روایت کا انکار کیا اور امام بخاری وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ [دیکھئے نور العینین ص ۱۶۱]

یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت دونوں اپنے مدعا پر واضح نہیں ہیں کیوں کہ ان میں قنوت اور عیدین والے رفع الیدین کی تخصیص موجود نہیں ہے۔

قول نمبر ۵:

5

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی بخیر تحریر کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے۔

۱- عن اہل ہیم عن عبد اللہ اسند کان یرفع یدہ فی اول صلاۃ یفتتح شہلا یرفعہا (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۲۶)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

۲- عن اہل ہیم قتال کان عبد اللہ لا یرفع یدہ فی سبغ من الصلوۃ الا فی الافتتاح (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۵۸)

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے کسی حصے میں رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع کے۔

۳- عن اہل ہیم عن ابن مسعود کان یرفع یدہ فی اول شئ ثم لا یرفع بعد (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۵)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔

اقول: یہ روایت سخت منقطع ہے۔ ابن مسعودؓ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں فوت ہوئے اور ابراہیم نخعیؒ ۳۷ھ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

[نیز دیکھئے ص ۱۶۷۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سند پر مضبوط جرح کی ہے۔]

قول نمبر ۶:

6

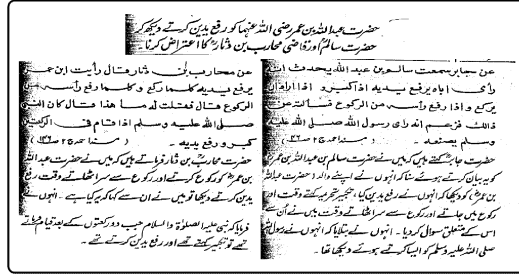
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بخیر تحریر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔

۱- أخبرنا مالک بن انس عن ابی ہریرۃ کان یصلی بہم فیکبر کلما خفض ورفع قتال ابو جعفر القناری وکان یرفع یدہ حیث یکبر ویفتتح الصلوۃ۔ (موطا امام محمد ص ۱۵۸ ج ۱ ص ۱۵۸)

حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی امام مالکؒ نے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی نعیم الجوزی اور ابو جعفر القناری دونوں نے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے تو سب اذان تک کبیر کہتے تھے۔ ابو جعفر القناری کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ رفع یدین نماز کے شروع میں بخیر تحریر کے وقت کرتے تھے۔

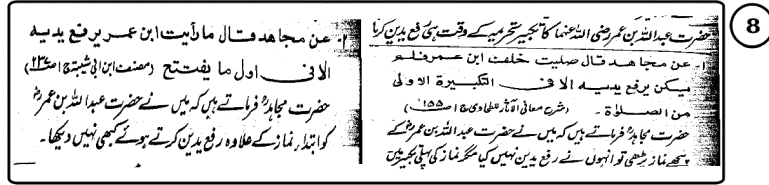
اقول: اس روایت پر بحث حدیث نمبر ۳۰ کے تحت گزر چکی ہے۔ اور صاف صاف یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے۔

قول نمبر ۷:



اقول: جابر جعفی (کذاب) اور محارب بن دثار (ثقة) کی دونوں روایتیں رفع الیٰطین کے کرنے کی زبردست دلیلیں ہیں۔ رہا بعض شاگردوں کا تحصیل علم کے لئے دلیل کا پوچھنا تو یہ اعتراض کی دلیل نہیں ہے۔ خود سالم رحمہ اللہ وغیرہ سے باسند صحیح رفع الیٰطین کا کرنا ثابت ہے۔ لہذا جابر جعفی جیسے کذاب وغیرہ ثقہ راویوں کی روایت کی بنیاد پر امام ابن عمر رضی اللہ عنہما پر کیوں کرا اعتراض ہو سکتا ہے اور اگر ہو بھی تو بات صحابی کی مانی جائے گی نہ کہ بعد میں آنے والے کسی شخص کی، جس کا قول فعل بلکہ اس کی پوری ذات کسی صحابی کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔

قول نمبر ۸:



اقول: قاری ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو انوار خورشید صاحب نے نمبر ۱، نمبر ۲ اور نمبر ۴ تین دفعہ بیان کیا ہے جبکہ روایت ایک ہی ہے۔ ہمارے مکتبہ میں معرفۃ السنن والآثار کا جو نسخہ موجود ہے (طدار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) اس کی جلد نمبر ۱ ص ۵۵۶ پر یہ روایت موجود ہے۔ امام بیہقی نے اس پر امام بخاری کی جرح نقل کی ہے۔ امام بخاری کی یہ تحقیق ہے

کہ ابو بکر بن عیاش نے یہ روایت اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔ (ص ۵۵۷ ایضاً) امام ابن معین فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابو بکر بن عیاش کا وہم ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

[جزء رفع الیدین ص ۵۶ ح ۱۶۷]

اس قسم کی ضعیف روایات سے نسخ کشید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اثبات رفع الیدین صحیح بخاری وغیرہ میں صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

قول نمبر ۹:

<p>⑨ عن عبد العزيز بن حكيم قال رأيت ابن عمر يرفع اذ نبيه في اول تكبيرة افتتح الصلوة ولم يرفعهما فيهما سوى ذلك (موطأ امام محمد ص ۹۳)</p>	<p>عبد العزيز بن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ ابتدا نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے گاؤں کے برابر اس کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔</p>
<p>عن مجاهد قال ما رأيت ابن عمر يرفع يديه الا في اول ما يفتتح الصلوة (معروف بن داود ۲۵۸ ص ۱۱۱)</p>	<p>حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو ابتدا نماز کے علاوہ رفع الیدین کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔</p>

اقول: موطأ کے ہمارے نسخہ میں یہ روایت ص ۹۳، ۹۴ پر موجود ہے۔ اس کی سند کا ایک راوی محمد بن ابان بن صالح ہے۔ جس کے بارے میں اسی موطأ کے حاشیہ (التعليق للمجد ص ۴ حاشیہ نمبر ۵) پر عبدالحی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

”محمد بن أبان بن صالح .. وهو ممن ضعفه جمع من النقاد“

یعنی محمد بن ابان بن صالح کو ناقدین حدیث کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے محمد بن ابان مذکور پر ابو داود، ابن معین، بخاری اور نسائی وغیرہم کی جرحیں نقل کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کرنے سے پہلے دیکھو
حضرت میمونؓ کا حضرت ابن عباسؓ کے پاس جا کر حیرت کھانا

حضرت بیرون کی گڑھے سے مری سے کہ انہوں نے حضرت علیؑ
 پر زبردستی دھکا دیا کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھانے کو توجہ دلا
 کہ وہ کہتے تھے اور سجدہ میں جاتے اور دوسری رکعت کے
 لیے کھڑے ہوتے وقت دونوں تبدیلے سے اشتہار کیا،
 یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا گیا کہ کیا کہنا کہ انہوں نے
 حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھے
 کہ اگر کسی نے بھی اس نماز نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اسے
 عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ اگر تم کو پسند ہو کہ جو حضور
 علیہ السلام کی نماز کو یاد کرو تو ان میں سے ایک اقتدار کرو۔

عن سمعان المكي انه رأى عبد الله بن الزبير
وصلّى بهم عيشين بكفّيه حين يقفون
وحين يركع وحين يسجد ويحيين
الحق بآدم يقوم فيغير يديه لاطلقت
ابن عباس قلقت رأيت ابن الزبير
صلوة له ارحلها صلىها فوصفت له
الاشارة فعاتل ان احببت ان تنظر الى
صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاتق به صلوة عبد الله بن الزبير

قول نمبر ۱۱:

11

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت عبید اللہؓ کا فرمان

حضرت محمد بن یحییٰؑ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عباد بن عبد الرحمنؓ زبیر کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں براہِ رُخ نہیں رہا۔ میں نے عبادؓ کو کہا کہ اے حضرت عبادؓ! وہاں سے میرے پیچھے رہیں۔ تب میں دیکھا کہ میرے قدم براہِ رُخ ہیں۔ رُخِ بدین کہنا کہ جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا کریں، یہی رُخِ بدین کہنا کرتے تھے۔ پھر نماز سے فارغ ہوئے نہ کہیں اور رُخِ بدین نہیں کرتے تھے۔

وفى المأواه الطيبة واخرج البهيقي
في خلافا تيه عن الحاكم بسنده الى حمص
عن خياط عن محمد بن ابي يحيى قال
صليت الى جنب عباد بن عبد الله بن ربيع
فجعلت ارفع يدي في كل رفع ووضيعة
قال يا ابن اخي رايتك ترفع في كل رفع وتخضع
وان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
اذا افتتح الصلاة رفع يديه في اول ركعة
ثم لم يرفعهما في شئ من حركاته ،
(رد المحتار لكتاب الصلاة ص ٢٤٥)

اقول: اس روایت کی سند ضعیف اور مرسل ہے۔ جیسا کہ ص ۹ حدیث نمبر ۳۵ پر گزر چکا ہے۔
انوار خورشید صاحب کے پیش کردہ آثار صحابہ ختم ہوئے۔

ان آثار کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کا عام اعلان ہے:
”کسی صحابی سے بھی رفع البیدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔“

[جزء رفع البیدین ص ۱۱۰ ج ۱۱ ص ۴۰ ج ۱۵۲ ح ۷۶، المجموع ۴۰۵/۳]

اب آپ کی خدمت میں ان صحابہ کرام کے نام مع حوالہ پیش کئے جاتے ہیں جو کہ
رفع البیدین کے قائل و فاعل تھے۔

آثار صحابہ اور رفع الیدین کا اثبات

- ① ابن عمر رضی اللہ عنہما [صحیح بخاری: ۴۳۹]
- ② مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۳۷۷، صحیح مسلم: ۳۹۱]
- ③ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن الدارقطنی ۲۹۲، ح ۱۱۱۱۱، وسندہ صحیح]
- ④ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۷۲]
- ⑤ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [ایضاً ۳۷۲]
- ⑥ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲، وسندہ صحیح]
- ⑦ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵، وسندہ صحیح]
- ⑧ انس رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین: ۲۰، وسندہ صحیح]
- ⑨ جابر رضی اللہ عنہ [مسند السراج: ۹۲، وسندہ حسن]
- ⑩ عمر رضی اللہ عنہ [مسند الفاروق ۱۶۵، ۱۶۶، وسندہ حسن]

سعید بن جبیر رحمہ اللہ (تابعی مشہور) فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۷۲]

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں۔ دیکھئے جزء رفع الیدین وغیرہ لہذا اثبات ہوا کہ صحابہ کرام سے بھی رفع الیدین کا اثبات ہی ثابت ہے۔ نفی یا نسخ وغیرہ قطعاً ثابت نہیں ہے۔

آثار تابعین اور ترک رفع یدین

اس کے بعد انوار خورشید صاحب نے آثار تابعین پیش کئے ہیں ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

قول نمبر ۱:

①
 حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے
 اہل و عیالہ ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے
 من شعبہ عن ابی اسحق قتال کان اصحابہ
 عبد اللہ واصحابہ علی لا یرفعون الیدین
 فی افتتاح الصلوۃ قتال وکیع شہادۃ یوسف
 حضرت ابو اسحق قتال فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہما کے اصحاب و شاگرد صرف نماز کو ابتداء میں
 رفع یدین کرتے تھے، حضرت وکیع فرماتے ہیں کہ پھر اس کے
 بعد کسی مقام پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اقول: ان اصحاب عبداللہ اور اصحاب علی (رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک کا نام بیان نہیں کیا گیا لہذا یہ سارے اشخاص مجہول ہیں۔ اگر ان سے مراد ثقہ حضرات تھے تو ان کا نام ظاہر نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

دوسرے یہ کہ اگر یہ اثر صحیح ہے تو حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

قنوت وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرنے والے یہ اثر پیش نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی زد میں ان کے یہ دونوں رفع الیدین بھی آتے ہیں۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا

قول نمبر ۲:

②
 حضرت ابو اسحق سیدنی، امام شافعیؒ اور ابراہیم شافعیؒ
 تینوں ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے
 قتال عبد الملک و رأیت الشافعی و ابراہیم
 و ابی اسحق لا یرفعون الیدین الا حین
 یقتضون الصلوۃ - (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۱)
 حضرت عبد الملک بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ
 ابراہیم شافعیؒ اور ابو اسحق سیدنیؒ کو دیکھا ہے یہ لوگ ابتداء نماز
 کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اقول: اس کا تفصیلی جواب آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

قول نمبر ۳:

(3) عن اشعث عن الشعبي انه كان يرفع يديه في
اقل التكبيرين شعر لا يرفعهما -
(مصنف ابن أبي شيبة ج ۱ ص ۲۲۲)

اقول: اشعث سے مراد اشعث بن سوار الکندی ہے۔

اسے جمہور علماء نے ضعیف کہا ہے۔ صحیح مسلم میں اس کی روایات متابعات میں ہیں۔
امام احمد ابن معین، نسائی اور دارقطنی وغیرہم نے کہا: ضعیف [دیکھئے تہذیب التہذیب ۳۰۸/۱، ۳۰۹]
لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

قول نمبر ۴:

(4) اخبرنا حصين ومغيرة عن ابراهيم انه
كان يقول اذا كبرت في مناة الصلاة فارفع
يديك بشعر لا ترفعهما فيما بقي -
(مصنف ابن أبي شيبة ج ۱ ص ۲۲۲)

اقول: اس کا تفصیلی جواب بھی آگے آرہا ہے۔

قول نمبر ۵:

(5) عن حصين ومغيرة عن ابراهيم انه قال لا ترفع
يديك في شئ من الصلاة الا في الافتتاح
الاول - (مصنف ابن أبي شيبة ج ۱ ص ۲۲۲)

اقول: اس کی سند حسن ہے۔

قول نمبر ۶:

(6) اخبرنا اسود بن زياد عن ابي بصير انه قال لا ترفع
يديك في شئ من الصلاة الا في الافتتاح
الاول - (مصنف ابن أبي شيبة ج ۱ ص ۲۲۲)

اقول: جابر جعفی ضعیف رافضی اور مدلس ہے۔ [دیکھئے کتب المدلسین]

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: ”میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔“
[نصب الراية للريلى الحنفى ۴/۲، العلل الصغیر للترمذی ص ۸۹۱ وسندہ حسن]

قول نمبر ۷:

عن اسماعيل بن عمار قال كان هاشم بن عمار يرفع يديه اول صلاته
بسم الله الرحمن الرحيم ثم لا يرفع يديه الا بعد الصلوة ثم لا يرفع يديه الا بعد الصلوة
ثم لا يرفع يديه الا بعد الصلوة ثم لا يرفع يديه الا بعد الصلوة
(مسند ابن أبي شيبة ۱ ص ۲۳)

اقول: اسماعيل بن ابی خالد مدلس ہیں۔ [رسالہ: اسماء بن عرف بالتدليس للسيوطي، نمبر ۳]
انھوں نے اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں کی لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

قول نمبر ۸:

عن سفیان بن مسلم الجعفی قال کان ابن
اللبیث یرفع یدیه اول صلاته ثم لا یرفع یدیه الا بعد الصلوة
ثم لا یرفع یدیه الا بعد الصلوة
(مسند ابن أبي شيبة ۱ ص ۲۳)

اقول: سفیان بن مسلم، اگر تحقیق نہیں ہے تو اس کے حالات مجھے نہیں ملے۔

قول نمبر ۹:

عن الحجاج بن اسلم قال کان ابن
اللبیث یرفع یدیه اول صلاته ثم لا یرفع یدیه الا بعد الصلوة
ثم لا یرفع یدیه الا بعد الصلوة
(مسند ابن أبي شيبة ۱ ص ۲۳)

اقول: حجاج بن ارطاة ضعیف ہونے کے ساتھ مدلس بھی ہے۔

وقال السيوطي في أسماء المدلسين (ص ۹۵): مشهور بالتدليس

علامہ زیلعی حنفی نے کہا: والحجاج بن أرطاة ضعيف [نصب الراية ۹۲/۱]

آثار تابعین پر تبصرہ ختم ہوا۔

قارئین کرام! انوار خورشید صاحب کے پیش کردہ آثار تابعین میں صرف تین اثر (ابراہیم نخعی، عامر الشعمی اور ابواسحق) بلحاظ سند صحیح ہیں۔ باقی تمام آثار اصول محدثین کی روشنی میں ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔ یہ تینوں آثار بھی عدم رفع الیدین قبل الركوع و بعدہ پر نص صریح

نہیں ہیں۔ حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں جو کہ ان دونوں آثار کے (بظاہر) خلاف ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو مؤدبانہ عرض ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

لہذا اہل حدیث کے خلاف ان دونوں آثار سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔
 دوسرے یہ کہ جب نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے رفع الیدین کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے تو کون ایسا مومن ہے جو نیچے اتر کر ایک آدھ تابعی کے عمل کو دیکھے گا!!
 انوار خورشید صاحب اور ان کی کمپنی کی تسلی کے لئے چند تابعین کی صحیح روایات پیش خدمت ہیں جو کہ رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے:

اثبات رفع الیدین اور تابعین

- ۱: محمد (ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ) رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین کرتے تھے۔
[مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵/۱ ح عن معاذ بن ابن عون عنہ و اسنادہ صحیح]
- ۲: ابو قلابہ بصری [ایضاً ح عن ابن علیہ عن خالد عنہ و اسنادہ صحیح]
- ۳: وہب بن منبہ [مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۶۹ ح ۲۵۲۲ و اسنادہ صحیح، التمهید ۲۲۸/۹]
وعبدالرزاق صرح بالسماع عنہ
- ۴: سالم بن عبد اللہ المدنی [جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۳۶ ح ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۵: القاسم بن محمد المدنی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۶: عطاء بن ابی رباح المکی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۷: مکحول الشامی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۸: نعمان بن ابی عیاش [جزء رفع الیدین ص ۱۳۵ ح ۵۹ و اسنادہ حسن]
- ۹: طاؤس [لسنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۴ و اسنادہ صحیح]
- ۱۰: سعید بن جبیر [ایضاً ص ۷۵ و اسنادہ صحیح]
- ۱۱: قاسم بن خمیرہ رکوع کے وقت رفع الیدین کے قائل تھے۔
[جزء رفع الیدین: ۶۰ و سندہ صحیح]
- ۱۲: الحسن البصری [مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵/۱ ح ۲۳۳۵ و سندہ صحیح]

ترک رفع یدین اور علماء

آخر میں انوار خورشید صاحب نے چند علماء کے حوالے پیش کیے ہیں جن سے ترک رفع الیدین مروی ہے:

۱: سفیان ثوری ۲: اسحاق بن ابی اسرائیل ۳: امام ابو حنیفہ ۴: امام مالک
۵: امام نووی ۶: اہل مدینہ ۷: اہل کوفہ ۸: اجماع فقہاء
حالانکہ ان اقوال میں سے کوئی ایک قول بھی ثابت نہیں ہے سوائے اسحاق بن ابی اسرائیل یا سفیان ثوری کے۔

① حضرت سفیان ثوریؒ بھی صرف بخیر تحریر کے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اور اسی کے ذکر صرف بخیر تحریر کے وقت اہل الامام الترمذیؒ وہو قول سفیان و اہل الکوفۃ، (ترمذی ج ۱ ص ۱۵۷) غرض اور اہل کوفہ۔

۱: امام ترمذی (جو کہ سفیان ثوری کی وفات کے بہت بعد پیدا ہوئے) نے یہاں سند بیان نہیں کی۔ اگر کتاب العلل کی عبارت کو مد نظر رکھا جائے تو سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول مرفوع احادیث اور آثار صحابہ کے مقابلے میں مردود ہے۔

② حضرت ابن ابی اسحاقؒ بھی صرف بخیر تحریر کے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے۔ حضرت ابن ابی اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ہم بھی اسی کو ذکر رفع یدین فرماتے تھے۔ (ما فی الصلوۃ ج ۱ ص ۱۵۷) غرض اور اہل کوفہ۔

۲: اسحاق بن ابی اسرائیل اگرچہ صدوق راوی ہے لیکن مسلمانوں کے بڑے اماموں میں سے نہیں ہے۔ امام بغوی کہتے ہیں: ”کان ثقة ماموناً إلا أنه کان قلیل العقل“ امام ابو زرہؒ نے کہا: ”عندی أنه لا یکذب وحدث بحديث منکر“ امام احمد نے کہا: ”واقفی مشئوم إلا أنه صاحب حدیث کیس“ [تہذیب التہذیب ۱/۱۹۶] ایک قلیل العقل (کم عقل) شخص کا کوئی کام کرنا یا نہ کرنا دین اسلام میں کیا وزن رکھتا ہے؟

3

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مسلک

قتال محمد السنہ ان یکبر الرجل ف
صلواتہ کلما خفض وکلما رفع واذا انحط السجود
کبروا اذا انحط للسجود الشان کبر فاما
رفع الیدین ف الصلوة فانه یرفع یدیه
حدوا لاذنین فی ابتداء الصلوة مرة واحدة
شعرا یرفع فی شئی من الصلوة بعد ذالک
و هذا کله قول ابی حنیفہ
(موطا امام محمد رحمہ اللہ)

حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ نماز اپنی نماز
میں سر اٹھتے بیٹھتے بھی کبھی کبھی پہلے سجدے میں جاسکے
تو کبھی کبھی جب دوسرے سجدے میں جاسکے تو کبھی کبھی رہا
رفع یدین تو وہ ابتداء نماز میں صرف ایک مرتبہ کا نولہ کب
کرسکے اس کے بعد نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کرے، اور یہ
سب حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

۳: امام ابوحنیفہ کے قول کا راوی محمد بن الحسن الثیبانی ہے۔ اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے اپنی تاریخ (ج ۲ ترجمہ ۱۷۷۰) میں کہا ہے ”لیس بشئی“ بلکہ ان کا ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ”جہمی کذاب“ [کتاب الضعفاء للعقلمی ۵۲۴۲ وسندہ صحیح] (لہذا ایسے شخص کی نقل کا محدثین کے نزدیک کیا مقام ہو سکتا ہے؟) اور اگر اس نقل کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو بھی دیوبندیہ کو مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وتر اور عیدین کی تخصیص موجود نہیں۔ جب امام ابوحنیفہ۔۔۔ بشرط صحت۔۔۔ نماز میں کسی جگہ بھی رفع الیدین نہ کرنے کے قائل و فاعل تھے تو پھر ان کا نام لینے والے حضرات نماز وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

4

حضرت امام مالکؒ کا مسلک

قتال، و قتال مالک لا اعرف رفع الیدین
ف شیئ من تکبیر الصلوة لا ف
خفض ولا ف رفع الا فی افتتاح الصلوة
(المدة المحرریة ص ۱۷۷)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا رفع یدین کو نماز کی کبھی
بھی تکبیر میں نہ جھکتے ہوئے نہ اٹھتے ہوئے سوا کے ان
نماز کے۔

۴: امام مالک کا حوالہ موطا سے نہیں بلکہ سخون کی کتاب المدونۃ الکبریٰ (دیکھئے: ۲/۱ کے ص ۶۸ وفی نستینا ص ۷۱) سے رفع الیدین کی مخالفت میں نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ موطا امام مالک میں امام مالک رفع الیدین کرنے کی حدیث لائے ہیں۔ (روایت عبدالرحمن بن القاسم ص ۱۱۳ ح ۵۹) جب امام مالک کی اپنی کتاب میں رفع الیدین کا ثبوت موجود ہے تو پھر سخون کے بے سند حوالہ کی کیا ضرورت ہے؟

سحون کی اگرچہ بہت سے اماموں نے تعریف و توثیق کی ہے اور وہ صدوق راوی ہیں لیکن امام ابو یعلیٰ الخلیلی فرماتے ہیں:

”لم یرض أهل الحدیث حفظه“

یعنی محدثین کرام اس کے حافظہ پر خوش نہیں ہوئے۔ [الارشاد: ۲۶۹/۱ ت ۱۱۲]

تنبیہ: کتاب المدونہ سحون سے با سند صحیح ثابت نہیں ہے۔

امام مالک سے درج ذیل ثقہ راویوں نے رکوع سے پہلے اور بعد الارفع الیدین نقل کیا ہے:

① اشہب

② ولید بن مسلم ③ سعید بن ابی مریم

④ ابو مصعب ⑤ ابن عبد الحکم

⑥ ابن وہب رحمہم اللہ [حوالوں کے لئے دیکھئے نور العینین ص ۱۷۴]

بلکہ امام اشہب فرماتے ہیں کہ امام مالک وفات تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

[اتمہید ۲۲۲/۹]

امام ابو العباس القزلبی رحمۃ اللہ علیہ، امام خطابی اور امام بغوی نے تصریح کی ہے کہ امام مالک

کا آخری عمل رفع الیدین کرنا تھا۔ [طرح التزیین ۲۵۴/۱، معالم السنن ۱۹۳/۱ شرح السنۃ ۲۳۳/۳]

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین [ص ۱۷۳، ۱۷۴]

⑤ کسی بھی مقام پر رفع الیدین کے واجب نہ ہونے پر اجماع
فتاویٰ التوحید: ”اجمعیت الامم علی
استحباب رفع الیدین عند تکبیرۃ الاحادیث
واختلفوا فیما سواھا..... والجماع
حلی المستحب لا یجب شئ من الرفع“
(فویض سلمۃ مشعل)
یعنی ہر کسی کی تمام بیعتیں واجب نہیں۔

۵: امام نووی رفع الیدین کے قائل و فاعل ہیں لہذا ان کا قول دیوبندیہ کو مفید نہیں۔

دوسرے یہ کہ اگر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کوئی شخص جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس

”مستحب“ کے ترک پر اس شخص پر کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ چلئے بسم اللہ کیجئے تکبیر تحریمہ، وتر اور

عیدین والارفع الیدین اپنے گھر میں ختم کیجئے بعد میں فقہائے محدثین کے خلاف لکھیں!

دوسروں کو نصیحت، خودمیاں نصیحت!!

6) **المالکین قالوا رفع الیدین حذوا لمتابین**
عند متکبیرة الاحرام مندوب وفيما عند
ذالمت مکروه (راجع لعل المناقب والایضاح ص ۲۵۷)
ماکیہ کہتے ہیں کہ رفع یدین مؤذہوں تک تبخیر تحریم کے ذریعہ
مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

۶: اس دعویٰ کی بنیاد بخون کی بلا سند روایت ہے جس کا شد و ذ وضعف ہم بیان کر چکے
ہیں لہذا یہ دعویٰ ختم ہے۔

7) **قال الامام محمد بن نصر المروزي** امام محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں کہ رسول میں سے کسی شے
لا تسلم مصبرا من الا مصبرا تركوا باجمهم کے متعلق ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے رہنے والوں نے کیا کیا
رفع الیدین عند الخفض والرفع الا اهل سرحد سے اور سرحد سے وقت رفع یدین مجبور کیا ہوگا
السنون - (اشیاء المبرک) اہل کوفہ کے۔
قال ابن رجب المالکی قد هب اهل الكوفة رفع الیدین فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ حضرت امام ابوحنیفہ
ابوحنیفہ و سفیان الثوری و سائر فقہائے سنن کوئی اور وہاں کے تمام فقہاء اس طوط سکتے ہیں کہ
الاب ان لا يرفع المصل يديه الا عندئذ منازع تحریم کے علاوہ رفع یدین نہ کرے۔
الاحرام فقط - (بایع الحجۃ اسلف)

۷: اہل کوفہ کے اجماع کے ثبوت کے لئے محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ کی اصل
کتاب پیش کریں جو کہ انھوں نے رفع الیدین کے ثبوت پر لکھی تھی۔ ادھر ادھر کے بے سند
حوالوں کی ضرورت نہیں ہے۔ امام ترمذی نے اجماع کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اثبات رفع الیدین کی
حدیث کو صحیح کہا ہے اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین وائمہ مسلمین رحمہم اللہ کا عمل قرار دیا ہے۔
دوسرے یہ کہ یہ ثابت کریں کہ حدیث رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے اہل کوفہ کا اجماع شرعی
حجت ہے؟! و دونہ خراط القناد -

8) **ترك رفع یدین پر فقہاء کا اجماع**
ثنا ابو بكر بن عياش قال ما رأيت فقيها
قط ينعله يرفع يديه في غير التكبیر
الاول (شرح مسائل الآثار للعلامة ص ۱۵۷)
حضرت ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے ہرگز
فقہ کو بھی یہی تبخیر کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں

۸: انوار خورشید صاحب نے ابوبکر بن عیاش کی روایت پر بعض فقہاء کا اجماع بھی ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے۔ [حدیث اور الحمد یث ص ۳۱۸]

عرض ہے کہ بعض فقہاء کا یہ باطل اجماع اگر حجت ہے تو پھر دیوبندی حضرات و تراور
عیدین میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟

متعدد صحابہ مثلاً ابوبکر، عمر، ابن عمر، ابن زبیر اور ابو ہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اور متعدد تابعین مثلاً

محمد بن سیرین، سالم، ابوبکر، وہب، عطاء اور سعید بن جبیر وغیرہم رحمہم اللہ رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے۔

کیا یہ سب فقہاء کی فہرست سے خارج ہیں؟
فقہاء کا یہ کیسا جعلی اجماع ہے جس سے بڑے بڑے صحابہ اور جلیل القدر تابعین وغیرہم خارج ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔
اب ان چند ائمہ مسلمین کے حوالے پیش خدمت ہیں جو کہ رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے:

ائمہ مسلمین اور رفع الیدین

- ۱: امام مالک [دیکھئے سنن الترمذی: ۲۵۵]
- ۲: امام شافعی [کتاب الام ص ۱۰۴ ج ۱]
- ۳: امام احمد [مسائل احمد لابن داود البجستانی ص ۲۳]
- ۴: امام علی بن عبد اللہ المدینی [نسخ من نسخ صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۲]
- ۵: امام اسحاق بن راہویہ [معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، قلمی ج ۱ ص ۲۲۵ جز ۲ رفع الیدین ص ۲۹ ج ۱]
- ۶: امام اوزاعی [التمہید ج ۹ ص ۲۲۶]
- ۷: امام ابن المبارک [تاویل مختلف الحدیث ص ۶۶ لابن قتیبہ و اسناد صحیح]
- ۸: محمد بن یحییٰ الذہبی [صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ ج ۵۸۹]
- ۹: عبد الرحمن بن مہدی [جز ۲ رفع الیدین: ۱۲۱ و سندہ صحیح]
- ۱۰: ابوالولید الطیالسی [المعجم لابن الاعرابی ج ۲ ص ۴۱۰، ۴۱۱]
- ۱۱: عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی [جز ۲ رفع الیدین ص ۲۸ ج ۱]
- ۱۲: یحییٰ بن معین [الضئاح ۱۲۱]
- ۱۳: علی بن الحسن [جز ۲ رفع الیدین ص ۷۵ ج ۵]

- ۱۴: عبداللہ بن عثمان [ایضاً: ۷۵]
 ۱۵: یحییٰ بن یحییٰ [ایضاً: ۷۵]
 ۱۶: عیسیٰ بن موسیٰ [ایضاً: ۷۵]
 ۱۷: کعب بن سعید [ایضاً: ۷۵]
 ۱۸: محمد بن سلام [ایضاً: ۷۵]
 ۱۹: عبداللہ بن محمد المسندی [ایضاً: ۷۵]
 ۲۰: محمد بن نصر المروزی [مقدمۃ اختلاف العلماء ص ۱۵]
 ۲۱: ابوالاحمد الحاکم [شعار اصحاب الحدیث ص ۴۷]
 ۲۲: امام بخاری وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ مسلمین کی گنتی میں بھی اہل الرائے حضرات بہت پیچھے ہیں۔ ایک دو اماموں سے (غیر صریح) ترک رفع الیدین کا ثابت ہو جانا رفع الیدین کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

عجیب شرطیں:

دلائل کے میدان میں تہی دامن ہونے کے بعد انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:
 ”کسی بھی صحیح و صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ نے رکوع والے رفع الیدین کا حکم دیا ہے۔“ [حدیث اور الحدیث ص ۴۲۳]

خورشید صاحب اور ان کی پارٹی کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ اہل حدیث کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن الجارود وغیرہ کتابوں میں متواتر اسانید کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور کسی ایک روایت میں بھی باسند صحیح اس کا ترک یا نسخ قطعاً ثابت نہیں ہے۔ رہا یہ کہ حکم ثابت کریں تو یہ ایک مناظرانہ مغالطہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دیوبندی

وبریلوی حضرات کی یہ عادت ہے کہ اگر فعل ثابت ہو تو قول کا مطالبہ کرتے ہیں جیسا کہ مسئلہ رفع الیدین اور اگر قول ثابت ہو تو فعل کا مطالبہ کرتے ہیں جیسا کہ مسئلہ وتر (دیکھئے رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۵۷) اگر قول و فعل دونوں ثابت ہوں (جیسے مسئلہ إذا أقیمت الصلوۃ فلا صلاة إلا المكتوبة) تو آثار صحابہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر اہل حدیث کتاب و سنت و آثار صحابہ بھی پیش کر دیں جیسے مسئلہ وتر تو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ ”مگران (صحابہ کرام) کا اپنا اجتہاد تھا۔ جو احادیث مرفوعہ کثیرہ کے مقابلے میں حجت نہیں“ (رسول کریم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۵۹) یہ تلاعب بالبدین نہیں تو اور کیا ہے؟

اس قسم کے خود ساختہ مطالبوں اور باطل شرطوں کی بنیاد پر دیوبندی و بریلوی حضرات کا یہ خیال ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو تحریک اہل حدیث کی کتاب و سنت کی دعوت سے دور ہٹا دیں گے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ابھی تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ ایک دیوبندی مولوی نے بعض نوجوانوں کو انوار خورشید صاحب کی کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ دی۔ دیوبندی نوجوان یہ کتاب اپنے گاؤں کے اہل حدیث عالم جناب رحمت الہی محمدی صاحب کے پاس لے آئے۔ یہ گاؤں جی ٹی روڈ گوندل سٹاپ ضلع (اٹک) کے قریب ہے اور اس کا نام ”لنڈی“ (اعوان آباد) ہے۔ جب رحمت الہی محمدی صاحب نے ”حدیث اور اہلحدیث“ کے اندر پیش کردہ حوالوں میں انوار خورشید صاحب کی خیانتیں ثابت کر دیں تو تین نوجوان اہل حدیث ہو گئے اور علانیہ رفع الیدین کی سنت پر عمل شروع کر دیا۔

اللہم ثبت أقدامہم ، آمین

ایک مکروہ مغالطہ:

انوار خورشید صاحب نے جو ضعیف و موضوع یا صحیح غیر متعلق ”دلائل“ پیش کر کے لکھا ہے: ”لیکن مندرجہ بالا احادیث و آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین اور اجماع امت کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ رکوع والا رفع الیدین سنت مؤکدہ، سنت متواترہ بلکہ واجب بلکہ

فرض ہے، نہ کرنے سے نماز ناقص ہو جاتی ہے بلکہ باطل ہو جاتی ہے۔۔۔ الخ

[حدیث اور الہامیہ ص ۴۲۴]

قارئین کرام!

آپ نے دیکھ لیا کہ انوار خورشید صاحب نے ضعیف و موضوع یا غیر متعلق احادیث اور اسی طرح ضعیف السند آثار اور غیر ثابت (سوائے معدودے چند) اقوال و افعال علماء پیش کئے ہیں۔ جبکہ ہم نے صحیح و متواتر مرفوع احادیث، صحیح آثار صحابہ، صحیح آثار تابعین اور صحیح وثابت اقوال و افعال علماء پیش کئے ہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ حق کس طرف ہے؟

۱: رفع الیدین کا ثبوت نبی ﷺ سے متواتر احادیث سے پیش کر دیا گیا ہے اور اس کا نسخ یا ترک نبی ﷺ کی ساری زندگی میں کسی ایک دن کسی ایک نماز میں بلکہ کسی ایک رکعت میں بھی ثابت نہیں ہے۔ لہذا اگر اسے اہل حدیث علماء نے سنت مؤکدہ اور سنت متواترہ لکھا ہے تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟

رفع الیدین کا سنت متواترہ ہونا خود دیوبندی ”علماء“ نے بھی تسلیم کیا ہے۔

مثلاً انور شاہ کا شمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

”وليعلم أن الرفع متواتر إسناداً وعملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا

حرف منه“ الخ [نیل الفرقین ص ۲۲]

یعنی یہ جاننا چاہئے کہ رفع الیدین بلحاظ سند و عمل متواتر ہے اس میں کوئی شک نہیں اور رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا (بلکہ) اس کا ایک حرف (بھی) منسوخ نہیں ہوا۔ تقریباً یہی عبارت حاشیہ فیض الباری (۲/۲۵۵) معارف السنن للنبوری (۲/۴۵۹) میں بھی موجود ہے۔ انور شاہ صاحب کی یہ گواہی معمولی گواہی نہیں بلکہ فرقہ دیوبندیہ پر ہمیشہ کے لئے حجت قاطعہ اور البرہان العظیم ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ”مولوی“ صاحب مذکور کا بہت بڑا مقام ہے۔ یہ ”مولوی“ صاحب وہی شخصیت ہیں جنہوں نے و تروالی حدیث کو ”قوی“ تسلیم کرنے کے بعد چودہ (۱۴) سال اس کا جواب سوچنے میں لگا دیئے۔

[دیکھئے فیض الباری ۲/۳۷۵، العرف الخفی ۱/۱۰۷، معارف السنن ۲/۲۶۴، درس ترمذی ۲/۲۲۴]

امام حمیدی رحمہ اللہ وغیرہ رفع الیدین کو واجب کہتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کے لئے رفع الیدین کا ترک کرنا حلال نہیں ہے۔ [طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسیکی: ۲۴۲/۱]

علامہ سیکی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں: ”هَذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يَوْجِبُ ذَلِكَ“ یہ عبارت اس پر صریح دلیل ہے کہ امام شافعی رفع الیدین کو واجب سمجھتے ہیں (یاد رہے کہ محدثین کے نزدیک فرض اور واجب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں)
یہ وہی سیکی ہیں جن کے بارے میں ”پیغمبر خدا ﷺ موع“ (پشتو) کا مصنف لکھتا ہے۔
”شیخ الاسلام“ [ص ۴۰۳]

امام احمد رحمہ اللہ بھی اس شخص کی نماز کو ناقص سمجھتے ہیں جو رفع الیدین نہیں کرتا۔
[مسائل احمد روایۃ ابی داؤد ص ۲۳ المنجی الاحمد ۱/۱۵۹]

اس قسم کے حوالوں اور سنت صحیحہ متواترہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور ((صلو ا کما رأیتمونی أصلي)) کے حکم کی بنیاد پر اگر کسی اہل حدیث نے رفع الیدین کو واجب فرض اور اس کے ترک کو نقصان صلوٰۃ وغیرہ لکھ دیا ہے تو ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟
بعض غیر اہلحدیث ”علماء“ نے بھی بغیر کسی دلیل کے رفع الیدین کرنے والے کی نماز کو فاسد قرار دیا ہے۔ [دیکھئے معارف السنن ۲/۴۵۱]

انوار خورشید صاحب ان نام نہاد مفتیوں پر اپنا غصہ کیوں نہیں اتارتے؟
دوسرے یہ کہ انوار صاحب کا کہنا ”غیر مقلدین کا کہنا ہے“ الخ بہت بڑا مکروہ مغالطہ ہے کیونکہ رفع الیدین کا سنت ہونا تمام شوافع اور حنابلہ تسلیم کرتے ہیں اور عملاً بھی اس سنت متواترہ پر قائم و دائم ہیں۔ دراصل انوار خورشید صاحب یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ رفع الیدین کا اثبات صرف اہل حدیث ”غیر مقلدین“ کا مسلک ہے اور بس!
ہم پوچھتے ہیں کہ کیا شوافع و حنابلہ بھی ”غیر مقلدین“ کی صف میں شامل ہیں؟ یہ وہی

شوافع ہیں جن کے ساتھ خفیوں نے رے اور اصہبان میں طویل جنگیں لڑی ہیں اور آخر میں شکست کو اپنے سینے سے لگایا ہے۔ [دیکھئے معجم البلدان ۱/۲۰۹، ۲/۱۱۷]



فما زالت تلك صلواته حتى لقي الله تعالى

اس مضمون کے آخر میں انوار خورشید صاحب نے فما زالت إلخ والی موضوع روایت پیش کر کے اہل حدیث کا مذاق اڑایا ہے کہ ان کے دعویٰ رفع الیدین کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے جس میں عصمہ بن محمد الانصاری اور عبد الرحمن بن قریش دونوں وضاع و کذاب راوی ہیں۔ حالانکہ اہل حدیث کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے صحیح ومتواتر احادیث کے ساتھ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین ثابت ہے اور اس کا ترک یا نسخ قطعاً ثابت نہیں۔ حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات جو کچھ بھی پیش کرتے ہیں یا تو وہ ضعیف و موضوع ہوتا ہے یا پھر اصل مسئلہ سے غیر متعلق، تاہم ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے نبی ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ جن روایتوں میں ایک راوی بھی کذاب، وضاع یا متروک نہیں۔ اس سلسلہ میں راقم الحروف نے ایک مضمون لکھا ہے جسے اس مضمون کے آخر میں ملا دیا گیا ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے جو کہ مرفوع حکماً ہے استدلال کیا ہے کہ رفع الیدین کرنے والے کو ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔
[دیکھئے مجمع الزوائد ۱۰۳/۲ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۵۶۲/۱]

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔ [السلسلة الصحيحة ۸۲۸/۷ ج ۳۲۸۶]

اس حدیث کے حساب سے ہر اہل حدیث کو روزانہ صرف پانچ فرض نمازوں پر چار سو تیس (۴۳۰) نیکیاں ملتی ہیں۔ جبکہ حنفی حضرات کو، جن کا عقیدہ صحیح ہے: صرف پچاس (۵۰) آپ خود فیصلہ کریں کہ آخرت میں آپ کو روزانہ فرض نمازوں کے بدلے صرف پچاس (۵۰) نیکیاں چاہئیں یا چار سو تیس (۴۳۰)؟ جبکہ دوسری نمازیں اس کے علاوہ ہیں۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا﴾

جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ [الانعام: ۱۶۰]

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت

نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ للسيوطی اور نظم المتناثر للکتانی۔ کتب اصول الحدیث میں بھی اس تواتر کا واضح تذکرہ موجود ہے مثلاً دیکھئے التقیید والایضاح للعراقی (ص ۲۷۰)

متعدد غیر اہلحدیث علماء نے بھی رفع الیدین کا متواتر ہونا تسلیم کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے نیل الفرقدین للکشمیری (ص ۲۲) معارف السنن للبیوری (۲/۴۵۸، ۴۵۹)

لہذا رفع الیدین کا مسئلہ اسنادی دلائل کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ اس عظیم الشان سنت میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں راقم الحروف نے ان مشککین کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی ﷺ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

”الإمام الفقيه المجتهد الحافظ (الحجة، محبوب المؤمنين) صاحب

رسول اللہ ﷺ (سیدنا) أبو هريرة الدوسي اليماني (رضي الله عنه)

سید الحفاظ الأثبات“ (سیر اعلام النبلاء ۲/۵۷۷، الامامین القوسین)

آپ ۷ھ غزوہ خیبر کے موقع پر پیارے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ربیع الاول ۱۱ھ (وفات رسول اللہ ﷺ) تک آپ ﷺ کے پاس رہے۔

دن رات آپ ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کی۔ چونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے آخری دور میں رہے ہیں لہذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز وغیرہ کے جو

مسائل نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں وہ آخری اور نسخ ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نماز کا کوئی مسئلہ راقم الحروف کے علم میں نہیں ہے جو کہ منسوخ ہو۔ واللہ اعلم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رفع الیدین

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں:

حدثنا عبد الملك بن شعيب بن الليث: حدثني أبي عن جدي عن يحيى بن أيوب عن عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج عن ابن شهاب عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن أبي هريرة أنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا كبر للصلاة جعل يديه حذو منكبيه وإذا ركع فعل مثل ذلك وإذا رفع للسجود فعل مثل ذلك وإذا قام من الركعتين فعل مثل ذلك .

رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر کرتے اور جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب (رکوع کے بعد) سجدوں کے لئے کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے۔

[ابوداؤد معون المعبود ۱/۲۶۹ ج ۳۸، ابوداؤد مع بزل المجہود ۴/۴۵۸، ۴۵۹]

یہ روایت (دیوبندی و بریلوی اصول پر) صحیح ہے۔ اسے امام ابن خزیمہ (۳۴۲/۱، ۳۴۵ ج ۶۹۳، ۶۹۵) نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ”موافقة الخبر الخیر“ (۴۰۹/۱، ۴۱۰) میں اسے ابن خزیمہ کی سند سے روایت کیا اور کہا: ”هذا حديث صحيح“ حافظ ابن عبد البر نے التمهید (۱۶۰/۲۳) میں اسے ابوداؤد کی سند سے روایت کیا ہے۔
تنبیہ: اس روایت کی سند امام زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس روایت کے کئی شواہد موجود ہیں۔

سند کا تعارف

۱: عبد الملک بن شعیب بن اللیث، صحیح مسلم وغیرہ کے راوی ہیں۔ امام نسائی نے کہا: ثقة، امام ابن حبان وغیرہ نے توثیق کی۔ حافظ ذہبی (الکاشف ۱۸۴۲) اور حافظ ابن حجر (تقریب التہذیب: ۴۱۸۵) نے کہا: ”ثقة“ ان پر کوئی جرح میرے علم میں نہیں ہے۔
۲: شعیب بن اللیث، آپ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ امام احمد بن صالح اور خطیب بغدادی نے کہا: ”کان ثقة“ ابن حبان اور ابن شاہین وغیرہما نے توثیق کی، امام ابن وہب وغیرہ نے تعریف کی۔

حافظ ذہبی نے کہا: ”وکان مفتیاً متقناً“ آپ ثقة مفتی تھے۔ [الکاشف ۱۲/۲]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة نبیل فقیہ“ [التقریب: ۲۸۰۵]

۳: امام لیث بن سعد المصری۔ آپ صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور زبردست قسم کے ثقة تھے۔

امام احمد، امام ابن المدینی، امام ابن معین اور امام العجلی (المعتدل) وغیرہم نے کہا: ثقة۔

حافظ ذہبی نے کہا: ”الإمام الحافظ، شیخ الإسلام وعالم الديار المصرية“

[سیر اعلام النبلاء ۱۳۶/۸، ۱۳۷، ۱۳۸]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة ثبت فقیہ إمام مشہور“ [التقریب: ۵۶۸۴]

۴: یحییٰ بن ایوب الغافقی ابو العباس المصری۔ آپ کتب ستہ کے راوی ہیں۔ ائمہ ستہ

نے آپ سے حجت پکڑی ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۹/۸]

امام احمد وغیرہ نے آپ پر جرح کی۔ امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہما نے آپ کو ثقة کہا۔ چونکہ جمہور محدثین آپ کی توثیق کرتے ہیں لہذا آپ حسن الحدیث ہیں۔ آپ اس روایت میں منفرذ نہیں ہیں بلکہ عثمان بن الحکم الجذامی نے بھی یہی روایت امام ابن جریج سے بیان کی ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ ۳۴۴/۱]

عثمان بن الحکم پر امام ابو حاتم نے معمولی جرح کی ہے۔ جبکہ امام احمد بن

صالح، امام ابن حبان (الثقات ۴۵۲/۸) امام ابن خزیمہ اور حافظ ابن حجر (بتصحیح حدیثہ) وغیرہم نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن ابی مریم انھیں ”وكان من خيار الناس“ کہتے ہیں (صحیح ابن خزیمہ) یعنی وہ بہترین لوگوں میں سے تھے۔ ابن یونس مصری نے آپ کی تعریف کی۔

۵: عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج۔ آپ کتب ستہ کے مرکزی راوی اور زبردست ثقہ امام ہیں۔ امام ابن معین، ابن حبان اور العجلی وغیرہم نے ثقہ کہا۔ حافظ ذہبی نے کہا: ثقہ حافظ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۲/۶]

حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ فقیہ فاضل، وکان یدلس ویرسل۔ [التقریب: ۴۱۹۳]

حافظ حبیب اللہ دیوبندی نے بھی انھیں ثقہ کہا ہے۔

[دیکھئے نور الصباح ص ۲۲۲ طبع دوم]

اسی کتاب کے مقدمہ (ص ۱۸ برقی) پر ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ و زنا کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی وغیرہ)“

تذکرۃ الحفاظ (۱/۷۰، ۱/۷۱، ۱/۸۲) پر ”و زنا“ کے الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں اور نہ کسی دوسری کتاب میں یہ لفظ موجود ہے بلکہ یہ لفظ ڈیروی صاحب کے اکاذیب و افتراءات میں سے ہے۔

رہا مسئلہ متعہ کا تو (بشرط صحت) یہ ابن جریج کی اجتہادی خطا تھی جس کا ان کی عدالت و ثقاہت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ بقول حافظ ابن حجر امام ابن جریج اپنی اس اجتہادی خطا سے رجوع کر چکے ہیں۔ [دیکھئے فتح الباری ۱/۷۹]

لہذا ایک ایسے مسئلہ پر امام ابن جریج کو مطعون کرنا بڑی بات ہے جس سے وہ رجوع اور توبہ کر چکے ہیں۔

ابن جریج کی تدلیس کا اعتراض

ڈیروی صاحب نے اس روایت پر (ابن جریج کی) تدلیس کا بھی اعتراض کیا ہے۔

[نور الصباح ص ۲۲۲]

جواب

① دیوبندیہ کی طرف سے (صرف مخالفین کی روایات پر) تدلیس کا اعتراض کیا جانا انتہائی شرمناک حرکت ہے۔ دیوبندیوں کے ”مستند مولوی“ ظفر احمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”والتدلیس والإرسال فی القرون الثلاثة لا یضر عندنا“

قرون ثلاثہ میں ہمارے نزدیک تدلیس اور ارسال مضر نہیں ہے۔

[اعلاء السنن: ۳۱۳/۱، نیز دیکھئے ۳۰۷، ۱۳۷/۲، ۱۲۵/۳، ۲۲۶/۳ وغیرہ اور قواعد فی علوم الحدیث ص ۹۵ اللہ تھانوی ایضاً]

② صحیح ابن خزیمہ میں ابن جریج کے سماع کی تصریح موجود ہے لہذا تدلیس کا الزام اصلاً باطل ہے۔

۶: امام ابن شہاب الزہری۔ آپ کتبِ ستہ کے مرکزی راوی اور بالاجماع ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا:

”الفقیہ الحافظ متفق علی جلالته و اتقانه وثبته“ [التقریب: ۶۲۹۶]

آپ پر بعض منکرین حدیث اور نواصب کے اعتراضات کا تفصیلی جواب میرے مضمون

”القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح“ میں موجود ہے۔

تنبیہ: امام زہری مدلس ہیں لہذا ہماری تحقیق میں یہ سند ضعیف ہے لیکن حنفیہ و آل دیوبند اور آل بریلی کے نزدیک امام زہری کی تدلیس چنداں مضر نہیں ہے۔

اس روایت کے متعدد شواہد ہیں جن کے ساتھ یہ حسن ہے۔ واللہ

۷: ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کتبِ ستہ کے مرکزی راوی، أحد الفقہاء

السبعة اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة فقيه عابد“ [التقریب: ۷۹۷۶] اس روایت کے متعدد شواہد بھی ہیں۔ مثلاً:

① إسماعيل بن عياش (ضعيف) عن صالح بن كيسان (ثقة حجازي) عن عبد الرحمن الاعرج (ثقة) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أخرجه ابن ماجه (۸۶۰) واحمد (۱۳۲/۲) وغيرهما
یہ سند ضعیف ہے۔

② محمد بن مصعب القرظي (ضعيف، ضعفه الجوهري ووثقه ابن قانع وغيره) عن مالك عن ابن شهاب الزهري عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضي الله عنه بإسناد
[التمهيد: ۸۰، ۷۹/۷، وكتاب العلل للدارقطني]

یہ سند بھی ضعیف ہے۔

③ عمرو بن علي عن ابن أبي عدي عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه بإسناد
[العلل للدارقطني الخیر ۲۱۹/۱]

اس کی سند (عمرو بن علی الفلاس سے اوپر) حسن ہے لیکن نیچے والی سند نامعلوم ہے لہذا یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد شواہد موجود ہیں۔ مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح رفع یدین کا کرنا ثابت ہے۔ [دیکھئے جزء رفع الیدین: ۲۲]

یہ موقوف صحیح شاید اس روایت کو حسن درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

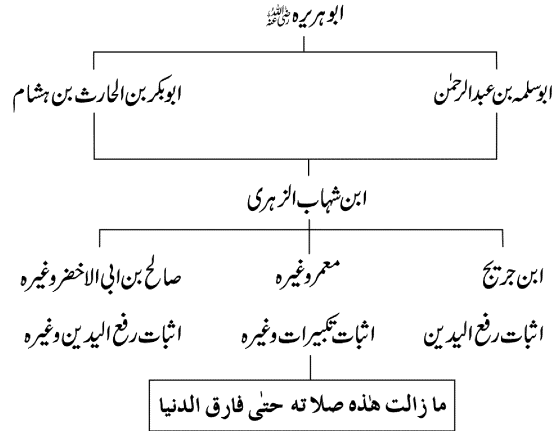
الاختصار

یہ روایت دراصل امام زہری کی اس حدیث کا تتمہ اور اختصار ہے جسے امام نسائی نے ”معمر عن الزهري عن أبي بكر بن عبد الرحمن و أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه“ کی سند سے روایت کیا ہے اور جس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”والذي نفسي بيده إني لأقربكم شبيهاً برسول الله ﷺ، ما زالت هذه

صلواتہ حتیٰ فارق الدنیا“ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بے شک تم سب میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت میں قریب ہوں، آپ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ [سنن النسائی ۳۱۷۳۱ ج ۱ ص ۱۱۵۷]

اسے امام بخاری (راجع الفتح ۲/۲۶۹، ۲۷۲، ۲۹۰) وغیرہ نے کئی سندوں کے ساتھ امام زہری سے مختصراً اور مطولاً روایت کیا ہے اور امام زہری نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داؤد اور صحیح ابن خزمیہ کی احادیث کے مجموعے سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کرتے تھے اور آپ کا یہی طریقہ تھا حتیٰ کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ دو علیحدہ حدیثیں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام زہری تک یہ حدیث ایک ہی ہے۔ آگے امام زہری کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔ کوئی ایک ٹکڑا روایت کرتا ہے اور کوئی دوسرا اور کوئی دونوں کو جمع کر دیتا ہے۔



انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

”واعلم أن الحديث لم يجمع إلا قطعة قطعة فتكون قطعة عند واحد وقطعة أخرى عند واحد فليجمع طرقه وليعمل بالقدر المشترك ولا يجعل كل قطعة منه حديثاً مستقلاً.“

اور جان لو کہ احادیث کو ٹکڑوں ٹکڑوں کی شکل میں جمع کیا گیا ہے پس ایک ٹکڑا ایک

راوی کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کے پاس لہذا چاہئے کہ احادیث کی تمام سندیں (اور متون) جمع کر کے حاصل مجموعہ پر عمل کیا جائے اور ہر ٹکڑے کو مستقل حدیث نہ بنادیا جائے۔ [فیض الباری ۳/۴۵۵]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”صد ہا مثالیں اس کی پائے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا، کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔“ [فتاویٰ رضویہ ۳۰/۱۵ طبع جدید]

اسی طرح یہی حدیث امام زہری کے پاس کامل شکل میں موجود تھی۔ ابن جریج نے ان سے ایک ٹکڑا بیان کیا اور معمر نے دوسرا ٹکڑا۔ صالح بن ابی الاخضر (ضعیف) وغیرہ نے بعض ٹکڑوں کو ایک حدیث میں جمع روایت کیا۔ [دیکھئے علل الحدیث لابن ابی حاتم: ۲۹۱]

لہذا ایک ہی حدیث کو خواہ مخواہ دو حدیثیں بنانا صحیح نہیں ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام بخاری نے جزء رفع الیدین (ح ۲۲) میں ان سے صحیح سند کے ساتھ (رکوع کی) تکبیر اور (رکوع سے) سر اٹھانے کے ساتھ رفع الیدین روایت کیا ہے۔

قال: حدثنا سليمان بن حرب: ثنا يزيد بن إبراهيم عن قيس بن سعد

عن عطاء به إلخ

۱: سليمان بن حرب كتب سته کے مرکزی راوی اور ”ثقة إمام حافظ“ تھے۔

[التقریب: ۲۵۴۵]

۲: يزيد بن إبراهيم كتب سته کے راوی ”ثقة ثبت إلا في روايته عن قتادة ففيها لين“ تھے۔ [التقریب: ۷۶۸۴]

۳: قيس بن سعد صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور ”ثقة“ تھے۔ [التقریب التہذیب: ۵۵۷۷]

۴: عطاء بن ابی رباح كتب سته کے مرکزی راوی اور ”ثقة فقيه فاضل“، کثیر

الإرسال“ تھے۔ [التقریب: ۴۵۹۱]

(لہذا یہ سند بالکل صحیح ہے) اس موقوف روایت کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

”ابن إسحاق عن الأعرج عن أبي هريرة“ بھی اس کا شاہد (تائید والی روایت) ہے
[دیکھئے جز: رفع الیدین للبخاری: ۱۹]

اور بعض شواہد آگے آرہے ہیں۔

راویوں کی یہ عادت ہے کہ کبھی حدیث مختصر بیان کرتے ہیں اور کبھی طویل لہذا تمام اسانید و متون کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً یہی روایت صحیح بخاری (۲۹۰۶/۲ مع الفتح) میں شعیب عن الزہری کی سند کے ساتھ مروی ہے اور اس میں ”إني لأقربكم شهباً بصلاة رسول الله ﷺ إن كانت هذه لصلاته حتى فارق الدنيا“ کے الفاظ ہیں۔
ص ۲۷۲ پر یہی روایت عقیل عن الزہری کی سند سے ہے جس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔
ص ۲۶۹ پر مالک عن الزہری کی سند کے ساتھ یہی روایت انتہائی مختصر مروی ہے جس میں کئی الفاظ مثلاً ”إن كانت هذه لصلاته حتى فارق الدنيا“ موجود نہیں ہیں۔ ان اسانید کو علیحدہ علیحدہ احادیث قرار دینا صحیح نہیں ہے لہذا صحیح ابن خزیمہ و سنن نسائی وغیرہ کی حدیث ایک ہے۔

حتى فارق الدنيا

اس بحث کے بعد امام ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد: ابن الاعرابی (متوفی ۳۴۱ھ) کی کتاب المعجم کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ امام ابن الاعرابی فرماتے ہیں:

”نا محمد بن عصمة بن سوار بن عمارة: نا رديح بن عطية عن أبي زرعة عن أبي عبد الجبار بن معج قال: رأيت أبا هريرة فقال: لأصلين بكم صلاة رسول الله ﷺ لا أزيد فيها ولا أنقص، فأقسم بالله وإن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا قال: ففقت عن يمينه لأ نظر كيف يصنع فابتدأ فكبر ورفع يديه ثم ركع فكبر ورفع يديه، ثم سجد، ثم

کبر ثم سجد و کبر حتی فرغ من صلاته۔ قال: أ قسم بالله إن كانت
لهي صلاته حتى فارق الدنيا۔“

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: البتہ میں آپ کو ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز
پڑھاؤں گا۔ اس میں نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم۔ پس انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ
آپ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ راوی نے کہا: پس میں
آپ کی دائیں طرف کھڑا ہو گیا تا کہ دیکھوں کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ پس انھوں نے
نماز کی ابتدا کی۔ اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر رکوع کیا پس آپ نے
اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر سجدہ کیا اور
اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی
قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آپ ﷺ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے
گئے۔ [۲۲۶۱ ح ۱۴۲]

اس روایت کی سند کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

۱: ابو عبد الجبار عبد اللہ بن معج الفلستانی کا ذکر امام بخاری کی التاریخ الکبیر (۲۰۹/۵) اور
امام ابن ابی حاتم کی الجرح والتعديل (۱۷۶/۵) میں موجود ہے۔ ابن حبان نے اسے
کتاب الثقات (۳۰/۵) میں ذکر کیا ہے۔

یادر ہے کہ معجم ابن الاعرابی میں غلطی سے ”عن أبي زرعة بن (عمرو بن جریر)
قال رأيت“ الخ چھپ گیا ہے۔ جب کہ صحیح وہی ہے جو قلمی نسخہ میں ہے اور جیسا کہ میں
نے اوپر لکھا ہے۔ نیز دیکھئے المعجم لابن الاعرابی، دوسرا نسخہ (۱۳۱/۱ ح ۱۴۲) وہاں ”عن
أبي زرعة بن عبد الجبار بن معج“ لکھا ہوا ہے۔

۲: ابو زرعة یحییٰ بن ابی عمرو السبائی ثقہ تھے۔ [التقریب: ۷۱۶]

۳: رديج بن عطية کو ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ مروان بن محمد اور دجیم نے
کہا: ثقہ۔

عباد بن عباد الخواص (وثقه ابن معین والعجلي والجمهور) نے بعض حدیث میں اس کی متابعت کر رکھی ہے۔ [دیکھئے مسند الشامین للطبرانی ۳۵/۲ ج ۸۶۸]

۴: سوار بن عمارہ کو امام ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا۔ ابو حاتم نے کہا: صدوق، نسائی نے کہا: لیس بہ بأس، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کر کے کہا: ”ربما خالف“

چونکہ سوار مذکور جمہور کے نزدیک ثقہ ہے لہذا اس پر حافظ ابن حبان کی جرح مردود ہے۔
۵: ابو عبید اللہ محمد بن احمد بن عصمۃ الرملی القاضی الاطروش کا ذکر حافظ مزنی نے سوار بن عمارہ کے شاگردوں میں (تہذیب الکمال، قلمی ج ۱ ص ۵۵۹) اور حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ابن الاعرابی کے استادوں میں کیا ہے۔ مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ اس قسم کا ایک راوی عبد الرحمن بن احمد الاعرج ہے، جس کی توثیق کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی، اس کے باوجود ڈیروی صاحب کے استاد سرفراز خان صفدر صاحب نے اس کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے تسکین الصدور ص ۳۲۶) ابو عبید اللہ القاضی کی متابعت مسند الشامین میں مروی ہے۔

امام طبرانی فرماتے ہیں:

”حدثنا حصين بن وهب الأرسوفي: ثنا زكريا بن نافع الأرسوفي:

ثنا عباد بن عباد الخواص: ثنا أبو زرعة يحيى بن أبي عمرو السيباني

عن أبي عبد الجبار، واسمه عبد الله بن معج عن أبي هريرة قال: لأ

صلين بكم صلاة رسول الله ﷺ إن استطعت لم أزد ولم أنقص.

فكبر فشهر بيديه فر كع فلم يطل ولم يقصر - ثم رفع رأسه فشهر

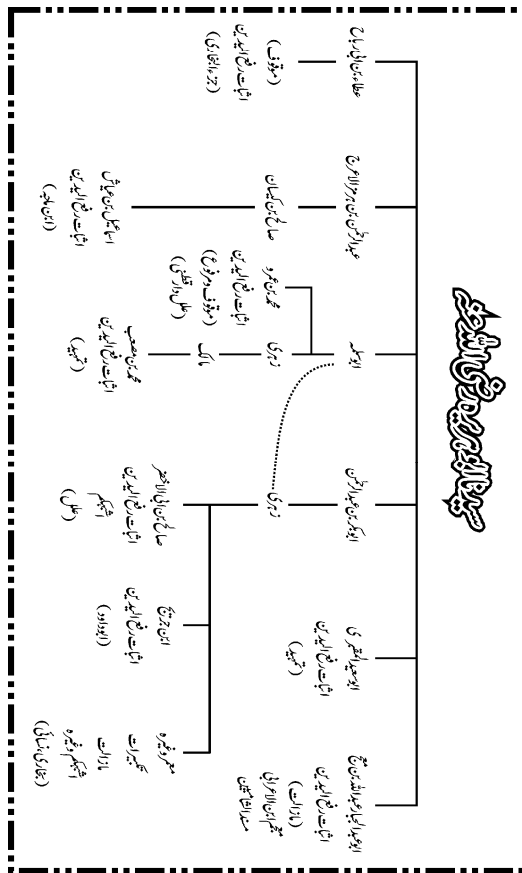
بيديه، ثم كبر فسجد.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر

دکھاؤں گا۔ حتی الوسع اس میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ پھر آپ نے اللہ اکبر کہا اور

رفع الیدین کیا۔ پس آپ نے رکوع کیا نہ یہ رکوع لمبا تھا نہ مختصر۔ پھر آپ نے اپنا سر

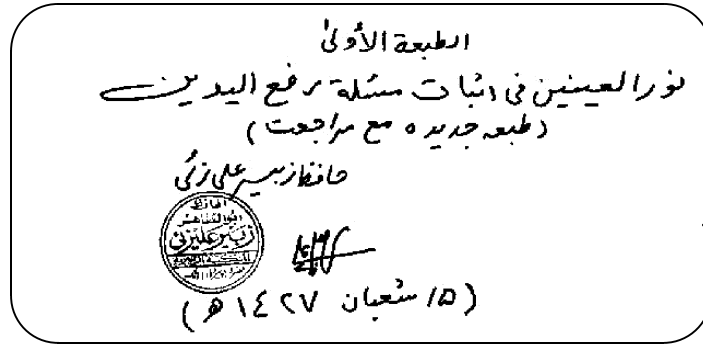
خلاصہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین اور تکبیرات کی بعض روایات کی مختصر ترجیح درج ذیل ہے:



اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح رفع الیدین کا کرنا ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی جو نماز روایت کی ہے وہ آپ کی آخری نماز ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ ﷺ
اختتام: اس کتاب میں جن علمائے حق اور ائمہ مسلمین کا ذکر آیا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں، آمین۔

حافظ زبیر علی زئی

(تمت المراجعة ۲۳ رجب ۱۴۲۷ھ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تین چار ساتھیوں نے اپنے گاؤں کے ایک نوجوان مقصود کے ذریعے مولوی صاحب سے ”حدیث اور اہلحدیث“ کتاب منگوائی تاکہ اپنے مذہب کے دلائل اہلحدیث حضرات کو دکھائیں۔

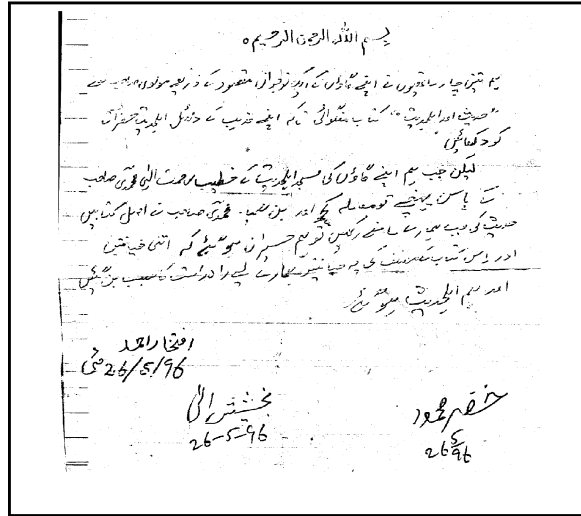
لیکن جب ہم اپنے گاؤں کی مسجد اہلحدیث کے خطیب رحمت الہی محمدی صاحب کے پاس پہنچے تو معاملہ کچھ اور بن گیا۔ محمدی صاحب نے اصل کتابیں حدیث کی جب ہمارے سامنے رکھیں تو ہم حیران ہو گئے کہ اتنی خیانتیں؟ اور اس کتاب کے مصنف کی یہ خیانتیں ہمارے لئے راہ راست کا سبب بن گئیں اور ہم اہلحدیث ہو گئے۔ 26 مئی 1996ء

دستخط افتخار احمد دستخط خضر محمود دستخط بخشیش الہی

بخشیش الہی
26-5-96

خضر محمود
26-5-96

افتخار احمد
26/5/96



Jamia Muhammadi
Masjid Ahl-e-Hadees &
Madarsa Darul-Quran
Wal Hadees Rehmania

Akhter Colony Abbasia Road,
Uch Sharif Bahawalpur



جامع محمدی مسجد اہل حدیث و
مدرسہ القرآن والحديث رحمانیہ
اختر کالونی عباسیہ روڈ اوچ شریف (بہاولپور)

تاریخ ۱۰/۳/۱۴۳۵ھ

محترم صاحب فضیلۃ الشیخ ابوالکلام حافظ زبیری زئی رحمۃ اللہ علیہ
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال میں بہت عطا فرمائے۔
گزشتہ دنوں میں یہ مہینہ اکتالیٰ ضلع بہاولپور شہر اوج سے ہے جو کہ شہر
میں سے گزرتے ہوئے متعدد مقامات پر بھی مہینہ اولیٰ بالہ ہے اور جماعت
احادیث کی پہلی مسجد زبیریہ ہے اور جماعت احادیث کے چند افراد
میں بھی گذشتہ دنوں کے مسکن ہے بہر حال آپ اس مسئلہ
کے مطابق دین حق کی تبلیغ جاری ہے اور مسئلہ میں کے طور پر
متمولی مازنی بھی شروع ہے بہر حال ہم نے اس مسئلہ میں کوئی
الحدیث کی احادیث نکھڑ دیں ہیں اور مسئلہ میں کوئی
عدم سے الحدیث کا جواب انھوں نے لکھا ہے خود تحریر آپ کے پاس
روانہ خدمت ہے بہر حال اس کے مدلل جواب نکھڑ رہا ہے اسلئے
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیع الحدیث

کتب و تصانیف کر دیا جا، ہمارے علم میں علماء دین ہیں، لیکن ان کی
 کتاب نور العینین میں ذیہ الدین کے کلمے گزری ہے اور کتب و تصانیف
 سیدہ ام المومنین مولانا حبیب الرحمن صاحب جو کہ حنفی تھے اور اب
 الحلیہ اس کی کہ میں خلیفہ ہیں الحلیہ علی ذالک
 اور انھوں نے اس کی ایک کتبہ بنائی ہے، یہ ہر ماہی کرتے
 اس کی تحریر کیا، اب حنفی حلیہ کی ہر کتبہ در اندر کریں تو فرمایا
 ۲۰ دن کا سہل ہے اور اب مقدمہ میں کر دینا ہے
 اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے، فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر
 کہ اس احسن کام میں تاج و تاج بنائے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کتب سنت سے محبت کا ثبوت دے گا
 جزا اللہ لکھو - دعاؤں کے لیے اللہ والے کرتے،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انھوں نے اللہ سے - اللہ ان کے خلیفہ طاع محمد کا
 فون 51824 آپ اللہ کے ایک سلف صلی اللہ علیہ وسلم
 51621 آپ پیجا ب سارے (۱۱)
 06902

۱۰- اب کتبہ دیکھو، حنفی کا تصدیق و انکار

264

یا مہدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا مہدی

Jamia Muhammadi
Masjid Ahl-e-Hadees &
Madarsa Darul-Quran
Wal Hadees Rehmania

Akhter Colony Abbasia Road,
Uch Sharif Bahawalpur



جامع محمدی مسجد الحدیث و
مدرسہ القرآن والحدیث رحمانیہ
اختر کالونی عباسیہ روڈ اوچ شریف (بہاولپور)

محترم جناب فضیلۃ الشیخ ابوالطاہر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)
گزارش ہے کہ ہمارا تعلق ضلع بہاولپور کے شہر (اوج) سے ہے جو کہ شرک و بدعت کے گھر کے علاوہ مقلدین کا بھی
بڑا بول بالا ہے۔ اور جماعت اہلحدیث کی پہلی مسجد زیر تعمیر ہے اور جماعت اہلحدیث کے چند افراد نے جن کی
تعداد تقریباً 20 تک ہے۔ بہر حال اپنی استطاعت کے مطابق دینی حق کی تبلیغ جاری ہے اور مقلدین کی طرف
سے فتویٰ بازی بھی شروع ہے بہر حال ہم نے ایک سال کو رفع الیدین کی احادیث لکھ کر دیں ہیں۔ اور مقلدین کی
طرف سے عدم رفع الیدین کا جواب انہوں نے لکھا ہے۔ وہ تحریر آپ کے پاس روانہ خدمت ہے مہربانی کر کے
مدلل جواب لکھ کر پیارے رسول ﷺ کی سنت رفع الیدین کو واضح کر دیا جائے ہمارے علاقے میں علماء و رب
ہیں لیکن آپ کی کتاب ”نور العینین“ نظر سے گزری ہے اور جس کو پڑھ کر میرے والد محترم مولانا حبیب الرحمن
صاحب جو کہ خفی تھے اور اب الحمد للہ اسی مسجد میں خطیب ہیں اور انہوں نے مسلک اہلحدیث قبول کر لیا ہے مہربانی
کر کے اس تحریر کا جواب جتنی جلدی ہو سکے روانہ کریں تقریباً بیس دن کی مہلت ہے اور جواب مقلدین کو دینا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا مجھے امید ہے کہ آپ اس احسن کام میں تاخیر نہ کرتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ
کی اس سنت سے محبت کا ثبوت دیں گے۔ جواب تقریباً ان کے ذیل صفحے کا لکھ دیں۔ (جزاک اللہ خیراً)

احقرم فی الدین۔ محمد الہدی بنو حنیفہ علیہ السلام

خون 51824 PP اہلحدیث ایف۔ لف ضلع بہاول
51621 PP
روڈ ایف۔ 06402

سندھ کا مناظرہ اور اوکاڑوی صاحب کی شکست

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم آج 22/10/95 کو اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ
ہم نے مسک ایڈیٹ کے ذریعہ سن لیے ہیں۔ اور یہ دیکھ
میں ہے کہ دیوبندی حضرات جو کہ ہیں اور اپنی
مسٹر طیس مہر کرنے کے بعد مناظرہ سے راہ قرار اختیار
کی ہے۔ لہذا ہم آج سے اپنے ایڈیٹ ہونے کا اعلان
کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

۱۔ مختار علی برار ولد نور الدین برار تحصیل جٹکانہ گھٹھڑ
۲۔ سکندر ولد قیصر خان جاگیرانہ گاؤں کل محمد جاگیرانہ۔ تعلقہ قمبر

۳۔ ضلع مدثر کانہ سندھ، تحصیل رحلی ۱۹۵
۴۔ حاجی محمد عظیم جاگیرانہ گاؤں کل محمد جاگیرانہ، تعلقہ قمبر۔ ضلع مدثر کانہ سندھ،
۵۔ حاجی محمد سرید ولد قیصر خان جاگیرانہ۔ مدثر مدہم ۱۹۵/۱۹۵
۶۔ منیر احمد ولد محمد سرید بلوچ جاگیرانہ، ۴ منیر احمد جاگیرانہ